سلسلہ: رسائلِ فتاویٰ رضویہ

جلد: ستائیسویں

رسالہ نمبر 2

مقامع الحدید ۱۳۰۴ھ
علٰی خدّ المنطق الجدید

لوہے کے گرز منطقِ جدید کے رخسار پر

پیشکش: مجلسِ آئی ٹی (دعوتِ اسلامی)

رسالہ
مقامع الحدید علٰی خدّ المنطق الجدید ۱۳۰۴ھ
(لوہے کے گرز منطقِ جدید کے رخسار پر)

مسئلہ ۳۰: از بریلی مجانب نواب مولوی سلطان احمد صاحب　یکم رجب ۱۳۰۴ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

رائے بیضاضیائے حضرات علمائے دین ادام اللہ برکاتھم الٰی یوم الدین (اللہ تعالٰی قیامت تک ان کی برکتوں کو دوام بخشے۔ت) پر واضح ہو کہ ان روزں (دنوں) زید فلسفی نے کہ اپنے آپ کو سنی کہتا بلکہ اعلم علمائے اہلسنت جانتا اور اپنے سوا اور علماء کو بہ نگاہ کوبہ نگاہِ تحقیر واہانت دیکھتا ہے ایک کتاب منطق میں تالیف کی اور اسے جابجا ذکر ہیولٰی وقدم اشیاء وعقولِ عشرہ ومزعومہ فلاسفہ وغیر ذلک مسائل فلسفیہ سے مملو و مشحون کیا۔

یہ خادم سنت بہ نظر حمایت ملت اس سے چند اقوال التقاط کرکے مشہد انظار عالیہ علمائے دین میں حاضر کرتا ہے [عہ]:

عہ: خلاصہ اقوال فلسفیہ مع حکم جواب از مستفتی۔

قول اول: اللہ تعالٰی کے سوا عالم کے دس [۱] خالق اور ہیں۔ (باقی برصفحہ آئندہ)

قول اوّل:التحقیق اَنّھا لیست الطبائع کلھا مجردۃ محضۃ لکن للطبائع المرسلۃ فی باب التجرد والمادیۃ مراتب(الی اَنْ قال)	تحقیق یہ ہے کہ تمام طبعیتیں مجرو محض نہیں ہیں لیکن تجرد و مادیت کے اعتبار سی طبائع مطلقہ کے کئ مرتبہ ہیں (یہاں تک کہ اس نے کہا) ساتواں

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

الجواب: یہ عقیدہ کفر ہے۔

قول دوم: مادہ اجسام قدیم ہے۔

الجواب: یہ قول کفر ہے۔

قول چہارم: عقول عشرہ ونفوس قدیم ہیں۔

الجواب: یہ قول کفر ہے۔

قول پنجم: بعض چیزیں خود زیادہ استحقاقِ ایجاد رکھتی ہیں، اگر اللہ تعالٰی انہیں نہ بنائے تو بخیل ٹھہرے اور ترجیح مرجوع لازم آئے۔

الجواب: یہ قول بدعت وضلالت و مستلزم کفر ہے۔

قول ششم: کی دلیل میں نقل کیا کہ یہ عقولِ عشرہ ہر عیب و نقصان سے پاک ومنزّہ ہیں اور محال ہے کہ تمام عالم میں کوئی ذرہ کسی وقت ان کے علم سے غائب ہو۔

الجواب: یہ کفر سے تمسک ہے۔

قول ہفتم: حدوث و تغیر، نہ کوئی شے نابود تھی نہ کبھی نابود ہو بلکہ جسے ہم کہتے ہیں اب تک نہ تھی وہ فقط پوشیدہ تھی اور جسے کہتے ہیں اب نہ رہی وہ صرف مخفی ہو گئی، حقیقۃً ہر چیز ہمیشہ سے موجود ہے اور ہمیشہ رہے گی۔

الجواب: یہ کفر ہے اور بہت سے کفروں کو مستلزم۔

قول ہشتم: میری یہ کتاب نہایت تحقیق کے اپیہ پر اور فرشتہ اثر بلکہ فرشتہ گر ہے۔

الجواب: یہ قول نہایت سخت گناہ عظیم اور بہت جاروایت کی رو سے کفر ہے۔واللہ تعالٰی اعلم۔

السابعة مرتبة الماھیات المجردة بالکلیة، لاتعلق لھا بالمادة تعلق التقویم اوالحلول اوالتدبیر و التصرف، ولا تعلق لھا الا تعلق الخلق والا یجاد مثلاً وھی حقائق المفارقات القدسیة کالمعقب القدسی و سائر المعقول العشرة والحقیقة الواجبة اھ ملتقطاً من ص ۲۵۰ الی ۲۵۱۔	مرتبہ ان ماہیتوں کا ہے جو کُلّی طور پر مجرد ہیں، ان کا مادہ کے ساتھ تقویم حلول باندبیر وتصرف کا کوئی تعلق نہیں اور نہ ہی تعلق خلق و ایجاد کے سوا ان کا کوئی اور تعلق ہے اور وہ حقائق مفارقاتِ قدسیہ ہیں جیسے معقب قدسی، عقول عشرہ اور حقیقتِ واجبہ اھ ملتقطاً ص ۲۵۰ تا ۲۵۱۔

دوسرے رسالہ القول الوسیط میں اس مسئلہ کی تحقیق یوں لکھی ہے۔

العلة الجاعلة ھل یجب کونھا واجبة الوجود او یمکن کونھا ممکنة؟ المشھور الثانی فیما بین الحکماء لکن المحققین منھم نصوا انّ العلة المؤثرة بالذات ھو الباری، والعقول کالوسائط والشروط لتعلق التاثیر الواجبی بغیرھا کیف والماھیة الامکانیة انما وجودھا بالاستعارة عن الواجب، فھو المعطی بالذات الوجودات، فان اعطاء المستعیر لیس اعطاء حقیقة وانما ھو اعطاء من تلقاء المالک، کما ان استناد اضاء العلم الی القمر لیس حقیقة بل بحسب الظاھر، وانما ھو مستند الی الشمس، والقمر واسطة محضة الانتقال ضوءھا الی العالم، فالمنیر بالذات ھی لاھو، فعلّیة الممکن للممکن ظاھریة مجازیة، فھذا الوجود الضعیف	کیا علتِ جاعلہ کا واجب الوجود ہونا واجب ہے یا اس کا ممکن ہونا جائز ہے؟ مشہور حکماء میں قول ثانی ہے لیکن ان میں سے محقق نے صراحت کی ہے کہ علت موثرہ بالذات فقط باری تعالیٰ ہے اور عقول تاثیر واجبی کے ان کے غیر کے ساتھ متعلق ہونے کے لیے واسطوں اور شرطوں کی طرح ہیں کیوں نہ ہو حالانکہ ماہیت ممکنہ کا وجود تو واجب سے مستعار ہے چنانچہ وجودوں کا بالذات معطی واجب الوجود ہی ہے کیونکہ مستعیر کا کسی کو عطا کرنا در حقیقت اس کا عطا کرنا نہیں بلکہ وہ مالک کی طرف سے عطا کرنا ہے جیسا کہ عالم کو روشن کرنے کی نسبت چاند کی طرف کرنا حقیقت کے اعتبار سے نہیں بلکہ ظاہر کے اعتبار سے ہے در حقیقت اضاست عالم سورج کی طرف منسوب ہے چاند تو اس کی روشنی کو عالم کی طرف منتقل کرنے کا محض واسطہ ہے۔ لہٰذا بالذات روشن کرنے والا سورج ہے نہ کہ چاند۔ چنانچہ

يصلح علّة بمعنى الواسطة والشرط والمتمم والالة لا مفيدة لا وجود عـــه حقيقة وقد استوفى هذا التحقيق فى مقامه اھ ملخصاص ۲۔	ممکن کا ممکن کے لیے علّت ہونا ظاہری و مجازی ہے، تو یہ ضعیف وجود اس معنی میں علت ہونے کی صلاحیت رکھتا ہے کہ یہ واسطہ، شرط، متمم اور آلہ ہے نہ کہ حقیقتًا مفید وجود ہے۔ اس کی پوری تحقیق اپنے مقام پر کردی گئی ہے اھ ملخصاص ۲ (ت)۔
قول دوم: المسئلة القائلة بان كلّ حادثٍ مسبوق بالعدم مخصوصة بالحادث الزمانى، والمادة حادث ذاتى اھ مختصرا ص ۲۵۵۔	یہ جو کہاجاتا ہے کہ ہر حادث مسبوق بالعدم ہوتا ہے یہ مسئلہ حادث زمانی کے ساتھ مختص ہے اور مادہ حادث ذاتی ہے اھ (مختصر صفحہ ۲۵۵) (ت)۔
قول سوم: الصورة الجسمية والنوعية ايضامن من الحوادث الذاتية ص ۲۔	صورتِ جسمیہ اور صورتِ نوعیہ بھی حوادثِ ذاتیہ میں سے ہیں۔ ص ۲ (ت)
قول چہارم: السرمد يات والثابتات الدهرية كالعقول والنفوس القديمة اھ ملتقطاص ۱۵۔	سرمدیات (جن کی نہ ابتداء ہو نہ انتہاء) اور ثابتات دہریہ جیسے عقول اور نفوس قدیمہ اھ (التقاط ص ۱۵)۔
قول پنجم: کلی طبعی کے موجود فی الخارج ہونے پر لکھا: اِعلم ان الباقر استدل علٰى هذا بان طبيعة الحيوان المرسل ليس متعلق الذات بمادة ومدة. فلايكون مرهونه الوجود بالامكان الاستعدادى، فالا مكان الذاتى هناك ملاك فيضان الوجود، فاذا كان هذا الحيوان المتعلق بالمادة فائض الوجود كان المرسل احق بالفيضان لاستحقاق الامكان الذاتى۔ و حاصله ان الحيوان المطلق مستحق	تو جان لے کہ میر باقر نے اس پر یوں استدلال کیا کہ بے شک حیوان مطلق کی طبیعت بالذات کسی مادہ ومدت سے متعلق نہیں ہوتی تو وہ امکانِ استعدادی کے ساتھ وجود کی مرہون نہ ہوگی چنانچہ امکان ذاتی یہاں پر فیضان وجود کی بنیاد ہوگا، پس جب یہ حیوان جو کہ مادہ سے متعلق ہے وجود کا فیضان کرنے والا ہے تو حیوان مطلق امکان ذاتی کے استحقاق کی وجہ سے فیضان وجود کا زیادہ حقدار ہوگا۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ حیوان مطلق امکان ذاتی کے سبب سے

عــــه: کذا فی المخطوطة المنقولة، ولعل فی الاصل لا مفیدة وجودٍ حقیقةً ۱۲ محمد احمد۔

للجود بامکانۃ الذاتی،والحیوان الخاص الجزئی یتوقف فی وجودہ علی استعدادٍ ومادّۃٍ وغواشیھا فالمطلق الکلی احق بفیضان الوجود۔ فلایردما اور دہ بعض الکُتّاب بانّ الامکان علۃ اقتصار،لا علۃ الجعل۔فحقیقۃ الفیض لایستلزم الفعلیۃ لم لایجوزان الطبیعۃ لقصور ھاوعدمِ قابلیتھا للوجودالخارجی،مااستفاض الوجود۔انتھی۔ ثم ھذا القول مردود بوجوہ: **الاول:**اَنّ احقیۃ الفیض مستلزمۃ للفعلیۃ لا نہ لابخل من جانب المبدء ^عـــہ^ الفیاض،فلولم یوجود الاحق واستفاض منہ غیر الاحق لزم ترجیح المرجوح۔اھ(باختصار ص۳۴۹)۔	مستحق وجود ہے جب کہ حیوان خاص جزئی کا توقف اپنے وجود میں استعداد،مادہ اور اس کے متعلقات پر ہوتا ہے۔لہٰذا مطلق کلی فیضان وجود کا اَحق (زیادہ حق دار ہوگا)۔ چنانچہ اس پر بعض مصنفوں کا یہ اعتراض وارادنہ ہوگا کہ امکان تو علّتِ اقتصار ہے نہ کہ علتِ جعل۔لہٰذا فیضان وجود کا احق ہونا اس کی فعلیت کو مستلزم نہیں۔ایسا کیوں نہیں ہوسکتا کہ طبیعت اپنے قصور اور وجود خارجی کی عدم قابلیت کی وجہ سے مستفیض وجود نہ ہوئی ہو۔انتہی۔ پھر یہ قول کئی وجوہ سے مردود ہے۔ پہلی وجہ: یہ ہے کہ فیضانِ وجود کا احق ہونا اس کی فعلیت کو مسلتزم ہے کیونکہ مبدافیاض کی جانب سے کوئی بخل نہیں،لہٰذا اگر وہ احق کو وجود نہ بخشے اور غیر احق اس سے مستفیض ہوجائے تو مرجوح کو ترجیح دینالازم آئے گا۔(اختصار ص۳۴۹)۔

قول ششم: فلاسفہ نے مفہوم کی تقسیم جزئی وکلی کی طرف کی۔اس پر اعتراض ہوا کہ:

عـــہ: **اقول:** اللہ جل جلالہ کو مبدءِ فیاض کہنے میں نظر ہے۔
اولاً: لفظ مبدء شرع سے ثابت نہیں،بلکہ مُبدیٔ جو باب اکرام سے ہے۔
ثانیاً: مبدء ایک جانب کم متصل یا منفصل کو کہتے ہیں جہاں سے مثلاً حرکت یا شمار آگے چلے تو لفظ موہم ہے۔
ثالثاً: یوں ہی فیاض غیر ثابت
رابعاً: حق تعالٰی پر اطلاق صیغہ مبالغہ سماع پر موقوف۔
خامساً: اس لفظ کے دوسرے معنی بھی ہیں کہ جناب باری پر محال۔فیض ہلاک شدن۔فیاض بسیار ہالک ۱۳

الجزئی المجرد لایدرك الابعنوان کلی.والمادی لا یمکن ارتسامه فی العقل المجرد.والمفهوم ماحاصل فی العقل۔	جزئی مجرد کا ادراک عنوان کلی کے بغیر نہیں کہا جاسکتا اور جزئی مادی کا عقل مجرد میں مرتسم ہونا ممکن نہیں اور مفہوم وہ ہے جو عقل میں حاصل ہو۔(ت)

زید نے اسے طویلہ عبارت طویلہ میں بیان کرکے لکھا۔

الجواب: انا لا نسلم ان الجزئی المادیّ یدرك بعنوان کلی.بل ذلك [عـــہ] هو التحقیق عندنا لا ن العقول العشرة عندهم مبرّأة عن جمیع شوائب النقص والقبح.ومقدسة منزّهة عن سائر القبائح والنقائص.والجهل اشدّ القبائح.فلا یَعْزُب عن علمِها ذرّة من ذرّات الموجود فی العالم کلیاته وجزئیاته ومادیاته ومجرداته.فلایمکن ان لایعلم العقل الاول مثلًا تشخصات الموجودات والالزم الجهل فیه اھ بقدر المقصود ص۲۰۶۔	**جواب:** بے شک ہم یہ تسلیم نہیں کرتے کہ جزئی مادی کا ادراک عنوان کلی سے ہوتا ہے بلکہ ہمارے نزدیک یہی تحقیق ہے۔ کیونکہ فلاسفر کے نزدیک عقول عشرہ نقصان اور برائی کے تمام شائبوں سے بری اور تمام نقائص و قبائح سے پاک و صاف ہیں جب کہ جہالت تمام قباحتوں سے بڑی قباحت ہے چنانچہ موجوداتِ عالم کے ذرات میں سے کوئی ذرہ عقول عشرہ کے علم سے پوشیدہ نہیں ہوسکتا چاہے کلیات ہوں یا جزئیات، چاہے مجردات ہوں یا مادیات۔ لٰہذا یہ ممکن نہیں کہ عقل اول مثلاً موجودات کے تشخص کو نہ جانے ورنہ اس میں جہل لازم آئے گا۔اھ ،بقدر مقصود ص ۲۰۶۔
قول ہفتم: المذهب المحقق عند المحققین انّ الاعدام اللاحقة الزمانیة	محققین کے نزدیک مذہب محق یہ ہے کہ لاحق ہونے والے اعدام زمانیہ در حقیقت اعدام نہیں بلکہ عدم لاحق

عـــہ: اقول لایخفٰی قلق العبارة ھٰهنا.ومقصوده۔۔ [عـــہ] ۔۔ان الجزئی المادی لاتدرکه العقول بوجه جزئی، بل ذلک.الخ ۱۲ سلطان احمد۔

عـــہ: لایبدؤ وماھٰهنا فی الاصل۔لعله(ان یقول۔ونحوه)والمعنی تام بدون ذٰلك ایضًا ۱۲ محمد احمد غفرله۔

لیست اعداما حقیقة بل العدم الاحق غیبوبة زمانیة، بناء علی ماثبت من وجود الدھرا المعبر عنه بمتن نفس الامر وحاق الواقع الذی یسع کل موجود ــــــــــ وعلی ھذا فالاعدام السابقة علی الوجود اذا کان الحادث عـــه۱ متحققا فی جزء من اجزاء الزمان، ایضًا غیبوبات مانیة والعدم الحقیقی انما ھو بالارتفاع والبطلان عن صفحة الواقع، فلایکون العدم بانتفائه عن کل جزء عـــه۲ من اجزاء الزمان، کما فی السرمدیات المتعالیة عن الزمان و التغیر۔ وبالجملة علی ھذا التحقیق لایکون الزمانیات معدومةً عن الواقع بل عن وقت وجودہ عـــه۳۔ اھ بالتقاط ص۱۵۔	تو غیبوبت زمانی کا نام ہے۔اس بات پر بناء کرتے ہوئے کہ وجود دہر میں سے کچھ ثابت ہے اس کو نفس الامر اور واقع سے تعبیر کیا جاتا ہے جو کہ ہر موجود کو شامل ہے اور اس بنیاد پر وہ اعدام جو وجود پر سابق ہیں جب وجود زمانے کی کسی جزء میں متحقق ہو تو وہ بھی غیبوبت زمانیہ ہیں۔اور عدم حقیقی تو فقط صفحہ واقع سے مرتفع ہونے کا نام ہے۔چنانچہ اجزاء زمانہ میں سے ہر جز سے منتفی ہونے سے عدم نہ ہوگا، جیسا کہ سرمدیات میں جو زمان و تغیر سے ماوراء ہیں۔اور مختصر یہ کہ اس تحقیق کی بنیاد پر زمانیات واقع سے معدوم نہیں ہوتیں بلکہ اس کے وجود کے وقت سے معدوم ہوتی ہیں اھ التقاط ص ۱۵(ت)

قول ہشتم: خود اسی کتاب کی تعریف میں لکھا ہے:

"یہ کتاب فرشتہ اثر بلکہ فرشتہ گر ہے۔اور صیقل ذہن کے لیے عجب اکسیر اعظم و نافع کبیر ہے"۔

عـــه۱: **اقول** ھٰذا مستغنیً عنه بعد ذکر السبقة علی الوجود، کما لایخفٰی ۱۲س۔

عـــه۲: **اقول** ھٰذا اجھل عظیم، فان الزمانی لایوجد الا فی الزمان، فان خلا عنه الزمان بجمیع اجزاءہ خلا عنه الواقع البتة ــــ وقسه بالمکان اِن خلت عنه الامکنة باسرھا کان معدوما فی نفس الامر، والا لم یکن المکانی مکانیا، ھف، ۱۲س عفی عنه۔

عـــه۳: **اقول** ھذا اعظم جھلا، فان الزمان ایضًا بما فیه موجود فی الدھر وکذلك کون الزمان فی الزمان، فلایمکن علی القول بالدھر ان ینعدم الزمانی عن وقت وجودہ، وھل ھذا الّا کالقول بالنقیضین ۱۲س عفی عنه۔

اور خطبہ کتاب میں اُس کے مضامین کو اِکتناہِ حقائق وتدقیق فصیح وتحقیق صریح سے تعبیر کیا۔ ص ۲ اور اس کا نام " اَلْمَنْطِقُ الْجَدِیْدِ لنَاطِقِ النّاَلہ الحدید" رکھا___ لوح میں نام یونہی مطبوع ہوامگر متن میں بجائے لِنَاطق، من ناطق ہے۔

آیا یہ اقوال شرعًا صحیح یا باطل ؟___ اور یہ مدح حلیہ صواب سے مُتحلّی یا عاطل ؟___ اور اس نام میں کوئی محذورِ شرعی ہے یا نہیں؟ **بینوا توجروا۔**

الجواب:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللّٰہ الذی رضی لنا الاسلام دینا واغنانا عن شقاشق الفلاسفۃ غناءً مبینًا * وارسل نبینا بالھدٰی و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ * فاتم الحجّۃ، واوضح المحجۃ، وصدع بالحق دِقّہ وجِلّہ فصلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم وبارك علیہ، وعلٰی اٰلہٖ وصحبہ ÷ حُمَاۃ السنن، ومُحاۃ الفتن، وکُلِّ محبوب، و مرضی لدیہ، صلاۃً تبقٰی وتدوم * بدوام الملك الحّی القیوم * واشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہ لاشریك لہ فی الخلق والتدبیر * والامر والتقدیر، والوجود القدیم والعلم المحیط * وانّ سیدنا ومولانا محمدًا عبدہ ورسولہ، الاٰتی	تمام تعریفیں اللہ تعالٰی کے لیے ہیں جس نے ہمارے لیے اسلام کو بطورِ دین پسند فرمایا، اور ہمیں فلاسفہ کے جھاگ سے واضح طور پر بے نیاز کردیا اور ہمارے نبی کو ہدایت و دینِ حق کے ساتھ بھیجا تاکہ وہ اسے تمام دینوں پر غالب کرے چنانچہ اس نے دلیل کو تام اور راستے کو واضح فرمایا۔ اور چھوٹے بڑے حق کو کھلم کھلا بیان کردیا۔ اللہ تعالٰی آپ پر درود و سلام بھیجے اور برکتیں نازل فرمائے اور آپ کی آل اور آپ کے صحابہ پر جو سنتوں کے محافظ اور فتنوں کو مٹانے والے ہیں۔ اور ہر اُس شخص پر جو آپ کا محبوب و پسندیدہ ہے ایسا درود جو باقی رہنے والا اور دائمی ہے بادشاہ حی و قیوم کے دوام کے ساتھ، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالٰی کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے اور خلق وتدبیر، امر و تقدیر، وجود قدیم اور علم محیط میں اس کا کوئی شریک نہیں، اور یہ کہ ہمارے آقا و مولٰی محمد مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

بالملّة الغراء، والحکمة البیضاء المنزھة عن کل خبط وتخلیط÷ وافراط و تفریط ÷ ___ صلوات اللہ و سلامہ علیہ وعلٰی اٰلہ وصحبہ وکلّ منتمٍ الیہ، اٰمین، اٰمین، الٰہ الحق اٰمین!	اس کے بندے اور رسول ہیں، وہ ایسی چمکدار ملّت اور روشن حکمت لے کر آئے ہیں جو ہر بے راہروی، آمیزش اور کمی سے پاک ہے، اللہ تعالٰی کی رحمتیں اور سلام ہو آپ پر، آپ کی آل پر، آپ کے صحابہ پر اور ہر اس شخص پر جو آپ کی طرف منسوب ہے۔ اے سچے معبود! ہماری دعا قبول فرما(ت)

حق جل وعلا دین حق پر قائم اور آفات تفلسف سے محفوظ و سالم رکھے۔ فی الواقع عامہ اقوالِ مذکورہ سخت شنیع و فظیع ہیں۔ اور شرع مطہر میں اُن کے قائل کا حکم نہایت شدید و وجیع۔ لاسیما۔

قولِ اوّل

کہ اس میں بالتصریح باری عزّ مجدہ کو تدبیر و تصرفِ مادیات سے بے علاقہ مانا، مثلاً بدن انسانی میں جو مُبین متین، ظاہر، باہر زاہر قاہر تدبیریں صبح شام، دن رات ہر وقت عیاں و نہاں ہوتی رہتی ہیں جن کی حکمتوں میں عقول متوسط انگشت بہ دنداں ہیں، یہ سب جلیل و جمیل کام نفسِ ناطقہ کی خوبیاں ہیں۔ اللہ تعالٰی کو اصلاً ان سے تعلق نہیں، نہ اس کا بندوں کے بدنوں میں کوئی تصرف۔

لاالٰہ اللہ محمد رسول اللہ (اللہ کے بغیر کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں۔ت) ___ استغفر اللہ (میں اللہ سے مغفرت طلب کرتا ہوں ت) ___ والعیاذ باللہ (اللہ کی پناہ، ت) ھیھات، ھیھات! اس سے بڑھ کر کونسا کفر ملعون ہوگا ___ سبحٰنہ وتعالٰی "سُبۡحٰنَہٗ وَتَعٰلٰی عَمَّا یَقُوۡلُوۡنَ عُلُوًّا کَبِیۡرًا ۝۴۳"[1] اسے پاکی اور برتری ان کی باتوں سے بڑی برتری۔ت)

سورۂ یونس رعد و سورہ الم تنزیل السجدہ کے پہلے رکوع اس نزعہ فلسفیّہ کے رد کو بس ہیں۔ اور سورہ یونس علیہ الصلوۃ والسلام کے رکوع چہارم میں فرماتا ہے: "قُلۡ مَنۡ یَّرۡزُقُکُمۡ مِّنَ السَّمَآءِ وَالۡاَرۡضِ اَمَّنۡ یَّمۡلِکُ السَّمۡعَ وَالۡاَبۡصَارَ وَمَنۡ یُّخۡرِجُ الۡحَیَّ مِنَ الۡمَیِّتِ وَیُخۡرِجُ الۡمَیِّتَ مِنَ الۡحَیِّ وَمَنۡ

[1] القرآن الکریم ۱۷/۴۳

یُدَبِّرُ الْاَمْرَ ؕ فَسَیَقُوْلُوْنَ اللّٰہُ ۚ فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۳۱﴾ "[2] تو فرما کون تمہیں روزی دیتا ہے آسمان سے (مینہ اتار کر) اور زمین سے (کھیتی اگا کر) یا کون مالک ہے شُنوائی اور نگاہوں کا۔ (کہ مُسبَّبات کو اسباب سے ربطِ عادی دیتا ہے۔ اور قَرع سے ہوا کہ صوت کا حامل کرتا، پھر اُسے اذنِ حرکت دیتا، پھر اسے عَصبہ مفروشہ تک پہنچاتا، پھر اس کے بہنچنے کو محض اپنی قدرتِ کاملہ سے ذریعہ ادراک فرماتا ہے___ اور اگر وہ نہ چاہے تو صور کی آواز بھی کان تک نہ جائے۔ یونہی جو چیز آنکھ کے سامنے ہو، اور موانع و شرائط عادیہ مرتفع و مجتمع۔ واللہ اعلم انّ ذٰلك بالانطِباع اوخروج الشعاع، کما قد شاع، اوکیفما ماشاء (اور اللہ تعالٰی خوب جانتا ہے کہ وہ انطباع کے ساتھ ہوا یا شعاع کے نکلنے سے ہوا جیسا کہ مشہور ہے یا جیسے اس نے چاہا۔ت) ____ اس وقت اِبصار کا حکم دیتا ہے___ اور اگر وہ نہ چاہے روشن دن میں بلند پہاڑ نظر نہ آئے۔ اور وہ کون ہے جو نکالتا ہے زندے کو مُردے سے (کافر سے مومن، نطفہ سے انسان، انڈے سے پرند) اور نکالتا ہے مردے کو زندے سے، اور کون تدبیر فرماتا ہے ہر کام کی۔ (آسمان میں اس کے کام، زمین میں اس کی کام، ہر بدن میں اس کے کام، کہ غذا پہنچاتا ہے۔ پھر اُسے روکتا ہے۔ پھر ہضم بخشتا ہے۔ پھر سہولت دفع کو پیاس دیتا ہے۔ پھر پانی پہنچاتا ہے۔ پھر اس کے غلیظ کو رقیق، لزج کو منزلق کرتا ہے۔ پھر ثِقل کیلوس کو امعا کی طرف پھینکتا ہے۔ پھر ماساریقا کی راہ سے، خالص کو جگر میں لے جاتا ہے۔ وہاں کیموس دیتا ہے۔ تلچھٹ کا سودا، جھاگوں کا صفرا۔ کچے کا بلغم، پکے کا خون بناتا ہے۔ فُضلہ کو مثانہ کی طرف پھینکتا ہے۔ پھر انہیں بابُ الکَبِدْ کے راستے سے عُروق میں بہاتا ہے۔ پھر وہاں سہ بارہ پکاتا ہے۔ بے کا کو پسینہ بنا کر نکالتا ہے۔ عطر کو بڑی رگوں سے جَدَ اول، جداول سے سواقی، سواقی سے باریک عروق، پیچ در پیچ تنگ بر تنگ راہیں چلاتا ہوا، رگوں کے دہانوں سے اعضاء پر اُنڈیلتا ہے۔ پھر یہ محال نہیں کہ ایک عضو کی غذا دوسرے پر گرے۔ جو جس کے مناسب ہے اسے پہچانتا ہے۔ پھر اعضاء میں چوتھا طبخ دیتا ہے کہ اس صورت کو چھوڑ کر صورتِ عُضویّہ لیں۔ اِن

---

[2] القرآن الکریم ۱۰/۳۱

حکمتوں سے بقائے شخص کو مَایَتَحَلَّلْ کا عوض بھیجتا ہے ___ جو حاجت سے بچتا ہے اُس سے بالیدگی دیتا ہے اور وہ ان طریقوں کا محتاج نہیں۔ چاہے تو بے غذا ہزار برس جِلائے اور نماء کامل پر پہنچائے ___ پھر جو فُضلہ رہا اُسے منی بنا کر صلب وترائب میں رکھتا ہے۔ عقد وانعقاد کی قوت دیتا ہے۔ زن و مرد میں تالیف کرتا ہے۔ عورت کو باوجود مشقت حمل وصعوبت وضع شوق بخشتا ہے۔ حفظِ نوع کا سامان فرماتا ہے۔ رحم کو اذن جذب دیتا ہے ___ پھر اس کے اِمساک کا حکم کرتا ہے۔ پھر اسے پکا کر خون بناتا ہے۔ پھر طبخ دے کر گوشت کا ٹکڑا کرتا ہے۔ پھر اس میں کلیاں، کنپھیاں نکالتا ہے۔ قسم قسم کی ہڈیاں، ہڈیوں پر گوشت، گوشت پر پوست، سینکڑوں رگیں، ہزاروں عجائب ___ پھر جیسی چاہے تصویر بناتا ہے۔ پھر اپنی قدرت سے رُوح ڈالتا ہے۔ بے دست وپا کو ان ظلمتوں میں رزق پہنچاتا ہے۔ پھر قوت آنے کو ایک مدت تک روکے رہتا ہے۔ پھر وقتِ معین پر حرکت وخروج کا حکم دیتا ہے۔ اس کے لیے راہیں آسان فرماتا ہے۔ مٹی کی مورت کو پیاری صورت، عقل کا پتلا، چمکتا تارا۔ چاند کا ٹکڑا کر دکھاتا ہے۔ "فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِیْنَ ﴿۱۴﴾ "[3] (تو بڑی برکت والا ہے اللہ سب سے بہتر بنانے والا۔ ت) اور وہ اِن باتوں کا محتاج نہیں، چاہے تو کروڑوں انسان پتھر سے نکالے، آسمان سے برسالے۔

ہاں بتاؤ وہ کون ہے جس کے یہ سب کام ہیں؟ "فَسَیَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ ۚ "[4] اب کہا چاہتے ہیں کہ اللہ۔ تو فرما پھر ڈرتے کیوں نہیں؟

"اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ "[5] (ہم ایک اللہ پر ایمان لائے۔ ت) ـــــ آہ! آہ! اے مُتفلسف مسکین! کیوں اب بھی یقین آیا یا نہیں کہ تدبیر و تصرف اسی حکم علیم کے کام ہیں۔ جَلَّ جَلَالُه وَعَمَّ نَوالُه، "فَبِاَیِّ حَدِیْثٍۭ بَعْدَهٗ یُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۰﴾ "[6] (پھر اس کے بعد کون سی بات پر ایمان لائیں گے۔ ت)

---

[3] القرآن الکریم ۲۳/ ۱۴

[4] القرآن الکریم ۱۰/ ۳۱

[5] القرآن الکریم ۴۰/ ۸۴

[6] القرآن لکریم ۷۷/ ۵۰

فقیر غفراللہ تعالٰی لہ نے اس آیہ کریمہ کی تفسیر میں یہ دو حرف مختصر بقدر ضرورت ذکر کیے، ورنہ روزِ اوّل سے اب تک جو کچھ ہوا، اور آج سے قیامت، اور قیامت سے اَبدُالا باد تک جو کچھ ہوگا وہ سب کا سب اِن دو لفظوں کی شرح ہے کہ: "یُدَبِّرُ الۡاَمۡرَ ؕ"[7] (اور تمام کاموں کی تدبیر کرتا ہے۔ت)

سُبۡحَانَہٗ مَا اعظم شانہ (وہ پاک ہے اور کتنی عظیم اس کی شان ہے۔(ت)

مسلمان غور کرے کہ یہ عظیم حکیم کام جن کے بحر سے ایک قطرے، اور صحرا سے ایک ذرے کی طرف ہم نے اجمالی اشارہ کیا، شبانہ روز انسان کے بدن میں ہوا کرتے ہیں اور لاکھوں کروڑوں نفوس ناطقہ کی زمین کو اُن کی خبر نہیں ہوتی ـــــ ہزاروں میں دو ایک، سالہا سال کے ریاض و تعلیم میں، اُن میں سے اقل قلیل پر بقدرِ قدرت اطلاع پاتے ہیں۔ اِس پر جو کل بگڑی بنائے نہیں بنتی۔ جو ڈور الجھے سلجھائے نہیں سلجھے، پھر کیسا سخت جاہل عـــہ ہے جو تدبیر اَبدان، نفس کے سر دھرے ـــــ اچھا مُدبِّر اور اچھے مُعتَقِد !! "ضَعُفَ الطَّالِبُ وَ الۡمَطۡلُوۡبُ ﴿۷۳﴾ "[8]۔ (کتنا کمزور چاہنے والا اور وہ جس کو چاہا۔ت)

سبحٰن اللہ اگر یہی بات واقعی ہے، اور ہمارے رب تعالٰی کو ان امور سے اصلاً علاقہ نہیں،

عـــہ: مگر سُفہائے فلسفہ، نظرائے ہنقہ سے کیا جائے شکایت کہ وہ افعال متقنہ تصویر جنین کو نفس حیوانی بلکہ قوت غیر شاعرہ کی طرف مستند کرنے میں بھی باک نہیں رکھتے۔ ع

ماعلٰی مِثلھم یُعَدُّ الۡخَطاء

(ان جیسوں پر خطاء شمار نہیں کی جاتی۔ت)

سبحان اللہ! خالقِ مختار جلّت قُدرَتُہ کی طرف بلاواسطہ تمام کائنات کے استناد میں ان کے لیے وہ زہر گھلا ہے کہ یہ حق ناصع کسی طرح قبول نہیں، اور ایسی بدیہی خرافتیں منظور و مقبول، "وَ مَنۡ لَّمۡ یَجۡعَلِ اللّٰہُ لَہٗ نُوۡرًا فَمَا لَہٗ مِنۡ نُّوۡرٍ ﴿۴۰﴾ "[9]۔ (اور جسے اللہ نور نہ دے اس کے لیے کہیں نور نہیں۔ت) ۱۲منہ (من المصنف قدس سرہ)

[7] القرآن الکریم ۱۰/ ۳۱

[8] القرآن الکریم ۲۲/ ۷۳

[9] القرآن الکریم ۲۴/ ۴۰

جیسا کہ اس متفلسف نے ادعا کیا تو وائے جہالت ! نفس ہی کو نہ پُوجے ! جو ایسی قاہر قدرت رکھتا، اور بہ طورِ خود اپنے بدن کی یہ جلیل تدبیر کیا کرتا ہے ــــــ "وَرَبُّنَا الرَّحۡمٰنُ الۡمُسۡتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوۡنَ ﴿۱۱۲﴾"[10] (اور ہمارے رب رحمٰن ہی کی مدد درکار ہے ان باتوں پر جو تم بتاتے ہو۔ت)

زید کے اس قول میں ایک کفر جلی تو یہ ہے ــــــ ثُمَّ اَقُوۡلُ (میں پھر کہتا ہوں۔ت) ناظر عارف، مناظر منصف آگاہ و واقف کو سوق عبارت سے خالقیتِ عقول متبادر [عـــہ۱] و منکشف ــــ اور قائلانِ عقول کا یہ مسلک ہونا اس کا اقوی مشید و مرصف ــــ اگرچہ پائے مکابر لنگ، نہ مجال مناقشہ تنگ ــــ اور اگر نہ سہی، تاہم [عـــہ۲] تعادل کفتین میں اشتباہ نہیں ــــ اور نہ بھی مانو تو ایہام شدید سے بچنے کی راہ نہیں ــــ اور ایسی جگہ مجرد ایہام بحکم شرع ممنوع و حرام ہے۔ کما سیاتی۔

عـــہ۱: **اقول:** فقیر ایک مثالِ واضح ذکر کرتا ہے کہ منصف کو کافی ہو اور مُتعسف کو دفتر بس نہیں ــــــ مثلاً اگر کہا جائے کہ قرآن مجید سے علاقہ رکھنے میں لوگ مختلف رنگ پر ہیں ــــــ کوئی بہ قوت اجتہاد اس سے استنباط احکام کرتا ہے، کوئی بہ حزم و احتیاط اس کی تفسیر لکھتا ہے، کوئی حافظ ہے کوئی قاری، کوئی سامع کوئی تالی، ایک معلم دوسرا متعلّم ــــــ یہ سب لوگ اس سے سچا علاقہ رکھتے ہیں ــــــ اور بعض وہ جن کے لیے ان علاقوں میں سے کچھ نہیں، اور انہیں قرآن کریم سے تعلق نہیں مگر مثلاً علاقہ عداوت، تکذیب جیسے مصنف منطق الجدید و مجوس و ہنود و نصارٰی و یہود۔

ایمان سے کہنا اس کلام سے صاف صاف یہی سمجھا جائے گا یا نہیں کہ قائل نے مصنف منطق الجدید کو بھی دشمن و مکذب قرآن بتایا ــــــ اگرچہ لفظ "مثلاً" میں اتنی گنجائش ہے کہ یہ علاقہ مذکورین مابعد کے لیے سمجھیں اور منصف مسطور کے لیے اور کچھ تصور کرلیں۔ مثلاً فال کھولنا یا تجارت کرنا ــــــ تقصیر معاف ! اس نہج خاص پر وضع مثال اظہارِ حق کے لیے ہے کہ آدمی اپنے مقابلہ میں خواہی نہ خواہی ظاہر متبادر پر جاتا ہے، اور وہاں دوسرے کی طرف سے ابدائے عذر کو احتمالاتِ بعید تلاش نہیں کرتا ــــــ اب اس مثال کو اپنی عبارت سے ملا کر دیکھ لیجئے کہ بعینہٖ اُسی رنگ کی ہے یا نہیں؟ ــــــ پھر جب یہاں یہ متبادر تو وہاں سے ادعائے خالقیت عقول کیونکر ظاہر نہ ہوگا؟ واللہ تعالٰی الہادی ۱۲ عبدہ سلطان احمد خان غفرلہ۔

عـــہ۲: یہ سب تنزّلات بہ لحاظِ مجادلین ہیں ورنہ اصل کارد ہی تبادرِ خالقیت ہے کما بیننا ۱۲ س عفی عنہ۔

---

[10] القرآن الکریم ۲۱/ ۱۱۲

بہر حال اگر یہی مقصود عہ۱ تو اس کا کفرِ بواح ہونا خود ایسا بین کہ محتاج بیان نہیں ـــ رب تبارک و تعالٰی فرماتا ہے:

"هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللهِ"[11]	کیا کوئی اور بھی خالق ہے خدا کے سوا۔

اور ارشاد فرماتا ہے عزوجل:

"يَا أَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوا لَهُ ۚ إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللهِ لَنْ يَخْلُقُوا ذُبَابًا وَلَوِ اجْتَمَعُوا لَهُ ۚ أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ ۗ تَبَارَكَ اللهُ رَبُّ الْعٰلَمِينَ ۝٥٤"[12]	اے لوگو! ایک کہاوت بیان کی گئی اسے کان لگا کر سنو، بے شک وہ جنہیں تم اللہ کے سوا معبود ٹھہراتے ہو ہرگز ایک مکھی نہ بنائیں اگرچہ اس پر ایکا کرلیں۔

اور فرماتا ہے:

جلّت عظمتہ "أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ ۗ تَبَارَكَ اللهُ رَبُّ الْعٰلَمِينَ ۝٥٤"[13]۔	سن لو! خاص اُسی کے کام ہیں خلق عہ۲ و تکوین، برکت والا ہے اللہ مالک سارے جہان کا۔

اور فرماتا ہے تعالٰی شانُہ:

"اَللهُ الَّذِي خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ۖ هَلْ مِنْ شُرَكَائِكُمْ مَنْ يَفْعَلُ مِنْ ذٰلِكُمْ مِنْ شَيْءٍ ۚ سُبْحٰنَهُ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُونَ ۝٤٠"[14]	اللہ وہ ہے جس نے تمہیں بنایا، پھر روزی دی، پھر مارے گا پھر جِلائے گا۔ تمہارے شریکوں میں کوئی ایسا ہے جو ان کاموں میں سے کچھ کرے؟ پاکی اور برتری ہے اُسے ان کے شرک سے۔

عہ۱: کماھو الظاھر المتبادر وان انکر المکابر ۱۲ س عفی عنہ۔

عہ۲: یہاں خلق سے مراد مادہ سے بنانا جیسے آدمی نطفہ سے، اور تکوین سے مراد امر کن سے موجود فرمادینا جیسے ارواح کی پیدائش ۱۲ سلطان احمد خاں بریلوی عفاعنہ المولی القوی۔

---

[11] القرآن الکریم ۳۵/۳

[12] القرآن الکریم ۲۲/۷۳

[13] القرآن الکریم ۷/۵۴

[14] القرآن الکریم ۳۰/۴۰

اور سُورہ لقمان میں افلاک وعناصر وجمادات وحیوانات وآثارِ علویہ ونباتات سب کی طرف اجمالی ارشارہ کرکے ارشاد فرماتا ہے تقدس اسمہ:

"هٰذَا خَلْقُ اللّٰهِ فَاَرُوْنِیْ مَاذَا خَلَقَ الَّذِیْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ؕ بَلِ الظّٰلِمُوْنَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۠" [15]	یہ سب تو خدا کا بنایا ہوا ہے وہ مجھے دکھاؤ کہ اس کے سوا اوروں نے کیا بنایا، بلکہ ناانصاف لوگ صریح گمراہی میں ہیں۔

صدق اللہ سبحٰنہ ____ یہاں تک کہ اس امر کا باری عزاسمہ سے خاص ہونا مدارک مشرکین عرب میں بھی مرتسم تھا۔قال جل ذکرہ:

"وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَیَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ؕ" [16]	اور بے شک اگر تو ان سے پوچھے کہ آسمان وزمین کس نے بنائے، ضرور کہیں گے اللہ نے۔

یہ سخافتِ جلیہ وخرافت علیہ جس نے انہیں امیر الحیر بنایا عُقلائے فلسفہ کا حصہ تھی۔"قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ۚ اَنّٰی یُؤْفَكُوْنَ ۝" [17] (اللہ تعالٰی انہیں مارے کہاں اوندھے جاتے ہیں۔ت)

سلّمنا کہ زید کا یہ مطلب نہیں، نہ وہ عقول عشرہ کو خالق بالذات و موجد مستقل مانے بلکہ انہیں صرف شرط و واسطہ جانتا، اور باری تعالٰی کی تاثیر و فاعلیت کا متمم مانتا ہے تو گویا "مثلاً" اسی تنویع کی طرف مشیر، کہ علاقہ خلی ہو یا وساطت فی الخلق، اور اس قدر سے اسے انکار کی گنجائش نہیں، کہ دوسرے رسالہ میں خود اس کا اقرار کیا اور اسے مذہب محقق ومشرب حق قرار دیا ___ تو یہ خود کفر و واضح وارتداد فاضح ہونے میں کیا کم ہے۔کہ اس میں صراحۃً اس قادر ذوالجلال، غنی متعال تبارک وتعالٰی کو خلق وایجاد میں غیر کافی، اور دوسری چیز کے توسط وآلیت کا محتاج اور صاف صاف اس قدیر مجید عزوجل کو فاعلیت میں ناقص، اور عقول عشرہ کو اس کا کامل وتام کرنے والا ماننا ___ وَاَیّ کُفْرٍ اَفْحَشُ مِنْ هٰذا؟ (اور کون سا کفر اس سے بدتر ہے؟(ت) ___ یہ ایک کفر نہیں بلکہ معدنِ کفر ہے۔ باری کا عجز ایک کفر ___ دوسرے کی طرف نیاز دو کفر ___ آپ ناقص ہونا تین کفر ___ غیر سے تکمیل پانا چار کفر ___ خالق مستقل نہ ہونا پانچ کفر۔

---

[15] القرآن الکریم ۳۱/ ۱۱

[16] القرآن الکریم ۳۱/ ۲۵و۳۹/ ۳۸

[17] القرآن الکریم ۹/ ۳۰و۶۳/ ۴

فکفرفوق کفرٍ فوق کفر　　کان الکفر عـــہ۱ من کثروفر

کماءٍ اسن عـــہ۲ فی نتن دفر　　تتابع قطرہ من ثقب کفر عـــہ۳

(وہ ایک کفر ہے اوپر کفر کے اوپر کفر کے۔ گویا کہ کفر اس کی کثرت و بہتات سے ہے۔ جیسے گندہ بدبودار متعفن پانی، جس کے قطرے بڑے بڑے پہاڑ کے سوراخ سے پے در پے نکل رہے ہیں۔ت)

ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم

ثمّ اقول: (پھر میں کہتا ہوں۔ت) اِستقصاء کیجئے تو ہنوز تعدّد خالق کے لوائح، کلامِ زید سے عَلانیہ لائح ___ قول وسیط کی تقریر ___ اس میں چاند سورج کی تنظیر ___ قید "بالذات" کی بار بار تکریر صاف صاف بتارہی ہے کہ عقول سے صرف خالقیت ذاتیہ منتفی مانتا ہے ___ نہ خالقیت مستفادہ ___ اور اس قدر واقع و نفس الامر میں صدقِ خالق کا منافی نہیں ___ یوں تو علم و سمع وبصر وحیات بلکہ نفس وجود تمام عالم سے منفی اور حضرت حق جل و علاء سے خاص ___ پھر بایں ہمہ ہمہ "اِنَّهٗ لَذُوْ عِلْمٍ"[18] (بے شک وہ صاحب علم ہے۔ت) و "فَجَعَلْنٰهُ سَمِیْعًۢا بَصِیْرًا ۝۲"[19] (ہم نے اسے سنتا دیکھتا کردیا۔ت) "بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ"[20] (بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں۔ت) و "فَاِنَّمَا یَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ ۝۱۱۷"[21] (تو اس سے یہی فرماتا ہے کہ ہوجا

عـــہ۱: فیہ تو جیهان: **الاول** اَنّ من بما بعدہ متعلق بالشطر الاتی، وخبر کان قولہ ءٍ الخ فمن علٰی ھذا للتعلیل، **والثانی** انھا ھی الخبر بعد تعلقھا بماخوذ اونحوہ، واللام فی الکفر للعھد، ای کان کفرہ ھذا ماخوذ من الکُثر والوفر باسقاط بعض الحروف منھا ۱۲ س۔

عـــہ۲: ماء اٰسن متغیر الطعم والرائحۃ، نتن گندہ شندن وگندگی۔ دَفر بدال مہملہ مفتوحہ بوئے بغل ۱۲ س۔

عـــہ۳: کفر بالفتح کوہِ بزرگ۔ تتابُع پے درپے آمدن ۱۲ س۔

---

[18] القرآن الکریم ۱۲/ ۶۸

[19] القرآن الکریم ۷۶/ ۲

[20] القرآن الکریم ۳/ ۱۶۹

[21] القرآن الکریم ۲/ ۱۱۷

تو وہ فوراً ہو جاتی ہے ت) قضایائے حقہ صادقہ ہیں۔اور **حقائق الاشیاءِ ثابتة**[22] (اشیاء کی حقیقتیں ثابت ہیں۔ت)

پہلا عقیدہ خود اپنی ہی نظیر میں دیکھے کہ نور قمر تاب آفتاب سے مستفاد ہونا "**جَعَلَ الشَّمْسَ ضِیَآءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا**" عــــہ [23] (اس نے سورج کو جگمگاتا بنایا اور چاند چمکتا۔ت) کے مخالف نہ ٹھہرا۔

عــــہ: آیہ کریمہ نص واضح ہے کہ قمر مستنیر ہو کر انارہ عالم کرتا ہے۔

ھوالراجح من جھة العقل ایضا والیه جنح المحققون منھم الامام الرازی۔	عقل کے اعتبار سے بھی وہی راجح ہے اور محققین کا میلان بھی اسی کی طرف ہے جن میں امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ بھی شامل ہیں۔(ت)

نہ یہ کہ استنارہ صرف ضوء شمس کا تادیہ کرے کما ظنہ بعض الفلاسفة (جیسا کہ بعض فلاسفہ نے اس کا گمان کیا ہے۔ت)

رہا یہ کہ وہ خود نورانی نہیں بلکہ پر تو مہر سے روشن ہوتا ہے۔**اقول:** اس کی نہ ہم نفی کریں لعدم ورود السمع بتکذیبہ (اس کی تکذیب پر دلیل نقلی وارد نہ ہونے کی وجہ سے۔ت) نہ اُس پر جزم ضرور ہے لعدم قیام البرھان علٰی تصویبہ اس کی درستگی پر برہان قائم نہ ہونے کی وجہ سے۔ت)

والدوران لیس فی شیئ من البرھان وان زعموا انه بدیھی ثابت بالحدس، کیف ولا قاطع بابطال قول ابن الھیثم فی الاھلة، وما ذکروہ من حدیث الخسوف فیجوز ان یکون ذٰلك لان القادر تعالٰی ینزع منه النور متی شاء من دون ان تکون	اور دوران، برہان میں سے کچھ نہیں، اگرچہ ان کا گمان یہ ہے کہ یہ بدیہی ہے حدس سے ثابت ہے، یہ کیسے ہوگا، حالانکہ چاندوں کے بارے میں ابن ہثیم کے قول کے ابطال کا کوئی قاطع نہیں ہے۔اور چاند گرہن کے بارے میں جو حدیث انہوں نے ذکر کی تو ایسا ہونا ممکن ہے کیونکہ اللہ تعالٰی اس پر قادر ہے کہ جب چاہے چاند کا نور سلب فرمادے بغیر اس کے کہ سورج اور چاند کے درمیان

(باقی بر صفحہ آئندہ)

---

[22] شرح العقائد النسفیه، دار الاشاعة العربیة قندھار پاکستان۔ص ۸

[23] القرآن الکریم ۱۰/ ۵

اور لفظ "مجازی" جس طرح "حقیقت" کے مقابل بولتے ہیں، یونہی بہ مقابلہ ذاتی اطلاق،

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

الحیلولۃ ھی الموجبۃ لہ ــــ والمعیۃ لاتفید العلیۃ ــــ بل ھٰذا الذی ذکرنا ھوالمستفاد من ظواھر الاحادیث ــــ وقدرأینا کذبھم فی کسوفٍ وقع علی عھد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لعشرٍ خلونَ من شوال ــــ مع ان قاعدتھم تقضی بان لایقع الاآخر الشھر .اذ المقارنۃ لاتکون الا اذ ذاک۔فلما ظھرلنا انتقاض الدوران فی الکسوف عسی ان یظھر ایضًا فی الخسوف ــــ علٰی ان فی الباب احتمالات اُخر لایتکا فیھا الدلیل ــــ وبالجملۃ مالہ یخبر عنہ نراہ مضطر باً ھٰکذاالٰی یوم القیمۃ فاستفدہ فانہ مھم ــــ نعم افاد الامام عبدالوہاب الشعرانی فی میزان الشریعۃ الکبرٰی اجماع اھل الکشف علٰی ان انور القمر مستفاد من انور الشمس [24] فمن ھذا الوجہ نحن نقول بہ واللہ تعالٰی اعلم ۱۲ منہ (ای من المصنف قدس سرہ)

زمین حائل ہو جو کہ چاند گرہن کا موجب ہے اور معیت مفید علیت نہیں، بلکہ یہ جو کچھ ہم نے ذکر کیا ہے یہی ظاہر حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے۔اور بے شک فلاسفہ کا جھوٹ ہم نے دیکھ لیا اس سورج گرہن میں جو رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں دس شوال کو واقع ہوا، باوجود یہ کہ ان کے قاعدہ کا تقاضا یہ ہے کہ سورج گرہن صرف مہینہ کے آخر میں واقع ہوسکتا ہے کیونکہ مقارنت اسی وقت ہوتی ہے جب ہمارے لیے سورج گرہن میں دوران کا ٹوٹ جانا ظاہر ہوگیا ہے تو چاند گرہن میں بھی ظاہر ہو جائے گا۔علاوہ ازیں اس باب میں اور بھی کئی احتمال ہیں جن میں کوئی قابل اعتماد دلیل نہیں۔خلاصہ یہ کہ جس کے بارے میں خبر نہیں دی گئی ہم اسے قیامت تک یوں ہی مضطرب دیکھیں گے۔اس سے فائدہ حاصل کر کیونکہ یہ بہت اہم ہے۔ہاں۔امام عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمۃ نے میزان الشریعۃ الکبرٰی میں افادہ فرمایا کہ نور قمر کے نور شمس سے مستفاد ہونے پر اہل کشف کا اجماع ہے۔اسی وجہ سے ہم اس کے قائل ہیں۔اور اللہ تعالٰی خوب جانتا ہے ۱۲منہ (یعنی مصنف علیہ الرحمہ کی طرف سے) (ت)

---

[24] میزان الشریعۃ الکبرٰی

اور ذاتی کو بہ لفظ حقیقت خاص کرتے ہیں____ ہماری مِلک مِلک مجازی ہے، یعنی بہ عطائے الٰہی، نہ اپنی ذات سے____ نہ یہ کہ حقیقت ونفس الامر میں باطل ہے۔

قال تعالٰی: "فَهُمْ لَهَا مٰلِكُوْنَ۝" [25] (تو یہ اُن کے مالک ہیں، ت)

قال تعالٰی: "مَامَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ" [26] (وہ جس کے مالک ہوئے ان کے دائیں ہاتھ، ت)

ولہٰذا "وَسْــَٔلِ الْقَرْيَةَ" [27] (اور اس بستی سے پوچھ۔ت)

مجاز ہوا کہ علم وسماع وقدرت علی الجواب جو مُصحح استفسار حقیقی ہیں وہاں مسلوب ومعدوم____ اور "سَلْهُمْ اَيُّهُمْ بِذٰلِكَ زَعِيْمٌ۝" [28] (تم اُن سے پوچھو ان میں کون سا اس کا ضامن ہے۔ت) قطعًا حقیقت کہ ثبوت یقینی____ اگرچہ عطائی ہے۔

ہر عاقل جانتا ہے کہ مدارِ حقیقت ثبوت فی الواقع پر ہے____ اور وہ ذاتی ومستفاد دونوں سے عام____ ع

هٰذا الذی تعرف البطحاء واطأته

(یہ وہی ہے جس کے روندنے کو وادی بطحا پہچانتی ہے۔ت)

اور____ ع

العرب تعرف من انکرت والعجم،

(جس کا تونے انکار کیا اس کو عرب وعجم پہچانتے ہیں۔ت)

میں جو فرقِ استعمال ہے عاقل پر مستور نہیں____ یہیات! اگر حقیقت منُوط بہ ذاتیت، ہو تو لازم آئے معاذاللہ خلقِ اشیاء حقیقةً جناب باری سے مسلوب بلکہ محال ہو،اور ان کا اثبات فقط مجازی خیال____ کہ جب حقیقتہٖ اِفاضئہ وجود نہ ہوا تو واقع میں کچھ نہ بنا____ "اَعْطٰى كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهٗ" [29] (اس نے ہر چیز کو اس کے لائق صورت دی۔ت) کیونکر صادق آئے وقس علٰی ھذا الشنائع اُخرٰی (اسی پر دوسری برائیوں کو قیاس کرلو۔ت)

---

[25] القرآن الکریم ۳۶/ ۷۱

[26] القرآن الکریم ۱۶/ ۷۱

[27] القرآن الکریم ۱۲/ ۸۲

[28] القرآن الکریم ۶۸/ ۴۰

[29] القرآن الکریم ۲۰/ ۵۰

لاجرم ایسی مجاریت صدق حقیقی کی نافی نہ ثبوت واقعی کے منافی ـــــ تو زید کا یہ بیان علی الاعلان منادی کہ عقول عشرہ سے صرف خالقیت ذاتیہ منفی، ورنہ حقیقۃً وہ خالق عالم ہیں جیسے چاند منیر زمین اگرچہ یہ خالقیت حق جل وعلا سے مستعار، جس طرح شمس سے قمر کے انوار۔ قرآن و اہل قرآن سے پوچھ دیکھئے کہ یہ عقیدہ ان کے نزدیک کس درجہ بطلان پر ہے۔ حاش للہ ! نہ اللہ کے سوا کوئی خالق بالذات، نہ ہر گز ہر گز اس نے منصب ایجاد عالم کسی کو عطا فرمایا کہ قدرت عـــہ مستفادہ سے خالیقت کیا کرے۔ "سُبۡحٰنَہٗ وَتَعٰلٰی عَمَّا یُشۡرِکُوۡنَ ﴿۱۸﴾ "[30] (اسے پاکی اور برتری ہے ان کے شرک سے۔ت)

عـــہ: "اَنِّیۡۤ اَخۡلُقُ لَکُمۡ مِّنَ الطِّیۡنِ کَہَیۡـَٔۃِ الطَّیۡرِ "[31] ـــــ فلا یخفٰی علٰی ذی لُبٍ انّ فیہ تبدیل الجسم التعلیمی دون ایجاد الطبعی، بل ذٰلك ایضًا ـــــ اعنی زوال ابعاد و حدوث اُخرٰی ـــــ اِنّما ھو علٰی طریقۃ الحکماء القائلین بالکم المتصل واما المتکلمون فلم یحدث عندھم فی الطین شیئ لم یکن، ولم یزل عنہ شیئ قد کان، وانما انتقلت الجواھر الفردۃ من طولٍ الٰی عرض اوبالعکس مثلًا کما صرّحوا بہ فی الشمعۃ ـــــ وھذا ھو معنی تصویر الملك المؤکل بالرحم الجنین فیھا، فلیس الا ابداءُ ھیأت لاجزاء الجسم، لا ایجاد لحمٍ اوشحم اوعظم واللہ تعالٰی اعلم ۱۲منہ (قدس سرہ)

بے شک میں تمہارے لیے مٹی سے پرندہ کی سی صورت بناتا ہوں، کسی عقلمند پر پوشیدہ نہیں کہ یہ جسم تعلیمی کی تبدیلی ہے نہ کہ جسم طبعی کی ایجاد، بلکہ یہ بھی یعنی بعض ابعاد کا زوال اور دوسرے ابعاد کا حدوث بھی ان حکماء کے طریقہ پر ہے۔ جو کم متصل کے قائل ہیں۔ رہے متکلمین تو ان کی نزدیک گارے میں کوئی ایسی شے پیدا نہیں ہوئی جو پہلے نہ تھی اور نہ کوئی شے زائل ہوئی جو پہلے وہاں نہ تھی۔ بلکہ فقط جواہر فردہ کا طول سے عرض یا عرض سے طول کی طرف انتقال ہوا جیسا کہ موم کے باری میں انہوں نے تصریح کی۔ ماں کے پیٹ میں مؤکل فرشتی کے جنین کی صورت بنانے کا بھی یہی معنی ہے۔ یہ تو محض اجزاء جسم کو ایک ہیات دینا ہے نہ کہ گوشت، چربی اور ہڈیوں کو موجود کرنا۔ اور اللہ تعالٰی خوب جانتاہی ۱۲منہ (قدس سرہ)

---

[30] القرآن الکریم ۱۰/ ۱۸و۱۶/۱و ۳۰/ ۴۰

[31] القرآن الکریم ۳/ ۴۹

بالجملہ باری تبارک وتعالٰی کو کسی شیئ کی تدبیر وتصرف سے بے تعلق، یااس کے غیر کو خالق جواہر، خواہ ایجاد باری تعالٰی کا متمم کہنا قطعاً جزماً کفریاتِ خالصیہ ـــــ اور یہ سب مسائل اجلی ضروریات دین سی ہیں ـــــ بلکہ ان میں بھی ممتاز ـــــ اور اپنے کمال وضوح میں تجشم ایضاح سے غنی وبے نیاز۔

تنبیہ: ہاں عجیب نہیں کہ زید کو سرگرمی وساوس ان عذر بارد پر لائے کہ ان میں ان امور کا دل سے معتقد نہیں، یہ تو میں نے فلاسفہ کے طور پر لکھ دیا ہے۔

اقول: (میں کہتا ہوں، ت) **لاتعدم الخرقاءُ حیلةً** (کوئی مکار عورت حیلہ سازی سے خالی نہیں ہوتی، ت) ـــــ بین و واضح کہ یہاں کوئی صورت اِکراہ نہ تھی، اور بلا اکراہ کلمہ کفر بولنا خود کفر، اگرچہ دل میں اس پر اعتقاد نہ رکھتا ہو، اور عامہ علما فرماتے ہیں کہ اس سے نہ صرف مخلوق کے آگے بلکہ عنداللہ بھی کافر ہوجائے گا کہ اس نے دین کو معاذاللہ کھیل بنایا اور اس کی عظمت خیال میں نہ لایا۔ امام علامہ فقیہ النفس فخر الدین اوزجندی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ خانیہ میں فرماتے ہیں:

رجل کفر بلسانه طائعاو قلبه علی الایمان یکون کافرًا، ولا یکون عندالله مؤمنا[32]۔	جس شخص نے زبان سے بخوشی کلمہ کفر کہا، حالانکہ اس کا دل ایمان پر مطمئن ہے تو وہ کافر ہوجائے گا اور وہ اللہ تعالٰی کے نزدیک مومن نہ ہوگا۔ (ت)

حاوی میں ہے:

من کفر باللسان وقلبه مطمئن بالایمان فهو کافرو لیس بمؤمن عندالله[33]۔	جس نے زبان سے کفر بکا اور اس کا دل ایمان پر مطمئن ہے تو وہ کافر ہے اور اللہ تعالٰی کے نزدیک وہ مومن نہیں ہے۔ (ت)

مجمع الانہر وجواہر الاخلاطی میں ہے: **وهذا الفظ المجمع** (اور یہ لفظ مجمع کے ہیں۔ ت):

من کفر بلسانه طائعاوقلبه مطمئن الایمان فهو کافر ولاینفعه مافی قلبه، لانّ الکافر یعرف بما ینطق به بالکفر فاذا نطق بالکفر	جس نے بخوشی زبان سے کفر بکا حالانکہ اس کا دل ایمان پر مطمئن ہے تو وہ کافر ہے، اور جو کچھ اس کے دل میں ہے وہ اس کو نفع نہ دے گا کیونکہ کافر تو منہ سے بولے ہوئے کفر سے پہچانا جاتا ہے جب اس نے

[32] فتاوٰی قاضیخان کتاب السیر باب مایکون کفرا من المسلم ومالایکون الخ نولکشور لکھنؤ ۴/ ۸۸۱

[33] منح الروض الازہر شرح الفقہ الاکبر بحوالہ الحاوی مطلب فی ایرادا لالفاظ المکفرۃ مصطفی البابی مصر ص ۱۶۵

کان کافرا عندنا وعنداللہ تعالٰی[34]۔	زبان سے کفر بول دیا تو وہ ہمارے نزدیک اور اللہ تعالٰی کے نزدیک کافر ہوگیا۔(ت)

بحرالرائق میں ہے:

والحاصل انّ من تکلمّ بکلمۃ الکفر ھازلًا او لاعبًا کفر عندالکل، ولا اعتبار باعتقادہ، ومن تکلمہ بھا خطأ اومکرھًا لایکفر عند الکل ومن تکلم بھا عالمًا عامدا کفر عندالکل[35]۔	خلاصہ یہ کہ جس شخص نے بطور ہزل اور بطور کھیل کلمہ کفر بکا وہ سب کے نزدیک کافر ہوگیا اس کے اعتقاد کا کوئی اعتبار نہیں۔ جس نے خطاءً یا مجبورًا کلمہ کفر کہا وہ سب کے نزدیک کافر نہ ہوگا۔ اور جس نے جان بوجھ کر قصدًا کلمہ کفر کہا وہ سب کے نزدیک کافر ہوگیا۔(ت)

طریقہ محمدیہ وحدیقہ ندیہ میں ہے:

التکلم بما یوجبہ(ای الکفر)طائعًا من غیر سبق اللسان عالمًا بانّہ کفر(کفر) بالاتفاق، وکذاالفعل و لوھزلًا ومزاحًا بلا اعتقاد مدلولہ، بل مع اعتقاد خلافہ(بقلبہ)فانہ یکفر عنداللہ تعالٰی ایضًا فلا یفیدہ(فی عدم الکفر)اعتقاد الحق(بقلبہ)لانّ ذٰلك جعلَ کفرًا فی الشرع، فلا تعمل النیّۃ فی تغییرہ[36]اھ ملخصا	موجب کفر کے ساتھ تکلم جب کہ بخوشی بغیر سبقت لسانی کے ہوا اور متکلم جانتا ہو کہ یہ کلمہ کفر ہے بالاتفاق کفر ہے یہی حکم فعل کفر کا ہے اگرچہ ہزل ومزاح کے طور پر ہو اور اس کے مدلول کا اعتقاد نہ رکھتا ہو تو وہ اللہ تعالٰی کے نزدیک بھی کافر ہوگا اور دلی طور پر حق کا معتقد ہونا اس عدم کفر میں مفید نہ ہوگا۔ کیونکہ اس کو شرع میں کفر قرار دیا گیا ہے لہٰذا نیت اس کی تبدیلی میں عمل نہیں کرسکتی اھ تلخیص(ت)

[34] مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر کتاب السیر باب المرتد دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۶۸۸

[35] البحر الرائق کتاب السیر باب احکام المرتدین ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۵/ ۲۵

[36] الحدیقۃ الندیۃ شرح الطریقۃ المحمدیۃ الخلق الخامس، مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۱/ ۴۵۰

رہا یہ کہ فلاسفہ کے طور پر کہا، اقول: سچ ہے، ہم کب کہتے ہیں کہ مسلمانوں کے طور پر کہا، آخر جو کلمہ کفر کہا جائے گا **والعیاذ باللہ تعالٰی** (اللہ تعالٰی کی پناہ ت) وہ غالبًا کسی نہ کسی فرقہ کافرہ کے طور پر ہوگا۔ پھر کیا اس قدر اس حکم سے نجات دے سکتا ہے؟____**حاشا وکلّا** (ہر گز ہر گز نہیں۔ت)

زید متفلسِف سے استفسار کیجئے، بھلا اُسے کفر تو جانتا تھا کہیں اس عبارت میں اس کے رَدّ یا اُس سے تبرّی کی طرف بھی اشارہ کیا؟____ کسی کلمہ، کسی حرف سے کراہت وناپسندی کی بُو بھی آتی ہے؟ ہیہات ہیہات!! نہ ہر گز ہر گز کوئی لفظ ایسا لکھا جس سے معلوم ہوتا کہ دوسرے کا قول نقل وحکایت کرتا ہے، بلکہ اس سب کے برعکس اسے لفظ التحقیق کے نیچے داخل کیا۔ اور "قولِ وسیط" میں **ھٰذا التحقیق** کہا جس نے رہا سہا بھرم کھول دیا **فانّا للہ وانّا الیہ راجعون** (بے شک ہم اللہ ہی کے لیے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ت)

آئمہ دین، یہاں تک کہ خود مُنَقّح مذہب حضرت امام ربانی ابوعبداللہ محمد بن حسن شیبانی اللہ تعالٰی عنہ تصریح فرماتے ہیں کہ: "جو شخص اپنی زبان سے **المسیح ابن اللہ** (مسیح اللہ تعالٰی کا بیٹا ہے۔ت) کہے اور کوئی لفظ ایسا کہ حکایت قول نصارٰی پر دلیل ہو، ذکر نہ کرے، اگرچہ قصدِ حکایت کا دعوٰی کرتا رہے، ہر گز سچا نہ ٹھہرائیں گی اور عورت نکاح سے نکل جانے کا حکم دیں گے"۔

علامہ بدرالدین رشید حنفی رسالہ **الفاظِ مُکَفِرہ** میں فتاوٰی صغرٰی وغیرہا سے ناقل!

وقالت للقاضی سمعت زوجی یقول المسیحُ ابنُ اللہ فقال انما قلت حکایۃ عمّن یقولہ. فانّہ اقرّ انّہ لم یتکلم الا بھٰذہ الکلمۃ بانتِ امرأتہ [37]۔	اگر کسی عورت نے قاضی کے پاس آکر کہا کہ میں نے اپنے شوہر کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ مسیح اللہ کا بیٹا ہے اس پر شور نے کہا کہ میں نے یہ کلمات اس شخص کی طرف سے نقل کرتے ہوئے کہے جو اس کا قائل ہے اور شوہر نے اقرار کیا۔ کہ اس نے یہی کلمات کہے ہیں تو اس کی عورت بائنہ ہوجائے گی۔ (ت)

اُسی میں ہے:

قال محمد ان شھد الشھود انّھم سمعوہ یقول المسیح ابن اللہ، و	امام محمد علیہ الرحمۃ نے فرمایا اگر گواہ گواہی دیں کہ انہوں نے شوہر کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ

[37] منح الروض الازہر شرح الفقہ الاکبر فصل فی الکفر صریحًا وکنایۃ مصطفٰی البابی مصر، ص ۱۹۴

لم یقل غیر ذٰلک،یفرّق القاضی بینھما ولا یصدّقہ[38]۔	مسیح اللہ تعالٰی کا بیٹا ہے،اور اس کے علاوہ کوئی کلمہ اس نے نہیں کہا تو قاضی اس شوہر اور اس کی بیوی کے درمیان تفریق کردے گا اور شوہر کی تصدیق نہیں کرے گا۔(ت)

سبحان اللہ ! جب اس مسئلہ میں ____ جہاں قرین قیاس کہ اس نے لفظِ حکایت کہا ہو اور زن وشہود نے نہ سنا، حکم بینونت دیتے ہیں تو آدمی کفرِ صریح سے کتاب کو گندہ کرکے اور اسے وھذا التحقیق کے زیور پہنا کے کیونکر سبیلِ نجات پا سکتا ہے۔ ونسأَلُ اللہ الْعَافِیَۃ (ہم اللہ تعالٰی سے عافیت مانگتے ہیں۔ت)

سیدنا امام اجل، عالم المدینہ مالک بن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ایک شخص کی نسبت سوال ہوا کہ اس نے قرآن کریم کو مخلوق کہا۔فرمایا کافر ہے، قتل کردو،اس نے عرض کی: میں نے تو اوروں کا قول ذکر کیا ہے۔فرمایا ہم نے تو تجھ سے سُنا ہے۔اِعلام بِقواطع الاسلام میں ہے:

سأل رجل مالکاعمن یقول القراٰن مخلوق،فقال مالک:کافر،اقتلوہ،فقال:انمّا حکیتہ،عن غیری، فقال مالک:انما سمعناہ منك[39]	ایک شخص نے امام مالک سے اُس شخص کے بارے میں سوال کیا جو کہتا ہے کہ قرآن مخلوق ہے۔آپ نے فرمایا: وہ کافر ہے اس کو قتل کردو۔اس شخص نے کہا: میں نے تو دوسروں کی بات نقل کی ہے،توآپ نے فرمایا: ہم نے تو تجھ ہی سے یہ سُنا ہے۔(ت)

بلکہ علمائے دین تصریح فرماتے ہیں کہ ایسی باتیں بہ تصریح حکایت بیان کرنا بھی حرام و ناروا،اور حکایت کنندہ مستحق سزا،جب تک غرض محمود و مہم عندالشرع۔ مثلِ تحذیر خلق واظہارِ حق وابطال باطل ____ یا دارالحکم میں دعوی و شہادت بہ غرضِ قتل وعقوبت قائل وغیرہا ضرورات دینیہ پر مبنی و مشتمل،اور علانیہ اظہارِ بیزاری و کراہت و تبری سے مقرون و متّصِل نہ ہو۔

امام علامہ قاضی عیاض مالکی قدِسَ سرّہ،شفا شریف اور علامہ شہاب الدین احمد خفاجی حنفی،

[38] منح الروض الازہر شرح الفقہ الاکبر فصل فی الکفر صریحًا وکنایۃً مصطفی البابی مصر ص ۱۹۴

[39] اعلام بقواطع الاسلام الفصل الثالث مکتبۃ الحقیقۃ استنبول ترکی ص ۳۸۵

رحمۃ اللہ تعالٰی اس کی شرح نسیم الریاض میں فرماتے ہیں:

امّا ذکر ھا علٰی غیر ھذا(الوجه من الرّدّ والابطال و نحوہ مما مرّ)علٰی وجه الحکایات والخوض فی قیل وقال وما لایعنی فکل ھذا(المحکی)ممنوع(غیر جائز شرعًا)وبعضه اشدّ فی المنع والعُقُوبة من بعض.فما کان من قائله الحاکی له.(عن غیرہ)علٰی غیر قصدٍ و معرفة بمقدار ما حکاہ.ولم یکن الکلام(الذی حکاہ) من البشاعة حیث ھو ولم یظھر علٰی حا کیه استحسانه واستصوابه زُجِرَ(وَوُبِّخَ)ونھی عن العود الیه وان قوم ببعض الادب فھو مستوجب له.وان کان لفظه من البشاعة حیث ھو.کان الادب اشدّ اھ ملخصًا[40]۔	ان کلمات کفریہ کو رد وابطال وغیرہ وجوہ مذکورہ کے علاوہ بطور حکایات نقل کرنا یا لایعنی قیل و قال کے طور پر ذکر کرنا سب ممنوع اور شرعًا ناجائز ہے،اور ممانعت و عقوبت میں بعض کلمات بعض سے شدید تر ہیں۔چنانچہ جو کچھ ناقل نے لاقصد تحقیر حکایت کیا جب کہ وہ اس کی شناعت کی حد سے بے خبر ہے اور وہ ایسا کلام نقل کرنے کا عادی بھی نہیں بلکہ محض نادرًا اس سے ایسے کلام کا صدور ہوا،اور وہ کلام بھی حد درجے کا قابل اعتراض نہیں اور یہ بھی ظاہر نہیں ہوا کہ ناقل نے اس کلام کو مستحسن و پسندیدہ سمجھا ہے تو اس کو زجر و توبیخ کی جائے گی اور ایسے کلام کے اعادہ سے منع کیا جائے گا اگر اس کو کچھ سزا دی جائے تو وہ اس کا مستحق ہے۔اور اگر اس کے الفاظ زیادہ قابلِ اعتراض ہیں تو ناقل کو سزا بھی زیادہ سخت دی جائے۔ اھ ملخصًا(ت)

اقول: اور کیونکر حرام نہ کہیں گے حالانکہ علماء تصریح فرماتے ہیں کہ حدیث موضوع کی روایت بے ذکر رد و انکار ناجائز ہے۔وھذا ما اُخِذبه علی الحافظین المعاصرین ابی نعیم و ابن مندۃ(اور اسی وجہ سے دو ہمعصر حافظوں ابو نعیم اور ابن مندہ کا مواخذہ کیا گیا۔ت) اور یہاں مجرد بیانِ سند سے براءت عہد نہیں۔صرّح به الشمس الذھبی وغیرہ من آئمة الشان (امام شمس الذہبی اور دیگر عظیم الشان آئمہ نے اس کی تصریح فرمائی ہے۔ت) توجب وہاں یہ حکم ہے بآں کہ صدہا

---

[40] الشفاء بتعریف حقوق المصطفٰی فصل الوجه السادس المطبعة الشرکة الصحافیه ۲/ ۳۶-۲۳۵،نسیم الریاض فی شرح شفا القاضی عیاض فصل الوجه السادس مرکز اہلسنت برکات رضا گجرات ہند ۴/ ۴۲۲ تا ۴۲۴

احادیثِ موضوعہ کے مضمون حق و نافع ہوتے ہیں، تو اُن اختلافاتِ ملعونہ کی مجرد حکایت کیونکر حلال ہوگی جو صریح مخالفِ اسلام و مہلک ہائل و مضر عظیم و سم قاتل ہیں۔ نسألُ اللہ العافیۃ (ہم اللہ تعالٰی سے عافیت کا سوال کرتے ہیں۔ت)

بلکہ بہت آئمہ ناصحین رحمۃُ اللہ تعالٰی علیہم اجمعین تو بروجہِ رد و ابطال بھی، ایسی بلکہ ان سے بدرجہا کم خرافات کی اشاعت پسند نہیں کرتے۔ اور ایک یہ وجہ بھی ہے جس کے سبب کلامِ متاخرین پر ہزاروں ہزار طعن و انکار فرماتے ہیں، **فصّل بعضہ الفاضل علیُّ القاری فی شرح الفقہ الاکبر** (جیسا کہ اس میں سے بعض کی تفصیل امام فاضل ملا علی قاری نے شرح فقہ اکبر میں کی ہے۔ت)

حتّٰی کہ سیدنا امام ہمام عماد السنہ احمد بن حنبل رضی اللہ تعالٰی عنہ نے سیدنا عارف باللہ امام الصوفیہ حارث محاسبی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اس وجہ پر ملاقات ترک کردی اور فرمایا۔

ویحك الستَ تحکی بدعتھم اوّلًا ثمّ تَرُدُّ علیھم، الستَ تحمل الناس بتصنفك علٰی مطالعۃ البدعۃ، والتفکر فی الشبھۃ، فیدعوھم ذٰلك الی الرَّأیِ و البحثِ والفتنۃ[41]	تجھ پر افسوس، کیا تُو پہلے اُن کی بدعات کو نقل نہیں کرتا پھر اُن کا رَد کرتا ہے کیا تو اپنی تصنیف کے ذریعے لوگوں کو بدعت کے مطالعہ اور شبہات میں غور کرنے پر برانگیختہ نہیں کرتا ہے؟ چنانچہ یہ بات ان کو رائے، بحث اور فتنہ کی طرف دعوت دیتی ہے۔ (ت)

اگرچہ ہے یوں کہ ردِ اہل بدعت، وقت حاجت اہم فرائض سے ہے۔ اور خود امام احمد رضی اللہ تعالٰی عنہ نے رَدِّ جہمیہ میں کتاب تصنیف فرمائی۔ **وفی حدیثٍ عند الخطیب وغیرہ انہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال**: خطیب وغیرہ کے نزدیک ایک حدیث میں رسول اللہ نے فرمایا:

اذا ظھرت ؏ الفتن اوقال البدع وسُبَّ اصحابی فلیظھر العالم	جب فتنے ظاہر ہوں یا فرمایا جب بدعتیں ظاہر ہو اور میرے اصحاب کو سب و شتم کیا جائے تو

؏: **اقول** فانظر الی قولہ "ظَھَرت" یظھر لك الماخذان، واللہ تعالٰی اعلم، ۱۲ منہ (قدس سرہ)

41

علمه.فمن لم يفعل ذٰلك فعليه لعنة الله والملئكة والناس اجمعين.لايقبل الله منه صرفاً ولا عدلاً[42]	اہلِ علم کو اپنا علم ظاہر کرنا چاہیے، جس نے ایسا نہ کیا اس پر اللہ تعالٰی، تمام فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو، اللہ تعالٰی اس کے فرض و نفل کو قبول نہیں کرے گا۔(ت)

بالجملہ اس میں شک نہیں کہ زید کی دونوں عبارتیں صریح کلمہ کفر ___ اور انہیں یوں داخل کتب کرنے میں کوئی عذر قابل قبول نہیں، واللہ المستعان (اور اللہ تعالٰی ہی سے مدد طلب کی جاتی ہے۔ت)۔

قول دوم وسوم وچہارم

کا بھی بعینہٖ یہی حال کہ اُن میں ہیولٰی وصورتِ جسمیہ وصورت نوعیہ وعقول عشرہ وبعض نفوس کو قدیم زمانی مانا۔ اور یہ سب کفر ہیں۔ آئمہ دین فرماتے ہیں: جو کسی غیر خدا کو ازلی کہے باجماع مسلمین کافر ہے۔ شفا و نسیم میں فرمایا:

من اعتراف بالٰهية الله تعالٰى ووحدانيته لٰكنّه اعتقد قديماً غيره.(اى غير(عه)ذاته وصفاته.اشارة الى ماذهب اليه الفلاسفة من قدم العالم و العقول) اوصانِعًا للعالَم سواه(كالفلاسفة الذين يقولون انّ الواحد لايصدر عنه الّا واحد)فذلك كلّه كفر(و معتقده كافر باجماع المسلمين	جس نے اللہ تعالٰی کی الوہیت و وحدانیت کا اقرار کیا لیکن اللہ تعالٰی کے غیر کے قدیم ہونے کا اعتقاد رکھا۔(یعنی اللہ تعالٰی کی ذات و صفات کے علاوہ، یہ فلاسفہ کے مذہب یعنی عالم و عقول کے قدیم ہونے کی طرف اشارہ ہے۔ یا اللہ تعالٰی کے سوا کسی کو صانع عالم ماننا (جیسے فلاسفہ جو کہ کہتے ہیں واحد سے نہیں صادر ہوتا مگر واحد) تو یہ سب کفر ہے (اور اس کے معتقد کے کافر

عـــہ: اقول: توضيح لاتوجيه ___ فان صفاته سبحٰنه وتعالٰى ليست عندنا غيره كماهى ليست عينه ۱۲منه۔	**میں کہتا ہوں**: یہ توجیہ نہیں بلکہ توضیح ہے کیونکہ اللہ سبحٰنہ وتعالٰی کی صفات ہمارے نزدیک اس کا غیر نہیں ہے جیساکہ اس کا عین بھی نہیں ۱۲منہ۔

[42] الفردوس بمأثور الخطاب حدیث ۱۲۷۱ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱/ ۳۲۱، کنز العمال بحوالہ ابن عساکر حدیث ۲۹۰۳ ۱۰/ ۷۸اوحدیث ۲۹۱۴۰ ۱۲/ ۲۱۶، رسالہ در رد روافض امام ربانی، نولکشور لکھنؤ ص ۱

کالالٰھیین من الفلاسفة والطبائعیین[43] اھ ملخصًا۔	ہونے پر مسلمانوں کا اجماع ہے جیسے فلاسفر کا فرقہ الٰہیہ اور فرقہ طبائعیہ) اھ تلخیص (ت)

اور فرمایا:

نقطع بکفر من قال بقدم العالم او بقاء اوشك فی ذٰلك علی مذھبٍ بعض الفلاسِفة(ومنھم من ذھب عـــہ	ہم اس شخص کے کفر کا قطعی حکم لگاتے ہیں جو عالم کے قدیم و باقی ہونے کا قائل ہے یا اسے اس میں شک ہے بعض فلاسفہ کے مذہب پر (اور ان

عـــہ: **اقول**: اوتکون البعضیة راجعةً الی الشك فھی اشارة الٰی ماحکی عن جالینوس انه قال فی مرضه الذی توفی فیه لبعض تلامذته اکتب عنّی انّی ماعلمتُ ان العالم قدیم اومُحدَث، وان النفس الناطقة ھی المزاج اوغیرہ ___ قد طعن فیه اقرانه بذلك حین ارادمن سلطان زمانه تلقیبه بالفیلسوف، ذکرہ فی شرح المواقف[44]۔ **اقول**: ان کان الطعن للتردّدا الاخیر، فھو بذاك حرّی وجدید ___ والا فمن العجب ان معتقد القدم یسمّٰی فلسفیا، دون الشاك مع انّ جھل ذٰلك مرکّب وجھل جالینوس بسیط ___

میں کہتا ہوں: یا بعضیت شک کی طرف راجع ہوگی، یہ اشارہ اس حکایت کی طرف ہی جو جالینوس کے بارے میں منقول ہے کہ اس نے اپنے مرض الموت میں اپنے کسی شاگرد کو کہا میری طرف سے یہ لکھ لو کہ میں نہیں جانتا عالم قدیم ہے، یا حادث اور یہ کہ نفسِ ناطقہ ہی مزاج ہے یا اس کا غیر ___ یہی وجہ ہے کہ جب بادشاہِ وقت نے جالینوس کو فیلسوف کا لقب دینے کاارادہ کیا تو اس کے معاصرین نے اس پر طعن کیا۔ یہ شرح مواقف میں مذکور ہے۔ **میں کہتا ہوں**: اگر یہ طعن آخری تردید کی وجہ سے ہے تو وہ اس کے لائق و مناسب ہے۔ ورنہ تعجب خیز بات ہے کہ عالم کے قدیم ہونے کا اعتقاد رکھنے والا تو فلسفی کہلائے اور شک کرنے والا نہ کہلائے باوجود یہ کہ قدم کے معتقد کا (باقی برصفحہ آئندہ)

---

[43] الشفاء بتعریف حقوق المصطفٰی فصل فی بیان ماھو من المقالات کفر الخ المطبعة الشرکة الصحافیہ ۲ /۲۶۸، نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض فصل فی بیان ماھو من المقالات کفر مرکز اہلسنت برکات رضا گجرات ۴ /۵۰۱

[44] شرح المواقف القسم الخامس المرصد الثانی منشورات الشریف الرضی ۷ /۲۲۲

لغیرہ۔وقد کفّرھم اھل الشرع بھٰذا۔لمافیہ من تکذیب اللہ ورسلہ وکتبہ)الٰی ان قال فلا شك فی کفر ھٰؤلاءِ قطعًا اجماعًا وسَمعًا[45] اھ ملتقطًا۔	میں سے بعض اس کے غیر کی طرف گئے ہیں،اہلِ شرع نے اس قول کی وجہ سے ان کی تکفیر کی ہے،کیونکہ اس سے اللہ تعالٰی،اس کے رسولوں اور اس کی کتابوں کو جھٹلانا لازم آتا ہے۔) یہاں تک کہ فرمایا ان کے کفر میں قطعی،اجماعی اور سمعی طور پر کوئی شک نہیں اھ التقاط (ت)۔

علامہ ابن حجر مکی ہیتمی اعلام میں فرماتے ہیں:

اعتقاد قِدَمِ العالَمِ او بعضَ اجزائِہ کُفر،کما صرحوا بہ[46]۔	عالم یا اس کے بعض اجزاء کے قدیم ہونے کا اعتقاد کفر ہے جیساکہ مشائخ نے اس کی تصریح کی ہے۔(ت)۔

اسی میں ہے:

من المکفرات القول الذی ھو کفر،سواء اصدر عن اعتقاداو عناداو استھزاء فمن	کلمہ کفر کے ساتھ تکلم کافر بنادینے والی چیزوں میں سے ہے، چاہے اس کو اعتقاد کے طور پر صادر کرے یا ضد و

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) فان کان مثل[عــــہ] الجھل لاینافی حکمۃ الحکیم فالبسیط اولٰی بہ___ الا ان یقال ان الفلسفی ھو المتناھی فی فی الخباثۃ وذٰلك فی المرکب ۱۲ منہ۔	جہل مرکب ہے اور جالینوس کا جہل بسیط ہے۔۔جب جہل مرکب حکیم کی حکمت کے منافی نہیں تو بسیط بدرجہ اولٰی اس کے منافی نہ ہوگا مگر یہ کہ یوں کہا جائے کہ فلسفی وہ ہے جو خباثت میں انتہا کو پہنچا ہوا ہو اور ایسا جہل مرکب ہوتا ہے۔۱۲منہ (ت)

عــــہ:کذا فی المخطوطۃ،ویخاجل صدری ان العبارۃ "مثل ذا الجھل" او "ا مثل الجھل" ویصح "مثل الجھل" ایضًا بجعل اللام للعھدلکن السیاق یستدعی مقابلۃ البسیط ۱۲محمد احمد المصباحی۔)

---

[45] نسیم الریاض فی شفاء القاضی عیاض فصل فی بیان ما ھو من المقالات کفر مرکز اہلسنت برکات رضا گجرات ۴/۵۰۱۔۵۰۹،الشفاء بتعریف حقوق المصطفٰی القاضی عیاض فصل فی بیان ماھو من المقالات کفر المطبعۃ الشرکۃ الصحافیہ ۲ /۲۶۸و۲۷۱

[46] اعلام بقواطع الاسلام مع سبل النجاۃ الفصل الاول مکتبۃ الحقیقۃ دار الشفقۃ استنبول ترکی ص ۳۷۵

ذلك اعتقادِ قدم العالم [47] اھ ملفقًا۔	استہزاء کے طور پر عالم کے قدیم ہونے کا اعتقاد بھی ان ہی میں سے ہے اھ ملفقا (ت)

طوالعُ الانوار من مطالعِ الانظار میں ہے:

القول بالذوات القدیمۃ کُفر [48]۔	ذواتِ قدیمہ کا قائل ہونا کفر ہے۔(ت)

شرح مواقف میں ہے:

اِثبات المتعدّد من الذوات القدیمۃ ھو الکفر اجماعًا [49]	متعدد ذوات قدیمہ کو ثابت کرنا بالاجماع کفر ہے۔(ت)

شرح فقہ اکبر میں ہے:

مَن یؤوّل النصوص الواردۃ فی حشرِ الاجساد وحدوثِ العالَم وعلم الباری بالجزئیات فانّہ یکفر [50]	جو شخص حشر اجساد، حدوث عالم اور اللہ تعالٰی کے علم جزئیات کے بارے میں وارد ہونے والی نصوص میں تاویل کرے وہ کافر ہو جاتا ہے۔

بحر الرائق میں جمع الجوامع اور اس کی شرح سے منقول:

من خرج ببدعتہ من اھل القبلۃ کمنکری، حدوث العالم، فلا نزع فی کفرھم لانکارھم بعض ماعلم مجیئ الرسول صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بہ ضرورۃ [51] اھ مختصرا۔	جو کوئی بد عقیدگی کی وجہ سے اہل قبلہ سے خارج ہو جائیں ان کے کفر میں کوئی نزاع نہیں کیونکہ وہ بعض ایسی چیزوں کے منکر ہیں جن کو لے کر رسول اللہ کا تشریف لانا بالبداہت معلوم ہے اھ مختصرًا (ت)

ردالمحتار میں شرح تحریر علامہ ابن الہمام سے منقول:

لاخِلاف فی کفر المخالف فی ضروریات الاسلام من حدوثِ العالم وحشر الاجساد	ضروریات اسلام کے مخالف کے کفر میں کوئی اختلاف نہیں جیسے حدوث عالم، حشر اجساد اور (باری تعالٰی کے)

---

[47] اعلام بقواطع الاسلام مع سبل النجاۃ الفصل الاول مکتبۃ الحقیقۃ دار الشفقۃ استنبول ترکی ص ۳۵۰

[48] طوالع الانوار من مطالع الانظار

[49] شرح المواقف المرصد الثالث فی الوجوب الخ المقصد الخامس منشورات الشریف الرضی ۱۹۸/۳

[50] منح الروض الازہر شرح الفقہ الاکبر الایمان ھو التصدیق والاقرار مصطفی البابی مصر ص ۸۶

[51] البحر الرائق کتاب الصّلٰوۃ باب الامامۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۳۵۰/۱

ونفی عـــہ العلم بالجزئیات، وان کان من اھل القبلۃ المواظب طول عمرہ علی الطاعات[52]۔	علم جزئیات کا منکر ہونا اگرچہ وہ اہل قبلہ میں سے ہو اور تمام عمر عبادات کی پابندی کرنے والا ہو۔(ت)

مخالفۃ الضروریات وکان الیہ سبیلان:

اور اسی طرح امام ابوزکریا یحیٰی نووی نے روضہ اور فاضل سید احمد طحطاوی[53] نے حاشیہ درمختار میں نقل کیا ہے۔ غرض تصریحیں اس کی کتب ائمہ میں بکثرت ہیں۔ ولا مطمح فی الاستقصاء (اور احاطہ مقصود نہیں۔ت)___ حتیٰ کہ اہل بدعت بھی اس میں مخالف نہیں۔ کما یرشدك الیہ قولہ "باجماع المسلمین" (جیسا کہ اس کا قول "اجماع مسلمین" اس کی طرف تیری رہنمائی کرتا ہے۔(ت)

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ محصّل میں فرماتے ہیں:

اتّفق المتکلمون عـــہ۲ علی انّ القدیم یستحیل	متکلمین کا اس پر اتفاق ہے کہ قدیم کو فاعل کی

عـــہ۱: اقول: ھکذا وقع فی الکتاب، والصواب اسقاط النفی۔ فانہ ھو الکفر اجماعًا، والضروریُّ ھو الاثبات ___ وکانّہ رحمہ اللہ تعالٰی لما اراد تمثیل مخالفۃ الضروریات وکان الیہ سبیلان: احداھما بتعدید المخالفات، و الاخرٰی بذکر الضروریات فالتبست فی البیان احداھما بالاخرٰی ___ فسلك الاخرٰی فی الاولین، والاولٰی فی الاخر ___ والامر واضح فلیتنبّۃ ۱۲ منہ۔

عـــہ۲: ھو لفظ یعم جمیع النظار من اھل القبلۃ، المقتدرین علی اثبات عقائد ھم

میں کہتا ہوں کتاب میں یونہی واقع ہوا جب کہ صحیح یہ ہے کہ لفظ "نفی" کو ساقط کیا جائے کیونکہ علم جزئیات کی نفی ہی بالاجماع کفر ہے، اور ضروری اس علم کا اثبات ہے گویا کہ مصنف علیہ الرحمہ نے جب ضرویات اسلام کی مثال ذکر کرنے کا ارادہ فرمایا تو اس کے دو طریقے تھے: پہلا یہ کہ مخالفات کو گنواتے، اور دسرا یہ کہ ضرویات کا ذکر کرتے، تو بیان میں دوونوں کا دوسرا یہ کہ ضرویات کو ذکر کرتے تو بیان میں دونوں ایک دوسرے سے غلط ملط ہوگئے چنانچہ مصنف علیہ الرحم نے پہلی بار دونوں مثالوں میں دوسرے طریقے کو جب کہ تیسری مثال میں پہلے طریقے کو اختیار کیا۔ معاملہ واضح ہے، آگاہ ہونا چاہئے ۱۲ منہ (ت)

یہ لفظ اہل قبلہ میں سے تمام اہلِ نظر کو شامل ہے جو اپنے عقائد کو جس کے ذریعے انہیں اللہ تعالٰی کا (باقی اگلے صفحہ پر)

[52] ردالمحتار، کتاب الصلوٰۃ باب الامۃ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/۳۷۷

[53] حاشیہ الطحطاوی باب الامامۃ المکتبتہ العربیۃ کوئٹہ ۱/۲۴۳

ستنادہ الی الفاعل عــہ[54]۔	طرف منسوب کرنا محال ہے۔ (ت)۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

التی انوابھا اللہ تعالٰی بایراد الحُجج وادِحاض الشُّبۃ ـــــ سواء کانوامصیبئین کمعشر اھل السنۃ والجماعۃ حفظھم اللہ تعالٰی اوخاطئین کمن عداھم۔ کما صریح بہ فی المواقف وغیرھا فالحاصل "اتفق المسلمون" ۱۲ منہ۔

عــہ۱: **اقول**: یعنی الفاعل المختار، اذلافاعل موجبًا ـــــ عند نا ـــــ وھذا ھو الذی قالوا: انہ اجمع علیہ المتکلمون ـــــ اما ان القدیم لا یکن اسنادہ الی الفاعل مطلقا حتی الموجب لوکان، فمسلک خاص للامام الرازی لم یوافقہ علیہ کثیرون ـــــ حتی قالوا: ان القول بقدم العالم انما ساغ للفلا سفۃ لقولھم بالفاعل الموجب ولو لا ذلك وامنوا بالفاعل المختار ـــــ لاَذعنوا بحدوث العالم عن اخرہ ـــــ و کذا ایجاب المسلمین حدوث کل مخلوق لقولھم بالفاعل المختار ـــــ ولو لا ذلك لقالوا بالقدم قلت المقصود نفی الا جماع علی التعمیم ـــــ ھو حاصل ـــــ وان کان فی الکلام کلام۔ واللہ سبحنہ وتعالٰی اعلم ۱۲ منہ۔

قُرب حاصل ہوتا ہے ایراد ودلائل وازلہ شبہات کے ساتھ ثابت کرنے کی طاقت رکھتے ہیں۔ چاہے وہ صحیح ہوں جیسے اہلسنت کا گروہ۔ اللہ تعالٰی ان کی حفاظت فرمائے، یا وہ غلط ہوں جیسے اہلسنت وجماعت کے علاوہ دیگر گروہ۔ جیسا کہ مواقف وغیرہ میں صراحت کردی گئی ہے۔ حاصل اس کا یہ ہے کہ "تمام مسلمانوں کا اس پر اتفاق ہے" ۱۲ منہ (ت)

اقول: فاعل سے مراد فاعل مختار ہے کیونکہ فاعل موجب یعنی غیر مختار نہیں ہوتا۔ اسی موقف کے بارے میں مشائخ نے کہا ہے کہ اس پر متکلمین کا اجماع ہے۔ رہی یہ بات کہ قدیم کی نسبت مطلقًا فاعل کی طرف نہیں ہوسکتی چاہے فاعل موجب ہو۔ اگر وہ موجود ہو تو یہ خاص امام رازی کا مسلک ہے اس میں اکثریت نے ان کی موافقت نہیں کی، یہاں تک کہ مشائخ نے کہا فلاسفہ کا قدم عالم کا قول اسی صورت میں بزعم خویش درست ہوسکتا ہے کہ وہ فاعل موجب کے قائل ہیں، اگر وہ فاعل مختار کا یقین کرلیں تو تمام عالم کے حدوث کا یقین کرلیں اور اسی طرح مسلمانوں کا ہر مخلوق کو حادث قرار دینا اس لیے ہے کہ وہ فاعل مختار کے قائل ہیں۔ اگر وہ اس کے قائل نہ ہوں تو قدم عالم کا قول کرلیں۔ قلت: مقصد تو تعمیم پر اجماع کی نفی ہے ـــ اور وہ حاصل ہے ـــ اگرچہ کلام میں کلام ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالٰی خوب جانتا ہے ۱۲ منہ (ت)

54

بلکہ حدوثِ تمام اجسام و صفاتِ اجسام پر تمام اہل ملل کا اتفاق ہے۔ یہود و نصارٰی تک اس میں خلاف نہیں رکھتے۔ فی شرح المواقف:

الاجسام محدثۃ بذواتھا الجوھریۃ، و صفاتھا العرضیۃ وھوالحق، وبہ قال الملیون کلھم من المسلمین و الیھود والنصارٰی والمجوس[55]۔	اجسام اپنی ذواتِ جوہریہ اور صفات عرضیہ کے ساتھ حادث ہیں، اور یہی حق ہے۔ اور یہی کہا تمام ملتوں نے مسلمانوں، یہودیوں نصارٰی اور مجوسیوں میں سے۔ (ت)

اور بیشک زہد کا ان مضامین کفریہ کو مقام رَدّ و استدلال میں لانا، اور اُن پر اختیار مذاہب و تحقیق مشارب کی بنا رکھنا، صراحۃً اُن کی رضا و قبول پر دال۔ اور بالفرض نہ ہو تو بلا اکراہ ایراد میں کیا مقال!

وتذکّر کلّ ماقدّمنا من الکلام علی القول الاوّل، تجد ھُنالك مافیہ الغِناءُ وعلیہ المعوّل۔	قولِ اوّل پر جو گفتگو ہم نے مقدم کی اس کو یاد کرلے، اس میں تو غناء پائے گا اور اُسی پر بھروسہ ہے۔ (ت)

معدنِ ضلالات قولِ پنجم

یہ قول متعدد ضلالتوں، متکثر جہالتوں کی طُرفہ معجون، بلکہ معجونِ فلاسفہ قرۃُ العیون ہے ____ زید مسکین نے تَشَدُّ بقری عـــہ کو علقِ نفیس جان کر اٰمنابہ تو کہہ دیا مگر نہ دیکھا کہ اس پر کیا کیا شناعاتِ عظیمہ ہائلہ وارد۔

فاقول: وبحول اللہ تعالٰی اُصول (چنانچہ میں کہتا ہوں اور اللہ تعالٰی کی توفیق سے حملہ آور ہوتا ہوں۔ ت)

اوّلًا: تمام انواع کا قدم لازم کہ جب طبائع مرسلہ میں مجرد امکانِ ذاتی مِلاک فیضان۔ اور امکانِ ذاتی یعنی دائرہ قدرت میں داخل ہونا، قطعًا ازلی۔ والالزم الانقلاب (ورنہ انقلاب لازم آئے گا۔ ت) ____ اور جناب مبدی تبارک و تعالٰی میں قطعًا بخل نہیں۔ تو واجب ہوا کہ ہر نوع قدیم ہو۔

عـــہ: مؤلف المنطق الجدید تمسك ھنا بما تفوہ بہ الباقر وھذا اللفظ یشیر الیہ ۱۲ محمد احمد۔

[55] شرح المواقف المرصد الثانی فی عوارض الاجسام منشورات الشریف الرضی قم ایران ۷/ ۲۲۰

اور یہ امراصولِ باطلہ فلسفہ پر قدم ہیولیٰ وقدم صورتِ جسمیہ، وقدم صورتِ نوعیہ، وقدم جمیع اشخاص منحصرہ فیہا الانواع، وقدم بعض افراد عـــہ۱ انواعِ باقیہ، وقدم انواع واشخاص اعراض لازمہ علی التفصیل المشار الیہ (اس تفصیل کی بنیاد پر جس کی طرف اشارہ کیا گیا۔ت) کو مستلزم، کمالایخفٰی (جیساکہ پوشیدہ نہیں۔ت) پوراپورامذہب نامہذب فلسفہ مزخرفہ کاثابت ہوگیا۔

فلسفی متبوع عـــہ۲ کا مطلب بمادۃ ومدۃ سے نکلتا تھا، مُتفلسف تابع نے مستلزمہ للفعلیہ صاف لکھ دیا، ہیہات! اس متبوع سے کیا جائے شکایت کہ وہ حضرات تو قدیمًا وحدیثًا سفہائے سفسطہ کے فضلہ خوار رہے ہیں۔ومن لم یستغن بالقرآن فلا اغناہ اللہ (جو قرآن کے ذریعے استغناء حاصل نہ کرے اللہ تعالٰی اس کو غنی نہیں کرتا ت) مگراس تابع مدعی تسنّن کا تلون و تفنن قابلِ تماشا ______ نسال اللہ الثبات علی الایمان والسنۃ (ہم اللہ تعالٰی سے ایمان وسنت پر ثابت قدمی طالب کرتے ہیں۔ت)

ثانیًا: اور اشدّ واعظم قباحت لازم کہ اس تقدیر پر قدرت الٰہیہ صرف انواعِ موجودہ میں منحصر ہوجاتی ہے۔اور جونوع نہ بنی اس کے یہ معنی کہ حق جل واعلا کو اس پر قدرت ہی نہ تھی کہ اگر مقدور ہوتی تو ممکن ہوتی۔اور طبیعت مطلقہ میں نفس امکان مستلزم فیضان، تو انتفائے لازم انتفائے ملزوم پر دلیل جازم ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

یہ شناعت خبیثہ تو ایسی ہے کہ جس طرح اسلامیوں کے نزدیک کفر، یونہی شاید فلسفیوں کو بھی مقبول نہ ہو کہ وہ بھی تقاسیم کلی میں کلی معدوم الافراد کو قسیم ممتنع الافراد کی قسم بتاتے ہیں۔کما صُرِّح بہ فی اسفارھم (جیساکہ ان کی معتمد کتابوں میں اس کی تصریح کی گئی ہے۔ت)

یاللعجب! اگر باقر غافل تھا "متبقر"، تو عاقل تھا۔ولٰکن صدق ربُّنا تبارك وتعالٰی (لیکن ہمارے رب تعالٰی نے صدق فرمایات)

"فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ ﴿۴۶﴾"[56]	آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ وہ دل اندھے ہوتے ہیں جو سینوں میں ہیں۔(ت)

عـــہ۱: ای بمعنی فرد منتشر ۱۲منہ۔ عـــہ۲: باقرداماد شیعی ۱۲م۔

[56] القرآن الکریم ۲۲/ ۴۶

ثالثًا: تابع و متبوع کا یہ قول کہ "جانب مبدء میں بخل نہ ہونا مستلزم فیضان ہے" اصولِ سنت سے محض مباین اہل سنت کا ایمان ہے کہ مبدئی تبارک و تعالٰی جواد، کریم، اکرمُ الاکرمین ہے۔ **جلّ جلالُہ وتقدّس فعالُہ**۔ مگر بایں ہمہ کوئی شے اس پر واجب نہیں مانتے۔ عالم جب تک نہ بنایا تھا وہ جب جواد تھا۔ اور اگر کبھی نہ بناتا تاہم جواد ہوتا۔ نہ اس نہ بنانے سے کوئی عیب اُسے لگتا نہ کوئی نقصان اس کے کمالِ اکمل میں آتا۔ کسی شے کا ایجاد و اعدام کچھ اس پر ضرور نہیں۔ **قال تعالٰی:** "**فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ**"[57] (تمہارا رب جو چاہے کرے۔ت) وقال تعالٰی: "**یَفْعَلُ اللّٰهُ مَا یَشَآءُ**"[58] "**یَحْكُمُ مَا یُرِیْدُ**"[59] (اور اللہ جو چاہے کرے اور وہ حکم فرماتا ہے جو چاہے۔ت) **وقال تعالٰی** "**لَا یُسْـَٔلُ عَمَّا یَفْعَلُ وَ هُمْ یُسْـَٔلُوْنَ**"[60] (اس سے نہیں پوچھا جاتا جو وہ کرے اور ان سب سے سوال ہوگا۔ت) **وھٰذا واضح جلیّ عند کل من نور اللہ بصیرتہ** (اور یہ واضح اور خوب روشن ہے ہر اس شخص پر جس کی بصیرت کو اللہ تعالٰی نے منور فرمایا۔ت)______ اللہ تعالٰی کا فرمان ہے: "**وَ مَنْ لَّمْ یَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ**"[61] (جسے اللہ تعالٰی نور نہ دے اس کے لیے کہیں نور نہیں۔ت) تو یہ استلزام بھی اسی فلسفہ ملعونہ پر مبنی کہ قادر مختار تعالٰی شانہ کو فاعل موجب اور ایجاد عالم کو اس کے کمال کا سبب جانتے ہیں۔ **تعالی اللہ عما یقول الظالمون علوّا کبیرا** (اللہ تعالٰی اس سے بہت بلند ہے جو ظالم کہتے ہیں۔ت) **رابعًا:** متفلسف تابع نے شطرنج میں بغلہ اور طنبور میں ایک نغمہ اور زائد کیا کہ "اگر غیر احق صادر اور احق غیر صادر ہو تو ترجیح مرجوح لازم آئے گی"۔

سُبحٰن اللہ! نہ وہاں کوئی احق، نہ قادر حمید، "**فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ**" پر تمہاری عقولِ سخیفہ حاکم نہ ہمارے نزدیک اس کے ارادہ کے سوا کوئی مرجح، اور ہو بھی تو اس پر کچھ اعتراض نہیں۔ **قال تعالٰی:** "**اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ**"[62] (حکم نہیں مگر اللہ کا۔ت) **وقال تعالٰی**، "**وَ اللّٰهُ یَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهٖ**"[63] (اور اللہ حکم فرماتا ہے اس کا حکم پیچھے ڈالنے والا کوئی نہیں۔(ت)

---

[57] القرآن الحکیم ۱۱/ ۱۰۷ و ۸۵/ ۱۶

[58] القرآن الحکیم ۱۴/ ۲۷

[59] القرآن الحکیم ۵/ ۱

[60] القرآن الحکیم ۲۱/ ۲۳

[61] القرآن الحکیم ۲۴/ ۴۰

[62] القرآن الحکیم ۱۲/ ۴۰

[63] القرآن الحکیم ۱۳/ ۴۱

وقال تعالٰی:

"وَ رَبُّکَ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ وَ یَخْتَارُ ؕ مَا کَانَ لَہُمُ الْخِیَرَۃُ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰہِ وَ تَعٰلٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ ﴿۶۸﴾ "[64]	اور تمہارا رب پیدا کرتا ہے جو چاہے اور پسند فرماتا ہی ان کا کچھ اختیار نہیں، پاکی اور برتری ہے اللہ کو ان کے شرک سے۔(ت)

واضح تر کہوں ____ حاصل مذہب اہل سنت یہ ہے کہ تمام مقدورات اس جنابِ رفیع کے حضور یکساں ہیں۔ کوئی اپنی ذات سے کچھ استحقاق نہیں رکھتا کہ ایک کو راجح دوسرے کو مرجوع کہیں۔ علامہ سنّوسی شرح جزائریہ میں فرماتے ہیں:

ان الذی اوقع المعتزلۃ فی الضلالات کایجاب الثواب وفعل الصلاح ولاصلح علی اللہ اعتمادُ ہم فی عقائد ہم علی التحسین والتقبیح العقلیین، وقیاسہم افعالَ اللہ تعالٰی واحکامہ علٰی افعال المخلوقین و احکامہم، من غیران یکون فی ذلك جامع یقتضی التسویۃ فی الاحکام، والذی اجمع علیہ اھلُ الحق انّ الافعال کلہا مستویۃ بالنّسبۃ الی تعلق قُدرۃ اللہ تعالٰی وارادتہ ؎ بہا[65]۔	جس چیز نے معتزلہ کو اللہ تعالٰی پر ثواب اور فعل صلاح و اصلح کے واجب قرار دینے جیسی گمراہیوں میں ڈالا وہ یہ ہے کہ انہوں نے اپنے عقائد میں حسن و قبح کے عقلی ہونے پر اعتماد کیا۔ اور اللہ تعالٰی کے افعال و احکام کو مخلوق کے افعال و احکام پر قیاس کیا حالانکہ کوئی ایسا امر جامع موجود نہیں جو احکام میں برابری کا مقتضی ہو، اور جس پر اہل حق کا اجماع ہے وہ یہ ہے کہ بے شک اللہ تعالٰی کی قدرت وارادہ کے ساتھ متعلق ہونے میں تمام افعال برابر ہیں۔(ت)

عـــہ: ای فیقدر علٰی کل شیئ ویفعل مایرید لاترجیح قبل ارادتہ وانما الترجیح بارادتہ فہی موجبۃ	یعنی وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے اور جو چاہتا ہے اس کے ارادہ سے پہلے کوئی ترجیح نہیں، ترجیح تو فقط اس کے ارادہ کی وجہ سے ہوتی ہے، (باقی برصفحہ آئندہ)

[64] القرآن الکریم ۲۸/ ۶۸

[65] الحدیقۃ الندیۃ شرح الطریقۃ المحمدیۃ الباب الثانی فی الامور المہمۃ فی الشریعۃ مکتبہ نوریہ فیصل آباد ۱/ ۲۵۰

وہاں صرف ترجیح اُس قدیر مجید عزمجدہ کے ارادہ سے ہے۔ جس چیز کے ایجاد سے اس کا ارادہ متعلق ہوگیا اُسی نے ترجیح پالی۔
شرح طوالع میں ہے:

تخصیص بعض المقدورات بالتحصیل، وبعضها بالتقدیم والتاخیر لا بُدّ له من مخصِّص، لان نسبة جمیع المقدورات الیٰ ذاته متساویة ولیس ھو نفس العلم، فانه تابع للمعلوم، ولا القدرة فانّ نسبتها الی الجمیع علی وتیرةٍ واحدة فلا بُدّ من صفةٍ اُخریٰ من شانها التخصیص، وھی الارادة[66] اھ ملخصًا۔	بعض مقدورات کے تحصیل اور بعض کے تقدیم و تاخیر کے ساتھ خاص کرنے کے لیے کسی مخصص کا ہونا ضروری ہے کیونکہ تمام مقدورات کی نسبت اللہ تعالٰی کی ذات کی طرف مساوی ہے، اور وہ مخصص نفس علم نہیں کیونکہ وہ تو معلوم کے تابع ہوتا ہے اور نہ ہی وہ قدرت ہے کیونکہ اس کی نسبت سب کی طرف ایک جیسی ہے لہٰذا کسی اور صفت کا ہونا ضروری ہے جس کی شان تخصیص ہے اور وہ ارادہ ہے اھ تلخیص (ت)

اور بفرض باطل اگر یہاں کوئی مرجح ہو بھی تو اس کا اتباع مولٰی مقتدر جل جلالہ پر ضرور نہیں۔ اسے اختیار ہے چاہے راجح کو کبھی نہ کرے اور مرجوع کو خلعتِ وجود عطا فرمائے۔ زِنہار اس پر اعتراض نہیں ہو سکتا۔ شرح مواقف میں ہے:

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

الرجحان لا ھو محرك الارادة ـــــ ھکذا ینبغی ان یفھم ھذا المقام۔ وقد راینا تصدیق ذلک، فی قعبی العطشان و طریقی السالک، فارادة الله سبحٰنه اولٰی بذالك ۱۲ منه۔	چنانچہ ارادہ موجبِ رجحان ہے نہ کہ رجحان محرک ارادہ، اس مقام کو یوں ہی سمجھنا چاہیے اور تحقیق ہم نے اس کی تصدیق پیاسے کے دو پیالوں اور چلنے والے کے دو راستوں مین دیکھی ہے۔ پس اللہ سبحانہ و تعالٰی کا ارادہ اس کے لیے اولٰی ہے۔ ۱۲ منہ (ت)

[66] شرح طوالع الانوار من مطالع الانظار

اعلم انّ الامۃ قد اجمعت اجماعًا مرکبا علی ان اللہ تعالٰی لایفعل القبیح ولا یترك الواجب،فالاشاعرۃ من جھۃ انه لاقبیح منه ولا واجب علیه،واما المعتزلۃ فمن جھۃ انه ما ھو قبیح یترکه وما یجب علیه یفعله۔ونحن قد بینا فیما تقدم انه تعالٰی الحاکم فیحکم بما یرید ویفعل مایشاء،لاوجوب علیه کما لاوجوب عنه ولا استقباح منه [67] اھ ملتقطا۔	تُو جان لے کہ اُمت کا اس پر اجماع مرکب ہو چکا ہے کہ بے شک اللہ تعالٰی فعل قبیح نہیں کرتا اور نہ واجب کو ترک فرماتا ہے۔اشاعرہ تو اس جہت سے کہتے ہیں کہ جو کچھ اس کی طرف سے ہو وہ قبیح نہیں اور اس پر کچھ واجب نہیں،اور معتزلہ اس جہت سے کہ جو قبیح ہے وہ اس کو ترک کرتا ہے اور جو واجب ہے وہ اس کو کرتا ہے۔اور بے شک ہم ماقبل میں واضح کر چکے ہیں کہ اللہ تعالٰی حاکم ہے جو چاہتا ہے حکم فرماتا ہے اور جو چاہتا ہے کرتا ہے اس پر کچھ واجب نہیں جیسا کہ اس سے کچھ واجب نہیں اور نہ ہی اس کیطرف سے کچھ قبیح ہے اھ التقاط(ت)

مولٰی ناصح محمد آفندی برکلی طریقہ محمدیہ وسیدی عارف باللہ عبدالغنی نابلسی اس کی شرح حدیقہ ندیہ میں فرماتے ہیں:

لایلزم علیه تعالٰی شیئ من فعل صلاحٍ او اصلح، او فساد اور افسد بل ھو الفاعل العدل المختار، ویخلق اللہ مایشاء ویختار [68] اھ مختصرًا۔	اللہ تعالٰی پر فعل صلاح یا اصلح یا فساد یا افسد میں سے کچھ بھی لازم نہیں بلکہ وہ فاعل عادل، مختار ہے اور جو چاہتا ہے پیدا فرماتا ہے اور پسند فرماتا ہے اھ اختصار(ت)

شرح عقائد نسفی میں ہے:

لیت شعری مامعنٰی وجوب الشیئ علی اللہ تعالٰی، اذ لیس معناہ استحقاق تارکه الذم والعقاب،وھو ظاھر، ولا لزوم صدورہ عنه تعالٰی بحیث لایتمکن من الترك بناءً علی استلزامه	کاش میرا علم حاضر ہو،اللہ تعالٰی پر کسی شیئ کے واجب ہونے کا کیا معنی ہے اس لیے کہ یہاں یہ معنی تو ہو نہیں سکتا کہ اس کا تارک ذم وعقاب کا مستحق ہے اور وہ ظاہر ہے اور نہ ہی یہ معنی ہو سکتا ہے کہ اس واجب کا صدور اللہ تعالٰی

[67] شرح المواقف المرصد السادس المقصد السادس منشورات الشریف الرضی قم ایران ۸/ ۱۹۵۔۱۹۶

[68] الحدیقۃ الندیۃ شرح الطریقۃ المحمدیۃ الباب الثانی الفصل الاول مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۱/ ۲۴۹

مُحالًا من سفه اوجهلٍ اوعبث اوبخل او نحرِ ذٰلك لانّه رفض لقاعدة الاختيار،ومَيل الى الفلسفة الظاهرة العوار[69]۔	سے لازم ہے بایں طور کہ اس کے ترک پر قادر نہیں اس بنیاد پر یہ محال کو مستلزم ہے یعنی سفہ، جہل، عبث، بخل یا اس کی مثل کوئی اور قباحت لازم آئے گی۔ یہ معنی اس لیے نہیں ہوسکتا کہ اس سے مختار ہونے کے قاعدے کا ٹوٹ جانا اور اس سے فلسفہ کی طرف میلان لازم آتا ہے جس کا عیب ظاہر ہے۔(ت)

دیکھو اس عبارت میں اُس فلسفی کے الزامِ بخل کا بھی رد ہے۔**وللّٰه الحجة السامية**(اور اللہ تعالٰی ہی کی حجت بلند ہے(ت) اور یہ سب مطالب کہ علماء نے افادہ فرمائے فردًا فردًا ان آیات کریمہ کہ فقیر نے تلاوت کیں،ثابت اور اگر کچھ نہ ہوتا سو آیہ کریمہ "إِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝٢٠" [70] (بے شک اللہ سب کچھ کرسکتا ہے۔ت) کے تو بس تھی کہ مرجوع بھی ایک شے ہی اور ہر شے مقدور۔اور معنی قدرت نہیں مگر صحت فعل وترک، یعنی کرے یا نہ کرے دونوں یکساں،اور کسی تقدیر پر کچھ حرج ونقصان نہیں۔طوالع میں ہے:

القادر هو الذى يصح منه ان يفعل المقدور وان لا يفعل[71]اھ۔	قادر وہ ہے جس سے مقدور کو کرنا اور نہ کرنا دونوں صحیح ہوں اھ(ت)

پھر ترجیح مرجوع کا الزام کیسا!____اور قادر مختصار پر یہ تقولات کس شریعت میں روا!

ثم اقول:بعبارةٍ اخصر (پھر میں مختصر عبارت کے ساتھ کہتا ہوں۔ت) ہم پوچھتے ہیں قول زید "لزم ترجيح المرجوع" (مرجوع کو ترجیح دینا لازم آیا ت سے کیا مقصود؟___ آیا استحالہ ذاتیہ؟___ تو بین البطلان کہ وہ ہماری قدرت فانیہ زائلہ، قاصرہ باطلہ کے تحت میں داخل___ نہ کہ قدرتِ باقیہ تامہ،کاملہ دائمہ___یا یہ کہ خدا کو عیب لگے گا؟___ تو یہ وہی اس غنی حمید کو بندوں پر قیاس کرنا،اور صدہا نصوص قرآنیہ سے منہ پھیرنا ہے۔

ہمارے فعل بھلے برے سب طرح کے ہیں اور وہ جو کچھ کرے سب اچھا___ وہی کام ہم کریں ہم پر اعتراض ہو۔وہ کرے اس پر اصلًا اعتراض نہیں___یقین نہ آئے تو کافر کی حمایت میں کسی مسلمان کو قتل کردیکھو۔

[69] شرح عقائد النسفی دار الاشاعۃ العربیۃ قندھار افغانستان ص ۷۶

[70] القرآن الکریم ۲/ ۲۰، ۲/ ۱۰۶، ۲/ ۱۰۹، ۲/ ۱۴۸، ۲/ ۲۵۹

[71] طوالع الانوار من مطالع الانظار

اور اس نے بارہا کفار کو مسلمین پر غلبہ دیا۔

واللہ ! یہ وہ جگہ ہے کہ مومن کا دل اپنے مولیٰ کی محبت سے چھلکے، **العظمۃ للہ** (عظمت اللہ کے لیے ہے۔ت) جمیل کی ہر بات جمیل (ہیہات ہیہات، بلا تشبیہ) میلے کپڑی کی بدصورت پر سخت بد نما ہوں کسی حسین کو پہننے دیجئے، دیکھئے کتنی بہار دیتے ہیں۔ **وللّٰہِ الْمَثَلُ الاعلیٰ** (اور اللہ ہی کے لیے ہے سب سے برتر شان۔ت) **عیاذًا باللہ** (اللہ کی پناہ۔ت) اگر وہ اپنے بندہ مسلمان کو دوزخ میں ڈالے۔(اور اسی کے وجہ کریم کی پناہ)اس وقت اس مومن سے پوچھئے تیرے رب نے یہ کام کیسا کیا؟ واللہ ! یہی کہے گا کہ بہت اچھا، نہایت خوب، کمال بجا، **ولکن عافیتك اوسَعُ لی** (لیکن تیری عافیت میرے لیے زیادہ وسعت والی ہے۔

بالجملہ زید کا یہ قول انواعِ انواع ضلالات وجہالات کا مجمع ____ اور صریح فلسفہ واعتزال اس کا منبع ____ **نسأل اللہ العافیۃ، ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العزیز الحکیم**۔(ہم اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگتے ہیں، اور گناہ سے بچنے کی طاقت اور نیکی کرنے کی قوت نہیں مگر اللہ عزت والے حکمت والے کی توفیق سے۔ت)

قولِ ششم

میں کہ "عقولِ عشرہ کا تمام نقائص وقبائح سے مقدس ومنزہ، اور ان کے علم کا تام ومحیط باحاطہ تامہ ہونا نقل کیا۔ یہاں تک کہ کوئی ذرہ ذرات عالم سے ان پر مخفی رہنا ممکن نہیں" ____ یہ خاص صفت حضرت عالم الغیب والشہادہ کی ہے جل وعلا۔ **قال تعالیٰ**

"وَمَا یَعْزُبُ عَنْ رَّبِّكَ مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ"[72]	نہیں چھپتی تیرے رب سے ذرہ برابر چیز زمین میں اور نہ آسمان میں۔

اور اس کا غیر خدا کے لیے ثابت کرنا قطعًا کفر **لعزّۃُ اللہ** (عزت اللہ کے لیے ہے۔ت) اس عدمِ امکان کو مسلمان غور کرے کہ کیسا کفرو اشگاف اور کتنے صریح نصوص قرآنیہ کا خلاف ہے۔

قال تعالیٰ: "وَمَا یَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ"۔[73] کوئی نہیں جانتا تیرے رب کے لشکروں کو

---

[72] القرآن الکریم ۱۰/ ۶۱

[73] القرآن الکریم ۷۴/ ۳۱

اس کے سوا۔ وقال تعالٰی: "اِلَیۡهِ یُرَدُّ عِلۡمُ السَّاعَةِ ؕ"۔ [74] اسی کی طرف پھیرا جاتا ہی علم قیامت کا

وقال تعالٰی: "وَیَقُوۡلُوۡنَ مَتٰی هٰذَا الۡوَعۡدُ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِیۡنَ ﴿۲۵﴾ قُلۡ اِنَّمَا الۡعِلۡمُ عِنۡدَ اللّٰهِ ۪ وَ اِنَّمَاۤ اَنَا نَذِیۡرٌ مُّبِیۡنٌ ﴿۲۶﴾" [75] ۔ کافر کہتے ہیں یہ قیامت کا وعدہ کب ہے اگر تم سچے ہو۔ تو فرما اس کا علم تو خدا ہی کو ہے، اور میں تو یہی ڈر سنانے والا ہوں صاف صاف۔

وقال تعالٰی: "لَا یُحِیۡطُوۡنَ بِشَیۡءٍ مِّنۡ عِلۡمِهٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ" [76]۔ نہیں گھیرتے اُس کے علم سے کچھ، مگر جتنا وہ چاہے۔

وقال تعالٰی حکایۃً عن ملئکته: "سُبۡحٰنَكَ لَا عِلۡمَ لَنَاۤ اِلَّا مَا عَلَّمۡتَنَا ؕ اِنَّكَ اَنۡتَ الۡعَلِیۡمُ الۡحَكِیۡمُ ﴿۳۲﴾" [77] پاکی ہے تجھے ہمیں کچھ علم نہیں مگر جتنا تو نے ہمیں سکھایا۔ بے شک تو ہی ہے دانا، حکمت والا۔

سبحٰن اللہ! متفلسفہ کہتے ہیں کہ عقولِ عشرہ ملئکہ سے عبارت ہے۔ اگرچہ یہ بات محض غلط، کہ جو امور وہ بے عقول ان دس عقول کے لیے ثابت کرتے ہیں، صفات ملئکہ سے اصلاً علاقہ نہیں رکھتے۔ ولا اکذب ممن کذبه القرآن (اس سے بڑھ کر کوئی جھوٹا نہیں جس کو قرآن نے جھوٹا قرار دیا۔ ت) بلکہ یہ صرف اُن سُفہاء کے اوہامِ تراشیدہ ہیں جن کی اصل نام کو نہیں۔

"اِنۡ هِیَ اِلَّاۤ اَسۡمَآءٌ سَمَّیۡتُمُوۡهَاۤ اَنۡتُمۡ وَ اٰبَآؤُكُمۡ مَّاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنۡ سُلۡطٰنٍ ؕ" [78]	وہ تو نہیں مگر کچھ نام کہ تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے رکھ لیے ہیں۔ اللہ نے ان کی کوئی سند نہیں اتاری۔ (ت)

تاہم اگر مان لیں اور یوں سمجھیں کہ مشرکین عرب نے شانِ املاک (فرشتے) میں غُلو کے ساتھ تفریط بھی کی کہ انہیں عورتیں ٹھہرایا۔ کفارِ یونان نے وہ افراط خالص بنایا کہ اوصافِ خُلق سے متعالی بتایا۔ تو اب اس آیہ کریمہ سے اُن عقول کی حالتِ ادراک کیجئے۔

کس طرح اِن احمقوں کو جھٹلاتے، اور اپنے مالک کے حضور اپنے عجز و بے علمی کا اقرار لاتے، اور پاکی و قدوسی اُس کے وجہِ کریمہ کے لیے خاص ٹھہراتے ہیں۔ صدق اللہ تعالٰی:

---

[74] القرآن الکریم ۴۱/ ۴۷

[75] القرآن الکریم ۶۷/ ۲۵۔۲۶

[76] القرآن الکریم ۲/ ۲۵۵

[77] القرآن الکریم ۲/ ۳۲

[78] القرآن الکریم ۵۳/ ۲۳

"سَيَكْفُرُوْنَ بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا ﴿۸۲﴾" [79]	عنقریب وہ ان کی بندگی سے منکر ہوں گے اور ان کے مخالف ہوجائیں گے۔(ت)

اِعلام بقواطع الاسلام میں ہے:

من ادّعٰی علم الغیب فی قضیّۃ اوقضایالایکفر ومن ادّعٰی علمہ فی سائر القضایاکفر [80]	جس نے ایک قضیہ یا چند قضایا میں علم غیب کا دعوی کیا وہ کافر نہ ہوگا۔اور جس نے تمام قضایا میں اپنے علم کا دعوی کیا وہ کافر ہوجائے گا۔(ت)

اور اسی میں علمائے حنیفہ سے کفر مُتّفَق علیہ کی فصل میں منقول:

اووصف محدثا بصفاتہ او اسمائہ الخ [81]	یا کسی حادث کو اللہ تعالٰی کی صفات یا اس کے اسماء کے ساتھ متصف کیاالخ(ت)

غرض حکمِ مسئلہ واضح ہے۔صرف محل نظر اس قدر کو یہاں زید نے لفظ عندھم لکھ دیا کہ صراحۃً حکایت پر دال۔**اقول:** مگر قطع نظر اس سے کہ جملۂ لایمکن ان لایعلم العقل الاول مثلاً الخ (یہ ناممکن ہے کہ مثلاً عقل اوّل کو علم نہ ہوالخ۔ت) کہ خود وکفر جلی ہے، داخل حکایت نہیں، بلکہ تنزہ تام پر تفریح ہے کما یشھد بہ سوقُ البیان (جیسا کہ سیاقِ بیان اس پر شاہد ہے۔ت) عجب کرتا ہوں کہ یہ اسے مفید ہوا۔اس نے مجردات کا جزئیات مادیہ کو بروجہ جزئی جاننا اپنا مذہب محقق بتایا۔اور اس کی حقانیت پر اس قول کو دلیل ٹھہرایا، تو وہ یہاں محض محل نقل وحکایت میں نہیں، بلکہ مقام تمسّک واستناد میں ہے۔وہ بھی محبیًا ومنتصرًانہ سائلًا وصائلًا۔تو یہ صاف اَمارتِ رضا وقبول ہے کما لایخفٰی علٰی کل عاقل، فضلًا عن فاضلٍ (جیسا کہ ہر عاقل پر پوشیدہ نہیں چہ جائیکہ فاضل پر پوشیدہ ہو۔ت)علاوہ بریں ہم ثابت کرآئے کہ ایسے اقوال کا بہ تصریح حکایت بیان کرنا بھی حلال نہیں جب تک مقرون بہ رَدّ وانکار نہ ہو۔

وبعد اللتیّا والتّی اس قول کی شناعت وبشاعت میں شک نہیں۔تَدَبَّر تَدَر (غور کر

---

[79] القرآن الکریم ۱۹/ ۸۲

[80] اعلام بقواطع الاسلام مع سبل النجاۃ الفصل الاوّل مکتبۃ الحقیقیۃ دار الشفقت ترکی ص ۳۵۹

[81] اعلام بقواطع الاسلام مع سبل النجاۃ الفصل الاوّل مکتبۃ الحقیقیۃ دار الشفقت ترکی ص ۳۷۴

تو سمجھ لے گا۔ت)

قولِ ہفتم

میں اس کفرِ بواح کو خوب چمکایا اور روئے ریا سے پردہ حیات اٹھا کر حق مبین و قول محققین ٹھہرایا صاف لکھا کہ۔عدمِ زمانی حقیقۃً عدم نہیں جس نے کسی وقت میں خلعتِ وجود پایا یا پائے گا۔وہ نہ معدوم تھا،نہ معدوم ہو،بلکہ یہ فقط پردہ وحجاب ہیں۔پہلے نہ تھا،یعنی پوشیدہ تھا۔اور اب نہ رہا۔یعنی چھپ گیا۔ورنہ حقیقۃً وہ واقع و نفس الامر میں وجود سے مُنفک نہیں۔

اِنّا اللہِ وانّآ الیہ راجعون(بے شک ہم اللہ کے مال ہیں اور ہم کو اسی طرف پھرنا ہے۔ت)

اس قولِ شنیع پر جو شناعاتِ شدیدہ لازم،حدِّ عدّ سے خارج۔ولکن مالایدرک کُلّہ لایترک کلہ(لیکن جو چیز مکمل طور پر پائی نہ جاسکتی ہو وہ مکمل طور پر چھوڑی نہ جائے گی۔ت)

فاقول:وباللہ التوفیق:(تو میں کہتا ہوں،اور اللہ تعالٰی ہی کی طرف سے توفیق ہے۔ت):**اوّلاً** نصوص صریحئ قرآنیہ کاخلاف،

اللہ تبارک وتعالٰی فرماتا ہے۔

"اَوَلَا یَذْکُرُ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ وَ لَمْ یَكُ شَیْــٴًـا ۝۶۷ "[82]	کیا آدمی یاد نہیں کرتا کہ ہم نے اُسے بنایا اس سے پہلے،اور وہ کچھ نہ تھا۔

زید مُتفلسف کہتا ہے۔تھا کیوں نہیں؟البتہ پوشیدہ تھا۔حق جل وعلا فرماتا ہے:

"وَ اَنَّهٗۤ اَهْلَكَ عَادَ ا۟لْاُوْلٰی ۝۵۰ وَ ثَمُوْدَاۡ فَمَاۤ اَبْقٰی ۝۵۱ "[83]	اللہ نے ہلاک کردیا اگلی قومِ عاد کو اور ثمود کو،سو ان میں کوئی باقی نہ رکھا۔

زید متفلسف کہتا ہے،باقی کیسے نہیں؟واقع و نفسُ الامر میں رُوحیں بدن سے متعلق ہیں۔ہاں نگاہوں سے چھپ گئے۔رب تعالٰی وتقدس فرماتا ہے:

---

[82] القران الکریم ۱۹/ ۶۷

[83] القران الکریم ۵۳/ ۵۰ ا ۵۱

"كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ﴿٢٦﴾ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ﴿٢٧﴾ "[84]	جتنے زمین پر ہیں سب فنا ہونے والے ہیں اور باقی رہے گا تیرے رب کا وجہ کریم عظمت و تکریم والا۔

زید متفلسف کہتا ہے، باقی تو سبھی رہیں گے مگر ______ اور پردہ میں، اور تو ظاہر۔

اسی طرح صدہا آیات واحادیث ہیں جن سے زنہار زید کو جواب ممکن نہیں۔ مگر یہ کہ جہاں جہاں قرآن وحدیث میں خلق وایجاد وابداع و تکوین واقع ہوئے ہیں، انہیں بمعنی ظہور، اور اماتت واہلاک وافنا واعدام کو بمنی تغییب اور عدم وفنا وموت وہلاک کو بمعنی غیبوبت (کہے عــــہ)

اور پُر ظاہر کہ یہ تاویل نہیں، تبدیل ہے، کہ ہر گز لغت و عرف کچھ اس کے مساعد نہیں ______ اشقیائے فلاسفہ قرآن عظیم میں یوں ہی تحریف معنوی کرتے ہیں ___ جنت کیا ہے؟ لذتِ نفسانی ___ نار کیا ہے؟ اَلَمِ روحانی "تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْـِٕدَةِ ؕ﴿٧﴾ "[85] (وہ آگ جو دلوں پر چڑھ جائے گی۔ت) دیکھا "فِيْ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ ﴿٩﴾ "[86]۔ (لمبے لمبے ستونوں مین ان پر بند کردی جائے گی۔ (ت) سے کام نہیں۔ عِیاذًا باللّٰہ (اللہ تعالٰی کی پناہ۔ت)

وہ دن قریب آتا ہے کہ "يَوْمَ يُدَعُّوْنَ اِلٰى نَارِ جَهَنَّمَ دَعًّا ﴿١٣﴾ "[87] (جس دن جہنم کی طرف دھکادے کر دھکیلے جائیں گے۔ (ت) جہنم میں دھکادے کر پوچھا جائے گا۔ "اَفَسِحْرٌ هٰذَاۤ اَمْ اَنْتُمْ لَا تُبْصِرُوْنَ ﴿١٥﴾ "[88]۔ کیوں بھلا یہ جادو ہے یا تمہیں سوجھتا نہیں؟ ___ اُس وقت اِن تاویلوں کا مزہ آئے گا۔ "فَانْتَظِرُوْۤا اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ﴿٧١﴾ "[89]۔ (تو راستہ دیکھو میں بھی تمہارے ساتھ دیکھتا ہوں۔ت)

اور ایک انہیں پر کیا ہے، دنیا بھر کے بدعتی نصوص شرع کے ساتھ یوں ہی کھیلتے ہیں۔ خود اصل بدعت و منشاء ضلالت اسی قسم کی تاویلیں ہیں۔ معتزلہ کہتے ہیں: "وَالْوَزْنُ يَوْمَىِٕذِ الْحَقُّ ۚ"۔[90] تول اُس دن حق ہے ______ یعنی جانچ ہوگی، میزان کچھ نہیں۔

عــــہ: سقط من نسختنا المخطوطۃ ولا بد منہ او من نحوہ ۱۲ محمد احمد۔

[84] القران الکریم ۵۵/ ۲۶ ۔ ۲۷

[85] القران الکریم ۱۰۴/ ۷

[86] القران الکریم ۱۰۴/ ۹

[87] القران الکریم ۵۲/ ۱۳

[88] القران الکریم ۵۲/ ۱۵

[89] القران الکریم ۷/ ۷۱۔ ۱۰/ ۲۰۔ ۱۰/ ۱۰۲

[90] القرآن الکریم ۷/ ۸

"وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ﴿٢٢﴾ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ﴿٢٣﴾" [91]	کچھ منہ اُس دن تروتازہ ہوں گے اپنے رب کی طرف دیکھتے۔

یعنی اُس کی رحمت کی اُمید رکھتے رُویت الٰہی نہ ہوئے، الٰی غیر ذٰلك من الجهالات الكثيفة والضلالات الخسيفة (اس کے علاوہ بھاری جہالتوں اور ذلیل گمراہیوں سے۔ت)۔

پھر کیا یہ تاویلیں اُن کے کام آئیں اور انہیں بدعتی ہونے سے بچالیا؟______ تاہم وزن سے جانچ اور منہ دیکھنے سے امید واری مراد ہونا اتنا بعید نہیں جس قدر بے لگاؤ تحریفیں اس مُتفلسف کو کرنی پڑیں گی۔ کمالایخفٰی______ واللہ الھادی (جیسا کہ پوشیدہ نہیں، اور اللہ ہی ہادی ہے۔ت)

شِفا شریف میں باطنیہ وغیرہم غُلاۃ کو ذکر کرکے فرماتے ہیں:

زعموا انّ ظواهر الشرع ليس منها شيئ علٰى مقتضٰى ومفهوم خطابها وانما خاطبوابها الخلق علٰى جهة المصلحة لهم اذلم يمكنهم التصريح لقصور افهامهم فمضمن مقالاتهم ابطال الشرائع وتكذيب الرسل والارتيابُ فيما اتوابه اهملخصًا [92]۔	انہیں (باطنیہ) نے گمان کیا کہ نصوصِ شرع اپنے ظاہری الفاظ وخطاب کے مقتضٰی پر نہیں، رسولوں نے تو مخلوق کو محض ان کی مصلحت کے اعتبار سے خطاب کیا کیونکہ مخلوق کی کم فہمی کی وجہ سے رسولوں کے لیے تصریح کرنا ممکن نہ تھا۔ ان لوگوں کو (باطنیہ) کے کلام کا تقاضا یہ ہے کہ احکامِ شرع باطل ہو جائیں، رسولوں کی تکذیب ہوجائے اور رسولوں کے لائے ہوئے احکام میں شک وشبہ پیدا ہوجائے اھ تلخیص (ت)

اہل سنت کا اجماع ہے کہ نصوص اپنے ظاہر پر حمل کیے جائیں اور ان میں پھر پھار حرام و نابہ کار کماصُرِّحَ بِہٖ فی کتب العقائد متنًا وشرحًا (جیسا کہ کتب عقائد چاہے متن ہوں یا شرح میں اس کی تصریح کردی گئی ہے۔ت)

ثانیًا: جب وعائے دہر میں باقی رہنا حقیقۃً وجود ٹھہرا، اور اَعدامِ زمانیہ محض حجاب وخفا، تو لازم آیا کہ حضرت حق جل وعلا کسی موجود کو معدوم نہ کرسکے۔ اور اس کی مخلوق پر اس کا قابو نہ رہے کہ

---

[91] القرآن الکریم ۷۵ /۲۲۔۲۳

[92] الشفا بتعریف حقوق المصطفٰی فصل فی بیان ماھو من المقالات کفر المکتبۃ الشرکۃ الصحافیہ ۲ /۲۶۹

غایت درجہ انہیں غائب کرسکتا ہے، صفحہ دہر سے مٹانا کیونکر ممکن؟ کہ اَن ہوئی کبھی نہ ہوگی۔______ وھذا بیّن اجدًا (اور یہ خوب ظاہر ہے۔ت)

والحاصل انّ العدم الحقیقی علٰی ھذا، ھوالارتفاعُ عن صفحةِ الدھر، کما اعترف بہ، وکل ماوجد ایوجد فانّہ مرتسم فیھا۔وانما المرتفع مالم یتناولہ اسم الوجود من ازل الازال الٰی ابد الاٰبود۔فما دخل فی الکونِ ولواٰنًا قدتناولہُ اسم الوجود____لایمکن ولواٰنًا قدتنا ولہ اسم الوجود۔لایمکن ان یصیر التناولُ لاتناولًا فاستحال العدمُ الحقیقی والعیاذ باللہ تعالٰی۔	خلاصہ یہ ہے کہ اس نظریے کی بنیاد پر عدم حقیقی صفحہ دہر سے مرتفع ہونے کا نام ہے، جیسا کہ زید نے اس کا اعتراف کیا ہے، جو شے بھی پائی گئی پائی جائے گی کہ وہ اس میں مرتسم ہے۔مرتفع تو فقط وہ ہے جو ازل سے ابد تک اسم وجود سے موسوم نہ ہو۔لہٰذا جوشیئ کون میں ایک آن کے لیے بھی داخل ہوئی اسم وجود اس کو متناول ہوگیا اور تناول کا لاتناول ہونا ممکن نہیں ہے۔چنانچہ عدم حقیقی محال ہوا۔اور اللہ تعالٰی کی پناہ (ت)

ثالثًا: جو مسلمان بہ شفاعتِ سید الشافعین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یا بہ محض رحمت ارحمُ الراحمین جلّت عظمتہ، جہنم سے نکل کر جنت میں جائیں، اس مذہب پر لازم کہ وہ واقع ونفس الامر میں جہنم میں ہوں اور اس نکلنے کا صرف یہ حاصل کہ اُن کا دوزخ میں ہونا مخفی ہے۔

یوں ہی ابلیس قبل انکار سجود جنت میں تھا، قال تعالٰی:

"فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا يَكُوْنُ لَكَ اَنْ تَتَكَبَّرَ فِيْهَا" [93]	اُتر جنت سے کہ تیرے لیے یہ نہ ہوگا کہ تو اس میں غرور کرے۔

تو لازم کہ واقع ونفس الامر میں وہ جنت میں ہے اور یہ نکالنا فقط اُس امر کا چھپاڈالنا۔

اگر کہیے اُن مسلمانوں کو عذاب وعِقاب کی تکلیف نہ رہے گی______ ہم کہیں گے تمہارے طور پر بے شک رہے گی____ نہایت یہ کہ چھپے چوری____ واستغفر اللہ العظیم (میں عظمت والے اللہ سے مغفرت چاہتا ہوں ت)۔اس طرح شیطان کا التذاذ۔غرض یہ کہ کسی قدر کوشش کیجئے خفاء وظہور سے بڑھ کر کوئی بات نہ نکلے گی۔اور کام واقع ونفس الامر سے ہے۔

[93] القرآن الکریم ۷ /۱۳

رابعًا: لازم کہ کافر عــــہ بحالت کفر داخل جنت ہو ______ مثلاً زید کافر تھا اب اسلام لایا تو اس کے کفر پر صرف عدم زمانی طاری ہوا جس کا محصّل اِختفا سے زیادہ نہیں ______ وجود حقیقی کی نفی نہیں کر سکتا ______ اور کفر طبیعت ناعتیہ ہے کہ اپنے قیام کو طالبِ موضوع اور تبدل موضوع بہ اجماعِ عُقلا ممنوع:

فان القائم بھذا غیرُ القائم بذاک۔	اس لیے کہ جو اس کے ساتھ قائم ہے وہ اور ہے، اور جو اُس کے ساتھ قائم ہے وہ اور ہے۔ (ت)

تو بالضرور وہ کفر کہ واقع و نفس الامر میں موجود ہے۔ زید ہی کی ذات سی قائم۔ اور قیام مبدء صدق مشتق کو مستلزم تو حقیقۃ وہ کافر بھی ہے۔

اور ہر کافر کہ مسلمان ہو جائے بہ حکم شرع داخل جنگ ہوگا۔ تو بالضرورۃ لازم کہ یہ کافر باوصفِ کفر داخل جنت ہو ___ نہایت کار دیہ کہ وہ کفر اس کا، بہ وجہ عدم زمانی پوشیدہ ہے اور اسلام آشکار۔

خامسًا: جب سابق ولاحق اعدامِ زمانیہ سب احتجاب و خفا تو لازم کہ عالم ایجاد کا ذرہ ذرہ ازلی ابدی ہو۔ زید کل تک نہ تھا، یعنی پوشیدہ تھا ____ پرسوں نہ رہے گا یعنی چھپ جائے گا ____ وجود حقیقی، دائم و سرمدی ____ اس سے بڑھ کر کون سا کفر ہوگا !

تقریرہ ان القدم الذی نخصّہ بالملک العزیز جل جلالہ وصفاتہ العلیٰ لیس بمعنی ان لایمرّ زمان الا وھو فیہ، اولا یخلوعنہ جزء من اجزاء الزمان، فانہ سبحٰنہ وتعالٰی متعالٍ عن الزمان، لایمرّ علیہ زمان کمالایحیط بہ مکان، فھو مع کُلّ زمان لکن لیس فی الزمان، وکذلك صفاتہ جلّت اسماء ہ، الا تری انّ الفلاسفۃ قالوا بقدم العقول	اس کی تقریر یہ ہے کہ جو قدم ہم اللہ تعالٰی کی ذات اور اُس کی صفاتِ عالیہ کے ساتھ مختص کرتے ہیں اُس کا یہ معنی نہیں کہ کوئی زمانہ نہیں گزرتا مگر وہ اس میں ہوتا ہے یا یہ کہ اجزاء زمانہ میں سی کوئی جز اس سے خالی نہیں ہوتی۔ اس لیے کہ اللہ سبحنہ و تعالٰی زمان سے برتر ہے۔ اس پر زمان کا مرور نہیں ہو سکتا جیسا کہ مکان اس کا احاطہ نہیں کر سکتا۔ چنانچہ وہ ہر زبان کے ساتھ ہے لیکن ہر زمان میں نہیں ہے۔ یونہی اس کی صفاتِ جلیلہ ہیں۔ کیا تو نہیں دیکھتا کہ فلاسفہ نے عقول کو قدیم کہا تو ہم نے

عــــہ: یوں ہی لازم کہ مسلمان باوصفِ اسلام مخلد فی النار ہو کما فی الارتداد، والعیاذ باللہ والبیان البیان (جیسا کہ ارتداد میں ہوتا ہے۔ اور اللہ کی پناہ۔ جو بیان تمہارا وہی بیان ہمارا۔ ت ۱۲ منہ۔

فاکفرناھم،مع انھم لایعتقدون قدمھا بالمعنی المذکور لانھا ایضًا لیست عندھم من الزمانیات، فاذن لانعنی به الا انّ الشیئ لابدایة لوجوده کما نقصد بالابدیة ان لانھایة لخلوده،وھذا ظاھر جلی و قد صرّح به آئمة الکلام کالامامِ الرّازی وغیرہ۔ و اذاکان الامر کما وصفنالک،والاعدام الزمانیّة لا تزید عندك علٰی غیبةٍ وخفاءٍ فاذن ما نظنه اٰن الحدوث واٰن الفَناء لیسابھما،ولا بھما بدایة الوجود ونھایته وانما ھما اٰنابدایة الظھور وانتھاءہ،امّا الوجود الواقعی فلا اول له ولا اٰخر،اذلیس فی الدھر علی القول به امکان یسع "یکون وقد کان" فماخلت عنه الصفحة لایرتسم فیھا ابدا،وما ارتسم فیھا مرّةً لاینمحیُ عنھا اصلا،فلابد انّ کل موجودٍ کان مستقرًا فیھا من الازل،ویبقٰی مستمرًّا الی الابد، فثبت ان لابدایة لوجودالعالم ولانھایة، وھذا ما اردنا الالزام به،یقول العبدالضعیف

انہیں کافر قرار دیا باوجود یہ کہ وہ معنی مذکور کے ساتھ عقول کے قدیم ہونے کا اعتقاد نہیں رکھتے، کیونکہ ان کے نزدیک عقول بھی زمانیات میں سے نہیں ہیں۔تو اب قدیم ہونے سے ہماری مراد فقط یہ ہے کہ شیئ کے وجود کی ابتداء نہ ہو جیسا کہ ہم ابدیت سے اس معنی کا قصد کرتے ہیں کہ اس کی خلود کی انتہا نہ ہو۔اور یہ خوب ظاہر ہے۔ تحقیق اس کی تصریح فرمائی ہے آئمہ کلام نے جیسے امام رازی وغیرہ۔اور جب معاملہ ایسا ہی ہے جیسا ہم نے تیرے لیے بیان کیا اور اعدام زمانیہ تیرے نزدیک حجاب و خفاء سے بڑھ کر نہیں ہیں تو اس صورت میں لازم آئے اکہ جس کو ہم آنِ حدوث اور آنِ فناء گمان کرتے ہیں وہ آن حدوث و آنِ فناء نہ ہوں اور نہ ہی اُن سے وجود کی ابتداء و انتہاء ہو بلکہ وہ تو ظہور کی آن ہدایت و آن نہایت ہوں گی۔رہا وجودِ واقعی تو اس کا نہ اول ہے نہ آخر، کیونکہ اس قول کی بنیاد پر دہر میں کوئی امکان نہیں جو ہوسکتا ہو اور ہوچکا ہو۔ چنانچہ جس شے سے صفحہ دہر خالی ہے وہ کبھی بھی صفحہ دہر میں مرتسم نہیں ہوگا اور جو اس میں ایک مرتبہ مرتسم ہوگیا ہے وہ کبھی بھی اس سے نہیں مٹے گا۔لہٰذا ضروری ہے کہ ہر موجود اس میں ازل سے مستقر ہو اور ابد تک مسلسل باقی رہے۔تو ثابت ہوگیا کہ وجود عالم کی نہ ابتداء ہے نہ انتہاء۔اور یہ ہی وہ الزام ہے جس کا ہم نے ارادہ کیا تھا۔عبد ضعیف کہتا ہے۔

لطف بہ المولی اللطیف: انا لو اوسعنا المقال، فی ابطال هذا المحال فعندنا بحمدالله تعالٰی شوارق بوارق تبهر العماء عـــہ* وسحائب قواضب تمطر الدّماء، و لئن تضرعنا الی القریب المجید *لرجونا المزید* ونلنا البعید *ولکن فیما ذکرنا کفایۃ *لاهلِ الدّرایۃ *والحمدالله علٰی حُسن الهدایۃ*	اللہ مہربان اس پر مہربانی فرمائے کہ اگر ہم اس محال کو باطل کرنے میں کلام کو وسعت دیں تو اللہ تعالٰی کی مہربانی سے ہمارے پاس ایسی چمکدار بجلیاں ہیں جو بلند بادل پر غالب آجائیں اور ایسی تیز برسنے والی بدلیاں ہیں جو خون برسا دیں۔ اور اگر ہم اپنی قریب بزرگی والے رب کی بارگاہ میں فریاد کریں تو مزید کی امید ہے اور ہم بعید کو بھی پالیں۔ لیکن جس قدر ہم نے ذکر کیا ہی اس میں سمجھدارون کے لیے کفایت ہے اور اچھی ہدایت پر اللہ تعالٰی کے لیے تمام حمدیں ہیں۔ (ت)

اے مسکین! البتہ یہ شان ہمارے نزدیک علمِ باری عزمجدہ کی ہے کہ ازلاً وابداً تمام کوائن ماضیہ وآتیہ کو محیط، اور زمانہ سے منزہ

"لَا یَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَلَا فِی الْاَرْضِ"[94]۔	اس سے غائب نہیں ذرہ بھر کوئی چیز آسمانوں میں اور نہ زمین میں۔ (ت)

عالم جب تک نہ بنا تھا ذرہ ذرہ اس کے علم میں تھا۔ اب کہ بنا، اب بھی بدستور ہے۔ جب فانیات پر وعدہ الٰہیہ آئے گا اس وقت بھی ہر چیز اسی کے علم میں ہوگی۔ عالم بدلتا ہے اور اس عالم کا علم نہیں بدلتا۔ شے پر تین حال گزرے۔ عدم، حدوث، فنا۔ وہ اسے ان تینوں حالوں پر تفصیلاً ازل سے جانتا ہے۔ اور ابد تک جانے گا۔ معلوم میں تغیر آیا اور علم میں اصلاً تغیر نہ ہوا۔ البتہ صرف ہماری زبان میں کہ دائرۂ زمان سے باہر قدم نہیں رکھ سکتی۔ اس علم سے تعبیریں متعدد ہوگئیں۔ یعنی یُوجَدُ، موجود، کان وُجِدَ۔

غرض یہی ہے وہ نحو وجود جس میں تبدّل کو راہ نہیں۔ اب چاہے اسے تم اپنی اصلاح میں "وعائے" دہر کہو، یا "حاقِ واقع" یا کچھ اور____ مگر حاشا کہ یہ اشیاء کا وجود حقیقی ذاتی نہیں، نہ اس میں حصول سے شے کو فی نفسہ

عـــہ: ھو الجاج لانھم قلیلا ما یبتھون ۱۲ منہ۔

[94] القرآن الکریم ۳۴/۳

موجود کہیں، ورنہ وہی استحالے لازم آئیں۔

زمانیات کا وجود وعدم حقیقۃً یہی ہے جسے زید ظہور وخفا کہتا ہے ____ کافر مسلمان ہوا، قطعًا اسکا کفر نفس الامر میں منعدم ہوگیا کہ وہ زنہار اب اس کی ذات سے قائم نہیں، اور اس کا کون فی نفسیہ نہیں مگر کون فی الموضوع، مسلمان دوزخ سے نکلا، یقینًا وہ حالت معدوم ہوگئی۔ کہ یہ بھی عرض ہے اور بعد زوال باطل ومرفوع ____ وعلیٰ ھذا القیاس۔

یاھٰذا اگر صرف وجود علمی، وجودِ واقعی ہو تو ممنعات کے سوا کوئی معدوم نہ رہے کہ علم میں حجر نہیں۔ موجود ومعدوم سب سے متعلق ہوتا ہے۔ مع ھذا ہر عاقل جانتا ہے کہ علم عالم میں وجود شے سے شے کو موجود نہیں کہہ سکتے ____ طوفان نوح مفقود ہے اور ہمارے علم میں موجود۔ قیامت ہنوز معدوم ہے اور ہمارے ذہن کو معلوم ولن یقاس العلم بالواقع، فاین الحکایۃ من المحکی عنه (علم کا اندازہ واقع سے نہیں لگایا جاتا تو کہاں حکایت اور کہاں محکی عنہ ت)۔

اے نادان! یہ دقتیں جو تجھے پیش آئیں اس سفاہت کا ثمرہ تھیں کہ اس وعائے مخترع کا نفس الامر نام رکھ کر اس میں بقا واستمرار کو حقیقتِ وجود اشیاء مانا اور اعدام سابقہ ولاحقہ زمانیہ کو محض احتجاب وخفا جانا۔ ع

فَلَیْتَ النَّمْلَ لَمْ تَطِر

(کاش! چیونٹی نہ اڑتی ت)

اور اُس پر طُرہ یہ ہے کہ وعائے دہر کو ظرفِ حقیقی جُداگانہ ٹھہرایا۔ اور زمانیات کا وجود دہری وجود زمانی سے علیحدہ بتایا، یہاں تک کہ تمام اجزائے زمان سے انعدام پر بھی بقا باقی رکھی۔ اور اس تقریر پر منہج عقل سے بھی جو استحالات قائم، مشتغلان فلسفہ وکلام ومعتادان جدال وخصام پر مختفی نہیں۔ مگر ہم ان میں سے اِضاعتِ اوقات نہ کریں گے کہ شان فتوی واجب الاعظام نہ یہ چپقلش ہمارا کام۔

ومن حسن اسلام المرء ترکه مالا یعنیه[95] (آدمی کے اسلام کا حسن یہ ہے کہ وہ لایعنی باتوں کو چھوڑ دے۔ (ت)

تنبیہ: قد علمنا انّ الکلام ھٰھنا سینجرُّ	تحقیق ہمیں معلوم ہے کہ کلام ایک مشکل علمی مسئلہ کی

[95] جامع الترمذی ابواب الزہد باب ماجاء من تکلم بالکلمۃ یضحك الناس امین کمپنی دہلی ۲/ ۵۵، سنن ابن ماجه ابواب الفتن باب کف اللسان فی الفتنه ایچ ایم سعید کمپنی کراچی۔ ص ۲۹۵، مسند احمد بن حنبل عن حسین رضی الله عنه المکتب الاسلامی بیروت ۱/ ۲۰۱

الٰی مسئلہ عویصۃٍ فی العلم ــــ ولکّھا انما تعتاص علی الذین جعلوا قلوبھم وراء ظنونھم، اواعتادو الجدال* وقیل وقال* وکثرۃ السؤال* ورکض البغال عـــہ۱ * فی مضیق المجال * امّا اھل السنۃ فھم بحمد اللہ اٰمنون فرحون * بفضل اللہ مستبشرون، لا یصعب علیھم شیئ من مسائل الذات * ودقائق الصافات * کیف وانھم اصلوا اصلًا فی اصول الدین * فھوورد ھم وھو صدر ھم فی کل حین * و ذٰلك ان ما اثبتہ الشرع، فسمعاو طاعۃ، وماردّہ فالیك عنّا، و ما لم یخبر فعلمہ الی اللہ ــــ وھم لایجزون عـــہ۲ التقول علی اللہ سبحٰنہ وتعالٰی من دونِ ثبت اوا ثارۃ من علم، "سُبۡحٰنَكَ لَا عِلۡمَ لَنَاۤ اِلَّا مَا عَلَّمۡتَنَا ؕ اِنَّكَ اَنۡتَ الۡعَلِیۡمُ الۡحَكِیۡمُ ﴿۳۲﴾ "۔[96]	طرف بڑھے گا۔ لیکن وہ مسئلہ اُن لوگوں پر دشوار اور پیچیدہ ہوگا۔ جنہوں نے اپنے دلوں کو گمانوں کے پیچھے کردیا۔ یا وہ جھگڑے، قیل وقال، کثرتِ سوال اور تنگ میدان میں خچروں کو ایڑ لگانے کے عادی ہیں۔ رہے اہل سنت وجماعت تو وہ بحمداللہ ایمان لانے والے، خوش ہونے والے اور اللہ تعالٰی کے فضل پر خوشیاں منانے والے ہیں۔ ان پر مسائل ذات اور دقائق صفات میں سے کچھ بھی دشوار نہیں، کیسے دشوار ہوسکتا ہے جب کہ خود انہوں نے دین کے اصول بیان کیے ہیں اور دین میں وہی گھاٹ ہے جس پر ہر وقت ان کا آنا جانا ہے۔ اور یہ اس لیے کہ جس کو شرع نے ثابت کیا ہم اسی کو سنتے اور مانتے ہیں۔ اور جس کو شرع نے رد کردیا تو وہ ہماری طرف سے تیری طرف لوٹا اور جس کی خبر شرع نے نہ دی تو اس کا علم اللہ تعالی کو ہے۔ وہ اللہ سبحنہ وتعالٰی کے بارے میں دلیل وعلم کے بغیر گفتگو کو روا نہیں رکھتے۔ پاکی ہے تجھے، ہمیں کچھ علم نہیں مگر جتنا تو نے ہمیں سکھایا، بے شک تو ہی علم وحکمت والا ہے۔ (ت)

عـــہ۱: خصھا بالذکر لاجا تصلح لکرو لافی ۱۲ منہ (قدس سرہ)۔	بطور خاص اس کا ذکر کیا کیونکہ یہ کروفر کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ ۱۲ منہ (ت)

عـــہ۲: کذا فی نسختنا المخطوطۃ(لایجزون)یصلح معناہ ایضًا۔لکن یخالج صدری انہ لایجیزون وسقطت الیاء من قلم الناسخ، فان الاخطاء وقعت من کثیرا وصوبنا الصعوبات یطولہ بالصورت یطول یطول ذکر ھا ۱۲ محمد احمد المصباحی۔

[96] القرآن الکریم ۲/ ۳۲

واخرج الطّبرانی فی الاوسط و ابنُ عَدیٍّ والبیهقی وغیرهم عن ابنِ عمر عن النبی صلی الله تعالٰی علیه وسلم: تفکروا فی الاء الله، ولا تفکروا فی الله[97]۔	طبرانی نے اوسط میں، ابن عدی نے اور بیہقی وغیرہ نے سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے روایت فرمایا کہ اللہ تعالٰی کی نعمتوں میں غور کرو اور اللہ تعالٰی کی ذات میں غور مت کرو۔ (ت)
واخرج ابو نعیم فی الحلیة عن ابن عباس عن النبی صلی الله تعالٰی علیه وسلم: تفکروا فی خلقِ الله ولا تفکروا فی الله۔[98]	ابو نعیم نے حلیہ میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے روایت کیا کہ اللہ تعالٰی کی مخلوق میں غور کرو، اور اللہ تعالٰی کی ذات میں مت غور کرو۔ (ت)
واخرج ابو الشیخ فی العظمة عن ابن عباس: تفکروا فی کل شیئ، ولا تفکروا فی ذات الله، فان بین السماء السابعة الٰی کرسیّه سبعة اٰلافِ نورٍ، وهو فوق ذلک[99]۔	ابو الشیخ نے عظمت میں ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا کہ ہر شے میں غور کرو اور اللہ تعالٰی کی ذات میں مت غور کرو، اس لیے کہ ساتویں آسمان اور اس کی کرسی کے درمیان سات ہزار نور ہیں اور وہ اس سے فوق ہے۔ ت)
واخرج ایضًا عن ابی ذرّ عن النبی صلی الله تعالٰی علیه وسلم کلفظ الحلیة وزاد فتهلکوا[100] نسأل الله العفو و العافیة۔	نیز اس نے ابو ذر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے حلیہ کے لفظوں کی مثل روایت کی اور اس میں یہ لفظ بڑھایا "فتهلکوا" یعنی تم ہلاک ہو جاؤ گے۔ ہم اللہ تعالٰی سے عافیت طلب کرتے ہیں۔ (ت)

[97] المعجم الاوسط حدیث ۶۳۱۵ مکتبۃ المعارف ریاض ۷/ ۱۷۲، شعب الایمان حدیث ۱۲۰۔ دار الکتب العلمیة بیروت ۱/ ۳۶، الکامل لابن عدی ترجمہ وازغ بن نافع العقیلی دار الکفر بیروت ۷/ ۲۵۵

[98] کشف الخفاء حدیث ۱۰۰۳ ا/ ۲۷۸

[99] کشف الخفاء حدیث ۱۰۰۳ ا/ ۲۷۸ و کنز العمال حدیث ۵۷۰۴ ۳/ ۱۰۸

[100] کنز العمال حدیث ۵۷۰۵ موسستہ الرسالہ بیروت ۳/ ۱۰۸

قولِ ہشتم

کی شناعت اقوالِ سَبعہ سابقہ کے حکم سے خود ہی روشن ہو گئی۔ ع

قیاس کُن زگلستانِ اُو بہار ش را

(اس کے گلستان سے اس کی بہار کا اندازہ کرو۔ت)

یہ کفریات تھے جن پر اس قدر ناز ہے ــــ یہ گمراہیاں تھیں جن کا اتنا وقار واِعزاز ہے۔اور ہر مسلمان پر واضح کہ ایسی چیز کی مدح و ستائش کس اعلٰی درجہ خباثت پر ہو گی۔

واِنْ بَغَیْتَ التفصیل فاقول وعلی اللہ التعویل (اگر تو تفصیل چاہتا ہے تو میں کہتا ہوں اور اللہ تعالٰی ہی پر بھروسہ ہے۔ت)

اولًا: وہ اس کتاب کو تدقیق فصیح و تحقیق صریح واکتناہ حقائق کہتا ہے۔اور یہ الفاظ تصحیح مضامین کتاب میں نص صریح ــــ اور معلوم کہ وہ مذاہب مُکفرہ فلاسفہ سے مشحون ــــ اور علماء فرماتے ہیں جو مذاہب کفار سے کسی مذہب کی تصحیح کرے خود کافر ــــ اگرچہ مذہب اسلام کا معتقد و مقر،اور اعلٰی الاعلان اس کا مظہر ہو۔

شفا شریف میں ہے:

تکفر من دان بغیر ملۃ المسلمین من الملل اووقف فیھم اوشك اوصحح مذھبھم وان اظھر مع ذٰلك الاسلام واعتقد بطالِ کل مذھب سواہ فھو کافر باظھارہ ما اظھر من خلاف ذٰلك[101]۔	ہم اُس شخص کی تکفیر کرتے ہیں جس نے ملتِ مسلمین کے علاوہ کوئی دین اختیار کیا یا ان کے بارے میں توقف کرے یا شک کرے یا ان کے مذہب کو صحیح قرار دے اگرچہ وہ اسلام کو ظاہر کرے اور اس کا اعتقاد رکھے اور اس کے سوا ہر مذہب کے باطل ہونے کا معتقد ہو، تو وہ کافر ہے کیونکہ اس نے ایسی چیز کا اظہار کیا۔جو اسلام کے مخالف ہے۔(ت)

اسی طرح امامِ اجل ابوزکریا نووی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے روضہ میں نقل فرمایا اور مقرر رکھا،بلکہ فرماتے ہیں: جو کافروں کے کسی امر کی تحسین کرے بالاتفاق کافر۔

علامہ سید احمد حموی غمز العیون میں فرماتے ہیں:

[101] الشفاء بتعریف حقوق المصطفٰی فصل فی بیان ماھو من المقالات کفر المکتبۃ الشرکۃ الصحافیہ ۲/۲۷۱

اتفق مشایخنا ان من رأی امر الکفار حسنًا فقد کفر، حتّٰی قالوا فی رجلٍ قال "ترك الكلام عند اكل الطعام حسن من المجوس، اوترك المضاجعة عندھم حال الحیض حسن" فھو کافر[102] اھ و مثلہ فی البحر الرائق وغیرہ۔	ہمارے مشائخ کا اس پر اتفاق ہے کہ جو کافروں کے کسی کام کی تحسین کرے وہ کافر ہے، یہاں تک انہوں نے اس شخص کے بارے میں کہا کہ وہ کافر ہے جس نے یوں کہا کیا مجوسیوں کا کھانے کے وقت کلام کو ترک کرنا حسن ہے یا حالتِ حیض میں ان کا بیوی کے ساتھ ہم بستری کو ترک کرنا حسن ہے اھ بحر الرائق وغیرہ میں اس کی مثل ہے۔ (ت)

اعلام میں ہمارے علما سے کفر متفق علیہ کی فصل میں منقول:

اوصدق کلام اھل الاھواء اوقال عندی کلامھم کلام معنوی او معناہ صحیح او حسن رسوم الکفار اھ[103]۔	یا اُس نے بدمذہبوں کے کلام کی تصدیق کی یا کہا کہ میرے نزدیک ان کا کلام با معنی ہے یا اس کا معنی صحیح ہے یا کافروں کی رسموں کی تحسین کی اھ ت۔
و حمل العلامۃ ابن حجر اھل الاھواء علی الذین نکفرھم فی بدعتھم، قلت وھو کما افاد، ولا یستقیم التخریج علی قول من اطلق الکفار بکل بدعۃ، فان الکلام فی الکفر المتفق علیہ، فلینبہ۔	امام ابن حجر نے بدمذہبوں کو ان لوگوں پر محمول کیا ہے جن کو ان کی بدعات کی وجہ سے ہم کافر قرار دیتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ ایسا ہی ہے جیسا امام ابن حجر نے افادہ فرمایا۔ اور اس شخص کے قول پر تخریج درست نہ ہوگی جو ہر اہل بدعت کو مطلقًا کافر کہتا ہے کیونکہ کلامِ اُس کفر میں ہے جو متفق علیہ ہے۔ خبردار ہونا چاہیے۔ ت)

ثانیًا: ابوبکر بن ابی الدنیا کتاب ذمّ الغیبۃ اور ابویعلٰی اپنی مسند اور بیہقی شعب الایمان میں سیدنا انس رضی اللہ تعالٰی عنہ، اور ابن عدی کامل میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی حضور پرنور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اذا مُدِحَ الفاسِقُ غضبَ الرَّبُّ واھتزّ لذٰلک	جب فاسق کی تعریف کی جاتی ہے رب غضب فرماتا ہے اور اس کے سبب عرش خدا

[102] غمز عیون البصائر مع الاشباہ والنظائر الفن الثانی کتاب السیر والردۃ ادارۃ القرآن کراچی ۱/ ۲۹۵

[103] اعلام بقواطع الاسلام مع سبل النجاۃ الفصل الاول مکتبہ الحقیقۃ دار الشفقۃ استنبول ترکی ص ۳۷۱

العرش۔[104]	ہل جاتا ہے۔

عُلما فرماتے ہیں، وجہ اس کی یہ ہے کہ رب تبارک و تعالٰی نے اس سے بچنے اور اسے دور کرنا کا حکم فرمایا۔ افادہ المناوی[105] خلاصہ یہ کہ وہ شرعاً مستحقِ اہانت ہے اور مدح میں تعظیم۔

وھنالك فلیتقطع قلوب المتھدرین	اور یہاں سے جسارت کرنے والوں کے دلوں کو دھُل جانا چاہیے۔(ت)

کہ جب فاسق کی مدح بہ وجہِ اشتمالِ معاصی اس درجہ سخت ٹھہری تو وہ کتاب جو صریح کفریات کو متضمن ہو اس کی مدح کس قدر غضب الٰہی کی سزاوار اور عرش رحمٰن کو ہلانے والی ہوگی ____ اول تو وہاں گناہ ____ یہاں کفر دوسرے وہاں اتصاف، یہاں تضمن یعنی گناہ فاسقوں کے جزو بدن یا داخل روح نہیں ہوتے، اور یہ کفریات تو اس کتاب کے اجزا اور اس کے مضمون و مفہوم و قراءت و کتابت سب میں داخل ہیں ____ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

ثالثاً: ہم پوچھتے ہیں زید ان کفریات کو کفر جانتا ہے یا نہیں؟ ____ اگر کہے نہ، تو خود اپنے کفر عـــہ کا مقر ____ اور کہے ہاں ____ تو اس تالیف و تحریر، اور اس کی طبع و تشہیر کو بروجہ اشتمال کفریات و اشاعتِ ضلالات، لا اقل حرامِ قطعی مانتا ہے یا نہیں؟ اور اگر کہے نہ، تو وہ ایسے اشد الکبائر کا مستحل ہوا ____ اور استحلال کبیرہ کفر ____ اور کہے ہاں تو اس نے ایسے حرام شدید التحریم کی مدح و تکریم کی۔ اب اس پر وہ مسائل فقہ وارد ہوں گے کہ حرام قطعی کی تعریف و تحسین کفر مبین ____ والعیاذ باللہ رب العلمین (اللہ رب العالمین کی پناہ۔ت)

امام عبدالرشید بخاری تلمیذ امام علامہ ظہیری و امام فقیہ النفس قاضی رحمہم اللہ تعالٰی خلاصۃ الفتاوٰی میں فرماتے ہیں:

من قال احسنت لما ھو قبیح شرعاً او جوّدت کفر۔[106]	قبیح شرعی پر کہا کہ تُو نے اچھا کیا یا تو نے خوب کیا تو کافر ہوگیا۔(ت)

عـــہ: کما امر اٰنفا من الشفاء ۱۲منہ جیسا کہ ابھی بحوالہ شفاء گزرا۔ ۱۲منہ ت)

[104] شعب الایمان حدیث ۴۸۸۶ دار الکتب العلمیہ بیروت ۴ /۲۳۰، الکامل لابن عدی ترجمہ سابق بن عبداللہ الرقی دار الفکر بیروت ۳ /۱۳۰۷

[105] التیسیر شرح الجامع الصغیر تحت الحدیث اذا مدح الفاسق مکتبۃ الامام الشافعی ریاض ۱ /۱۲۹

[106] منح الروض الازھر شرح الفقہ الاکبر بحوالہ الخلاصۃ فصل فی الکفر صریحاً و کنایۃً مصطفی البابی مصر ص ۱۸۹

طریقہ محمدیہ میں ہے:

کل تحسین للقبیح القطعی کفر[107]۔	جو قطعی طور پر قبیح ہو اس کی تحسین کفر ہے۔(ت)

اُسی میں امام ظہیر الدین مرغینانی سے مروی:

من قال لمقریئ زماننا احسنت عند قراء ته یکفر[108]۔	ہمارے زمانے کے نغمہ کے ساتھ قرآن پڑھنے والے کو کسی نے کہا تو نے اچھا کیا ہے تو کافر ہو جائے گا۔(ت)

محیط میں ہے:

اذا شرع فی الفاسد و قال لا صحابه "بیائید تا یکے خوش بزیم" کفر[109]۔	فساد شروع کیا اور اپنے ساتھیوں کو کہا کہ آؤ بخوشی جئیں، تو کافر ہو گیا۔(ت)

اور اس اصل کی فروع، کلمات علما میں بیش از بیش ہیں۔نسأل الله العافیة (ہم اللہ تعالٰی سے عافیت مانگتے ہیں۔ت)

رابعًا: اطراو اغراق کا طوفانِ مُغرق فوران موبق تماشے کے لائق کہ یہ کتاب فرشتہ اثر بلکہ فرشتہ گر ہے۔

سبحان اللہ! کفریات وضلالات و بطالات کا مجموعہ، اور یہ بڑا دعوی کہ آدمی کو فرشتہ عـــہ بنا دیتی ہے۔علماء فرماتے ہیں ملائکہ سے تشبیہ دینا نہ چاہیے۔اور اس پر اصرار، مورثِ اکفار، والعیاذ باللہ تعالٰی۔شِفا و نسیم میں ہے:

عـــہ: یارب! مگر وہ قول مرجوع و مہجور اختیار کیا گیا ہو گا کہ ابلیس بھی ایک صنف ملکی سے تھا اس بنا پر "شیطان گر" کی جگہ "فرشتہ گر" کا اطلاق کیا، یا منطق جدید تو ہے ہی۔نئی بولی میں شاید شیطان کو فرشتہ کہتے ہوں گے۔۱۲ سلطان احمد عفاعنہ وسلمہ ربہ۔

[107] الطریقة المحمدیة السابع عشر الغناء التغنی حرام فی جمیع الادھان مکتبہ حنفیہ کوئٹہ ۲/۱۴۰

[108] الطریقة المحمدیة السابع عشر الغناء التغنی حرام فی جمیع الادھان مکتبہ حنفیہ کوئٹہ ۲/۱۴۰

[109] الفتاوٰی الھندیة بحوالہ المحیط کتاب اسیر الباب التاسع نورانی کتب خانہ پشاور ۲/۲۷۳

من یمثل بعض الاشیاء ببعض ما عظم اللہ من ملکوتہ(من الملئکۃ والعرش ونحوہ)غیر قاصد الاستخفاف فان تکور ھذا منہ وعرف بہ دل علی تلاعبہ بدینہ،وھذا کفر لا مرید فیہ اھ ملخصا[110]۔	جس نے بعض اشیاء کو ایسی بعض اشیاء کے ساتھ تشبیہ دی جن کو اللہ تعالٰی نے عظمت بخشی (ملائکہ و عرش وغیرہ)اور انحالیکہ تخفیف و تحقیر کے ارادہ سے نہ ہو۔تو اگر وہ اس کا تکرار کری اور اس کا عادی ہو تو یہ اس کے دین میں لہو و لعب کی دلیل ہے اور یہ کفر ہے،اس میں کوئی شک نہیں اھ ملخصًا (ت)

سبحٰن اللہ ! پھر ایسے مجموعہ چنیں وچناں کو فرشتہ اثر کہنا کس درجہ سخت ہوگا۔فتاوٰی عالمگیریہ میں ہے:

رجل قال لاخر من "فرشتہ توام" فی موضع کذا اعینك علی امرک،فقد قیل انّہ لایکفر وکذا اذا قال مطلقا انا ملك بخلاف ما اذا قال "انانبی" کذا فی التارخانیۃ۔[111]	ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ میں تیرا فرشتہ ہوں،فلاں جگہ تیرے کام میں تیری مدد کوں گا۔تو کہا گیا ہے کہ وہ کافر نہیں ہوگا۔یوں ہی اگر مطلقًا کہا کہ میں فرشتہ ہوں،بخلاف اس کے کہ کہے "میں نبی ہوں" یوں ہی تتارخانیہ میں ہے۔(ت)

محل غور ہے کہ فرشتہ بننا ایسی ہی خطرناک بات تھی جب تو بات مکفرات سے اسے مناسبت اور علماء کو اظہار حکم کی حاجت ہو،وہ بھی ایسے الفاظ سے جو غالبًا مشعر ضعف یا اختلاف ___ توفرشتہ گربننا کس قدر اشد واعظم ہوگا!

نسأل اللہ العافیۃ *وتمام العافیۃ *و دوام العافیۃ *و الشکر علی العافیۃ *وحسن العاقبۃ *وکمال الایمان *واللہ المستعان علیہ التکلان *	ہم اللہ تعالٰی سے عافیت طلب کرتے ہیں،عافیت تامہ،عافیت دائمہ،عافیت پر شکر،اچھی عاقبت اور ایمان کامل مانگتے ہیں،اور ا اللہ تعالٰی ہی سے مدد طلب کی جاتی ہے،اور اس پر بھروسہ ہے۔(ت)

[110] الشفابتعریف حقوق المصطفٰی فصل وامامن تکلم من سقط المطبعۃ الشرکۃ الصحافیۃ ۲ /۳۸۳،نسیم الریاض فی شرح القاضی عیاض فصل وامامن تکلم من سقط مرکز اہلسنت برکات رضا ۴ /۴۱۔۵۴۰

[111] الفتاوٰی الھندیہ کتاب السیر الباب التاسع نورانی کتب خانہ پشاور ۲ /۲۶۶

اب نہ باقی رہا مگر نامِ کتاب

جس کے حکم سے بعض خُلّص اعزّہ کان حفظ اللہ لہ نصیرا حسنًا (اللہ تعالٰی کی حفاظت اس کے لیے اچھی مددگار ہو۔ت) نے اس مسئلہ کے ورود سے پیشتر سوال کیا تھا۔ت)

فاقول: وبعون اللہ اَجُول (چنانچہ میں کہتا ہوں اور اللہ تعالٰی کی مدد سے گھومتا ہوں، ت) اس میں بہ اعتبار اختلاف اضافت و توصیفِ لفظ ناطق احتمالات عدیدہ پیدا۔ مگر کوئی مخذور شرعی سے خالی نہیں۔

برتقدیر اضافت: ___ عام ازاں کہ نام میں لام ہو یا من ___ ظاہر و متبادر "ناطق اَلنَّالَۂُ الحَدِید" سے جناب الٰہی ہے تعالٰی وتقدس ___ کہ اس کا صریح ترجمہ اَلنَّالَۂُ الحدید کہنے والے کا منطق جدید ___ یا ___ اس کی طرف سے منطق جدید۔ اور پُر ظاہر کہ اس کلام کا فرمانے والا کون ہے؟ ___ ہمارا مولٰی تبارک وتعالٰی اس تقدیر پر متعدد شناعاتِ شدیدہ لازم۔

اوّلًا: مضامین کتاب کو حضرت عزت تبارک مجدہ، کی طرف نسبت کرنا، کہ جناب الٰہی جل ذکرہ پر کھلا افترا حق عزّ من قائل فرماتا ہے:

"اِنَّ الَّذِیۡنَ یَفۡتَرُوۡنَ عَلَی اللّٰہِ الۡکَذِبَ لَا یُفۡلِحُوۡنَ ﴿۶۹﴾" [112]	بے شک جو لوگ اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں مراد کو نہ پہنچیں گے۔

اور فرماتا ہے۔

"فَمَنۡ اَظۡلَمُ مِمَّنِ افۡتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا" [113]	اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر بہتان اٹھائے

یہاں تک کہ جمہور علماء ایسے شخص کو مطلقًا کافر کہتے ہیں۔ شرح فقہ اکبر میں ہے:

فی الفتاوی الصغرٰی من قال "یعلم اللہ انی فعلت ھذا" وکان لم یفعل کفر. ای لانہ کذب علی اللہ [114]۔	فتاوٰی صغرٰی میں ہے جس نے کہا اللہ تعالٰی جانتا ہے کہ میں نے یہ کام کیا ہے حالانکہ اس نے وہ کام نہ کیا ہو تو کافر ہو جائے گا۔ کیونکہ اس نے اللہ تعالٰی پر جھوٹ باندھا ہے۔ (ت)

---

[112] القرآن الکریم ۱۰/ ۶۹

[113] القرآن الکریم ۶/ ۱۴۴۔ ۷/ ۳۷۔ ۱۰/ ۱۷ و ۱۸/ ۱۵

[114] منح الروض الازھر شرح الفقہ الاکبر فصل فی الکفر صریحًا وکنایۃً مصطفی البابی مصر ص ۱۹۱

محیط میں ہے:

فمن قیل لہ یا احمر قال خلقنی اللہ من سویق التفاح، وخلقك من الطین او من الحمأۃ وھی لیست کالسویق کفر[115]۔	جس شخص کو کہا گیا اے احمر تو اس نے کہا مجھے اللہ تعالٰی نے سیب کی شراب سے بنایا، جب کہ تجھے کیچڑ یا گارے سے بنایا ہے اور وہ شراب کی مثل نہیں تو کافر ہو جائے گا۔(ت)

فاضل علی قاری نے فرمایا:

ای لافترائہ علی اللہ تعالٰی مع احتمال انہ لایکفر بناء علی انہ کذب فی دعواہ[116]۔	یعنی وہ اللہ تعالٰی پر افتراء باندھنے کی وجہ سے کافر ہو جائے گا باوجود یہ کہ یہ احتمال موجود ہے کہ وہ کافر نہ ہو اس بنیاد پر کہ وہ اپنے دعوی میں جھوٹا ہے۔(ت)

دُرِّ مختار میں ہے:

ھل یکفر بقولہ "اللہ یعلم او یعلم اللہ انہ فعل کذا، اولم یفعل کذا" کاذبا؟ قال الزاھدی الاکثر نعیم، وقال الشمنی الاصحُّ لا[117]۔	کیا کوئی شخص جھوٹ بول کر یہ کہنے سے کافر ہو جاتا ہے کہ اللہ جانتا ہے میں نے یہ کام کیا ہے یا اللہ جانتا ہے کہ میں نے یہ کام کیا ہے۔ زاہدی کا کہنا ہے کہ اکثر نے کہا ہے ہاں (یعنی کافر ہو جائے گا) اور شمنی نے کہا۔ اصح یہ ہے کہ کافر نہیں ہوگا۔ (ت)

ردالمحتار میں ہے۔

ونُقل فی نور العین عن الفتاوٰی تصحیح الاول[118]۔	نور العین میں فتاوٰی سے پہلے قول کی تصحیح منقول ہے۔(ت)

ثانیًا: یہود و نصارٰی سے کامل مشابہت۔ قال تعالٰی:

[115] منح الروض الازھر شرح الفقہ الاکبر بحوالہ المحیط فصل فی الکفر صریحًا و کنایۃً مصطفی البابی مصر ص ۱۸۲

[116] منح الروض الازھر شرح الفقہ الاکبر بحوالہ المحیط۔ فصل فی الکفر صریحًا و کنایۃً مصطفی البابی مصر ص ۱۸۲

[117] الدار لمختار کتاب الایمان مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۲۹۲

[118] ردالمحتار کتاب الایمان داراحیاء التراث العربی بیروت ۳/ ۵۶

"فَوَيۡلٌ لِّلَّذِيۡنَ يَكۡتُبُوۡنَ الۡكِتٰبَ بِاَيۡدِيۡهِمۡ ثُمَّ يَقُوۡلُوۡنَ هٰذَا مِنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ لِيَشۡتَرُوۡا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيۡلًا ؕ فَوَيۡلٌ لَّهُمۡ مِّمَّا كَتَبَتۡ اَيۡدِيۡهِمۡ وَوَيۡلٌ لَّهُمۡ مِّمَّا يَكۡسِبُوۡنَ" ۔[119]	سو خرابی ہے ان کے لیے جو اپنے ہاتھوں کتاب لکھے ہیں پھر کہتی ہیں یہ اللہ کے پاس سے ہے تاکہ اس کے بدلے تھوڑی قیمت لیں۔ سو خرابی ہے انہیں ان کے ہاتھوں کے لکھے سے۔ اور خرابی ہے انہیں اس چیز سے جو کماتے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

مَنۡ تَشَبَّهَ بِقَوۡمٍ فَهُوَمِنۡهُم اخرجه احمد وابوداؤد۔[120] ابویعلٰی والطّبرانی فی الکبیر عن ابن عمر باسنادٍ حسنٍ،وعلقه خ واخرجه الطبرانی فی الاوسط بسندٍ حسنٍ عن حذیفة رضی اللّٰه تعالٰی عنهم۔	جو کسی قوم سے مشابہت پیدا کرے وہ انہیں میں سے ہے۔ (احمد،ابوداؤد،ابویعلٰی اور طبرانی نے معجم کبیر میں اسناد حسن کے ساتھ ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے تخریج کی۔اور خ نے اس کو بطور تعلیق بیان کیا۔اور طبرانی نے معجم اوسط میں اسناد حسن کے ساتھ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے تخریج کی ہے۔ت)

ثالثًا: علماء نفس منطق کے لیے فرماتے ہیں۔جو اُسے نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی تعلیم بتائے کافر ہے کہ اس نے علم اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی تحقیر کی۔حدیقہ ندیہ میں ہے:

الصحابة رضی اللّٰه تعالٰی عنهم لم یکونوا لیشغلوا انفسهم بهذاالفشار الذی اخترعه الحکماء الفلاسفة ـــ بل من اعتقدفی النبی صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم انه کان یعلم الصحابة هذه الشقاشق و الهذیانات المنطقیبه فهو کافر لتحقیره	صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کی یہ شان نہیں تھی کہ وہ خود کو ایسے چھلکوں میں مشغول کرتے جن کو فلاسفہ نے گھڑا ہے۔بلکہ جو شخص یہ اعتقاد رکھے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کو یہ جھاگ اور منطق کی نا معقول باتیں سکھاتے تھے وہ کافر ہے کیونکہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی

[119] القرآن الکریم ۲/ ۷۹

[120] سنن ابی داؤد کتاب اللباس باب فی لبس الشهرة آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۲۰۳،المعجم الاوسط حدیث ۸۳۲۳ مکتبۃ المعارف ریاض ۹/ ۱۵۱

علم النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔[121]	علیہ وسلم علم کی تحقیر کی(ت)

سبحٰن اللہ ! پھر یہ منطق مُزخرف کہ صدہا وساوس ابالسِ ودَسَائسِ فلاسفہ پر مشتمل،اسے اللہ جل جلالہ کی طرف سے ٹھہرانا کیونکر جناب الٰہی کی تحقیر واہانت نہ ہوگی۔! والعیاذُ باللہ تعالٰی۔

رابعًا: حضرت حق جلّ وعلا کو "ناطق" کہنا جائز نہیں کہ یہ لفظ شرح سے ثابت نہ ہوا،اسمائے الٰہیہ توقیفیہ ہیں۔یہاں تک کہ اللہ تعالٰی جل جلالہ،کاجواد ہونا اپنا ایمان مگر اسے سخی نہیں کہہ سکتے کہ شرع میں وارد نہیں۔

والمسئلۃ شھیرۃ وفی الکتب سطیر۔وقد یمثل بجواز الشافی دون الطبیب العدم الورود۔**اقول:** ولکن قدورد فی الحدیث اللہ الطبیب،وانت الرفیق[122]___ و عن ابی بکر ان الصدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ: اَلطَّبِیۡبُ اَمۡرَضَنِیۡ[123]_____فلیحرّر،واللہ تعالٰی اعلم۔	مسئلہ مشہور ہے،اور کتابوں میں لکھا ہوا ہے،اور کبھی یوں اس کی مثال دی جاتی ہے کہ اللہ تعالٰی کو شافی کہنا جائز اور طبیب کہنا ناجائز ہے کیونکہ شرع میں اُس کے لیے طبیب وارد نہیں ہوا۔**میں کہتا ہوں** حدیث میں آیا ہے اللہ طبیب ہے اور تو رفیق ہے،اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ طبیب نے مجھے بیماری میں مبتلا کیا۔اس کو لکھنا چاہیے۔اور اللہ تعالٰی خوب جانتا ہے۔(ت)

خامسًا،اس کے اِطلاق پر ایہام نقص بھی ہے کہ نُطق کلام باحروف وآواز کو کہتے ہیں۔قاموس میں ہے۔

نَطَقَ یَنۡطِقُ نُطۡقًا،تَکَلَّمَ بِصَوۡتٍ وَّحُرُوۡفٍ تُعۡرَفُ بِهَا الۡمَعَانِیۡ[124]۔	نطق ینطق نطقا کا معنٰی ہے کہ اُس نے آواز و حروف کے ساتھ تکلّم کیا جن حروف کا معنٰی پہنچانا جاتا ہے۔(ت)

[121] الحدیقۃ الندیۃ شرح الطریقۃ المحمدیۃ النوع الثانی المکتبۃ النوریۃ الرضویۃ فیصل آباد ۱/ ۳۳۸

[122] مسند امام احمد بن حنبل حدیث ابی امثہ المکتب الاسلامی بیروت ۴/ ۱۶۳

[123] الجامع الاحکام القرآن(تفسیر القرطبی)تحت الآیۃ ۱۶/ ۶۹ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۰/ ۱۳۹

[124] القاموس المحیط باب القاف فصل النون مصطفٰی البابی مصر ۳/ ۲۵۹

فائدہ: یہاں سے ظاہر ہوا کہ عدم وُرُود سے قطع نظر کرکے اِطلاقِ "نطق" باری عزوجل پر لُغۃً بھی غلط۔ بخلاف کلام و قول کہ ان میں حرف و صورت شرط نہیں۔

امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ حدیث ثقیفہ میں فرماتے ہیں:

زَوَّرْتُ فِیْ نَفْسِیْ مَقَالَۃً[125]۔	میں نے اپنی دل میں ایک مقالہ تیار کیا(ت)

اخطل کا شعر ہے: ؎

اِنّ الکلام لی الفؤاد و انّما

جُعِل اللسان علی الفؤاد دلیلا۔[126]

(بے شک کلام دل میں ہوتا ہے، زبان کو توفقط دل پر دلیل بنایا گیا ہے۔(ت)

ولہٰذا اَنطقْتُ فی نفسی نہیں کہہ سکتے۔ حقیقۃً نُطق اس بولی کا نام ہی جیسے صَہیل و نہیق آواز مخصوصِ اسپ و خرکا، اسی لیے سفہائے فلسفہ نے انسان کی تعریف حیوانِ ناطق سے کی۔ جس طرح فرس وحمار کی، حیوانِ صاہل و ناہق سے۔ پھر اُسی حدِّ تام بنانے کے لیے متاخرین نے نُطق کے معنی ادراک کلیات گھڑے مگر صہیل و نہیق میں کوئی تراش نہ کرسکے۔

"ذٰلِكَ مَبْلَغُهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ ؕ"[127] "اِنْ هُمْ اِلَّا یَخْرُصُوْنَ۝"[128]۔ (یہاں تک ان کے علم کی پہنچ چکی ہے، یونہی اٹکلیں دوڑاتے ہیں۔ت)

وجہ دوم: اگر مصنف کتاب دور از کار، اضافت بہ ادنٰی ملابست مان کر، اس لفظ سے اپنی ذات مراد بتائے۔ تو البتہ نسبت صحیح و محذورات مذکورہ مندفع ___ مگر:

اولا: بے داعی شرعی، روزمرہ باہمی میں، خلاف متبادر مراد لینے کو علامہ آفات لسان سے شمار کرتے ہیں۔ طریقہ وحدیقہ میں ہے:

الخامس من آفات اللسان ارادۃ غیر ظاھر المتبادر من الکلام (الذی یفھمہ کل احد) وھو جائز عند	آفات زبان میں سے پانچویں آفت کلام کے ظاہر و متبادر معنی جس کو ہر کوئی سمجھتا ہے کے غیر کا ارادہ کرنا، اور بوقت ضرورت جائز ہے جیسے جھوٹ بولنا

[125] فتح الباری کتاب التوحید باب قول اللہ تعالٰی ولا تنفع الشفاعۃ عندہ الخ مصطفی البابی مصر ۱۷/ ۲۳۴

[126]

[127] القرآن الکریم ۵۳/ ۳۰

[128] القرآن الکریم ۴۳/ ۲۰

الحاجة الیہ(کالکذب علی الزوجة وبین الاثنین وفی الحرب وما الحق بذٰلک)ویکرہ(کراھة تحریم) بدونھا۔[129] اھملخّصًا۔	بیوی کی دلجوائی کے لیے، دو شخصوں کے درمیان صلح کرانے کے لیے، جنگ اور اس کے ملحقات کے لیے، اور بلا ضرورت ایسا کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ تلخیص (ت)

نہ کہ ایسی جگہ جس کا ظاہر وہ کچھ مجمع آفات ہو۔

ثانیًا: مجرّد ایہام، منع میں کافی__ ردُّالمحتار میں ہے:

مجرد ایہام المعنی المحال کافٍ فی المنع عن التلفُّظ بھٰذا الکلام وان احتمل معنیً صحیحا، ولذا علل المشایخ بقولھم لانّہ یوھِم الخ۔ ونظیرہ ماقالوا فی انا مؤمن اِن شاءَ اللہ، فانّھم کرِھُوا ذٰلك وان قصد التبرك دون التعلیق، لما فیہ من الایھام، کما قرّرہ العلاّمة التّفتَازَانی فی شرح العقائد، وابنُ الھُمام فی المُسایَرة۔[130]	محض معنی محال کا ایہام اُس کلام کے ساتھ تلفظ سے ممانعت کے لیے کافی ہے، اسی لیے مشائخ نے علّت ممانعت بیان کرتے ہوئے کہا اس لیے کہ وہ وہم میں ڈالتا ہے، الخ اور اس کی نظیر وہ ہے جو مشائخ نے کسی ایسے شخص کے بارے میں کہا۔ جو کہے میں مومن ہوں اگر اللہ چاہے، کیونکہ انہوں نے اس قول کو ناپسند جانا اگرچہ وہ تبرک کا ارادہ کرے نہ کہ تعلیق کا، اس لیے کہ اس میں ایہام ہے جیسا کہ علامہ تفتازانی نے شرح العقائد اور علامہ ابن الہمام نے مسایرہ میں میں اس کی تقریر فرمائی ہے۔ (ت)

نہ کہ معنیٔ ممنوع متبادِر ہوں۔

ثالثًا: ہنوز نجات نہیں۔ اب وہ مُلابَست پوچھی جائے گی کہ حق جلاجلالہ کے اس کلام پاک سے، جس میں وہ اپنے ایک نبی جلیل کو اپنی قدرتِ کاملہ سے ایک معجزہ عظیمہ عطا فرمانا۔ ارشاد کرتا ہے۔ تجھے کیا مناسبت ومُلابَست ہے جس کے سبب یہ اضافت رَوا ہوئی۔

اگر کہے کہ میں نے مضامین مغلقہ کو "حدید" اور اُن کی توضیح کو "اِلانت" سے تشبیہ دے کر ایسا کہا تو____ سخت مغرور، اور مقامِ رفیع و منصب منیع نبوت پر جری وجسور۔

[129] الحدیقة الندیة شرح الطریقة المحمدیة النوع الخامس المکتبة النوریة الرضویة فیصل آباد ۲/ ۲۱۶

[130] ردّالمحتار کتاب الخطر والاباحة فصل فی البیع دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۵۳

سُبْحٰن اللہ ! کہاں انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کا اِعجاز اور کہاں یہ ناپاک مضامین مجمع ہر گونہ اَنجاس وارجاز،

ع۔ چہ نسبت خاک را باعالم پاک

مٹی کو عالم پاک سے کیا نسبت ہے۔ت

ع۔ وَاَین الثریا واین الثرٰی

کہاں ثریّا اور کہاں کیچڑ۔ت

ع۔ وَمَا التّنَاسُبُ بَیْنَ الْبَوْلِ وَالْعَسَلِ

پیشاب اور شہد میں کیا مناسبت ہے۔ت

ملائکہ سے تشبیہ کا حکم اُوپر گزرا____ پھر انبیاء علیہم الصلوۃ والثنا تو اُن سے افضل ہیں____ آئمہ دین تصریح فرماتے ہیں کہ ایسا شخص توقیر نبوت و تعظیم رسالت سے بر کراں، اور مستحق زجر و نکیر و ضرب و تعزیر و قید گراں ہے۔ اور فرماتے ہیں: یہ احمق ایسی باتوں کو سَہل سمجھتے ہیں مگر وہ بوجہ گناہِ کبیرہ ہونے کے اللہ جل جلالہ کے نزدیک شدید ہیں اگرچہ قائل کو اہانتِ نبی منظور نہ ہو۔ شِفائے عیاض و نسیم الریاض میں ہے:

الوجه الخامس ان لایقصد نقصًا و لایذکر عیبًا ولا سبًّا ولٰکنّه ینزع بذکر بعض اوصافه صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم علٰی طریق التشبّه به اوعلٰی سبیل التمثیل وعدم التوقیر لنبیّه صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم (لتشبیه نفسه به واین الثریاواین الثرٰی) یحسبونه هیّنًا و هو عنداللہ عظیم (لانّه من الکبائر) فان هذه وان لم تتضمن سبًّا، ولا اضافت الی الملئکة و الانبیاء نقصًا، ولا قصد قائلها اِزراءً ولا غضًّا،	پانچویں وجہ یہ کہ متکلم نقص کا ارادہ نہ کرے اور نہ ہی عیب اور سبّ وشتم کو ذکر کرے لیکن نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے بعض اوصاف بطور تشبہ یا بطور تمثیل وعدم توقیر ذکر کرے تاکہ اپنی ذات کو آپ کے ساتھ تشبیہ دے کر (کہاں ثریا اور کہاں کیچڑ) وہ اسے ہلکا جانتے ہیں حالانکہ اللہ تعالٰی کے ہاں وہ بہت عظیم ہے (کیونکہ وہ کبیر گناہوں میں سے ہے) اس لیے کہ یہ مثالیں اگرچہ سب وشتم کو متضمن نہیں اور نہ ہی انہوں نے ملائکہ و انبیاء کی طرف کسی نقص کی نسبت کی اور اُن کے قائل نے بھی جسارت و تنقیص کا

فماوقر النبوة ولا عظّم الرسالة، حتی شبّہ من شبّہ فی کرامةٍ نالھا اوضرب مثل بمن عظم اللہ خطرہ، وشرّف قدرہ، والزم توقیرہ، وبرّہ، فحق ھذا (القائل) اِن دُرِئَ عنہ القتلُ، الادبُ (بضرب اولوم او زجرٍ) و السِّجنُ۔ ولم یزل المتقدمون (من السلف وکبارِ الائمة) ینکرون مثل ھذا ممّن جاءَ بہ (فلیحذر من ارتکاب ھذہ القبائح الشدیدةِ الوِزر، العظیمة الاثمِ، فانّھا ربما جرّت الی الکفر نعوذ باللہ من ذٰلک) وقد انکر الرشید علی اَبی نُوَاسٍ فی قولہ * فان عصا موسٰی بکف خصیب (خصیب عبد للرشید ولاّہ مصر، استعار عصا موسٰی لسیاسة حاکمھم وقمع ظلمھم ففیہ استعارة وتشبیہ بدیع، لکن فیہ سُوءُ ادبٍ لما فیہ من جعل العصا التی ھی معجزة لرسول بکف عبدٍ من عَبِیْدِ الخلفاء	ارادہ نہیں کیا۔ مگر اس کے باوجود اُس نے نبوت کی توقیر اور رسالت کی تعظیم کما حقہ، نہ کی، یہاں تک کہ کسی تشبیہ دینے والے نے اپنے ممدوح کو کسی کرامت کے حاصل ہونی کی وجہ سے یا بطور ضرب المثل اُس عظیم الشان شخصیت سے تشبیہ دے دی جس کی شان کو اللہ تعالٰی نے معظم اور اس کی قدرو منزلت کو مشرف کیا، اس کی توقیر اور اس کے ساتھ نیکی کرنے کو لازم قرار دیا، چنانچہ اس قائل کو اگر قتل کی سزا نہ بھی دی جائے مگر وہ مار پیٹ، ملامت اور زجرو توبیخ کے ساتھ تعزیر اور قید کا حقدار ہے، (اسلاف و آئمہ کبار میں سے) متقدمین ایسی مثالوں میں اُن کے قائل پر سخت ناراضگی و ناپسندیدگی کا اظہار کرتے تھے (لہٰذا اس قسم کی قبیح مثالوں سے بچنا چاہیے جن کا وبال شدید اور گناہ عظیم ہے کیونکہ بسا اوقات یہ کفر تک پہنچادیتی ہیں۔ ہم اس سے اللہ تعالٰی کی پناہ چاہتے ہیں) تحقیق رشید نے ابو نواس پر ناراضگی کا اظہار کی جب ابو نواس نے یہ کہا کہ بے شک عصا موسٰی خصیب کے ہاتھ میں ہے۔ (خصیب رشید کا ایک غلام تھا جس کو رشید نے مصر کا حاکم بنادیا تھا۔ ابو نواس نے اہل مصر کے حاکم کی سیاست اور ان سے ظلم کو مٹانے کے لیے عصاء موسٰی کا استعارہ کیا، اُس کے کلام میں عمدہ تشبیہ اور استعارہ ہے لیکن اس میں بے ادبی ہے کیونکہ اُس نے عصاء موسٰی کو خلفاء کے غلاموں میں سے ایک غلام کے ہاتھ میں

وجعل ذلك العبد کرسول من اولی العزم)وقال له(ای الرشید لابی نواس)یاابن اللخناء ! ھذا مما تشتم به العرب،واللخنا ھنا امه من اللخن،وھو النتن فاستعیر للفاحشة اوللمراة التی لم تختتن،ای یادنیّ الاصل ولئیم الام ! اتستھزئ بعصاموسٰی (وھی معجزة نبی عظیم)وامر باخراجه من عسکرہ من لیلته[131] اھملتقطًا۔	قرار دیا حالانکہ وہ عصا ایک عظیم الشان رسول کا معجزہ ہے اور اُس نے غلام مذکور کو اولوالعزم رسولوں میں سے ایک رسول کی مثل قرار دیا)اس نے کہا۔(یعنی رشید نے ابونواس کو کہا) اے لخناء کے بیٹے(اس کلمہ کے ساتھ اہلِ عرب گالی دیتے ہیں،یہاں لخناء سے مراد اس کی ماں ہے۔یہ لفظ لخن بمعنی بدبو سے مشتق ہے۔یہ لفظ فاحشہ یا غیر مختونہ عورت کے لیے بطور استعارہ بولا جاتا ہے۔(یعنی ایک گھٹیا نسب یا کمینی ماں والے)کیا تو عصاء موسٰی کا مذاق اڑاتا ہے۔(حالانکہ وہ ایک عظیم نبی کا معجزہ ہے)اور رُشید نے اُسی رات ابونواس کو اپنے لشکر سے نکالنے کا حکم دے دیا اھ التقاط۔(ت)

بالجملہ کون مسلمان گوارا کرے گا کہ وہ آیت جس میں ایک نبی کریم کی مدح بیان فرمائی ہو تشبیہ و تمثیل کے زور لگا کر اپنے اوپر ڈھال لائے۔اور سلطان عظیم القدر جلیل الشان کا تاج لے کر ایک چمار کو پہنائے۔نسأل اللّٰہ العافیة(ہم اللہ تعالٰی سے عافیت مانگتے ہیں۔ت)

وجہ سوم: یہیں سے ظاہر ہوگیا کہ اس ناطق سے کہ بر تقدیر لام،اور لوگ مثلاً طلبہ منطق و ناظرین کتاب مراد لینا بھی نجات نہ دے گا کہ یہ تشبیہ جیسے اپنے نفس کے لیے ناجائز ہے یونہی ان کے لیے **کمالایخفی**۔

وجہ چہارم: ہاں اگر یوں جان بچایا چاہے کہ میں نے **ناطق النّاله الحدید** سے خود جناب سیدنا داؤد علیہ الصلوۃ والسلام کو مراد لیا ہے۔تو بے شک اس صورت میں یہ اضافت نہایت حسن و بجا ____ مگر اب وہ آفتیں رجعت قہقری کریں گی کہ نبی اللہ پر تہمت رکھی اور اس کے علمِ عزیز کی تحقیر کی ____ **کمایظھرُ مماّقرّرنا انفا** جیسا کہ اُس تقریر سے ظاہر ہوتا ہے جو ہم نے ابھی ابھی کی ہے۔ت)اگر تہمت سے یوں بچے کہ حقیقتِ نسبت مقصود نہیں،بلکہ اس طور پر کہا جیسے بے باک لوگ خوش آوازوں کے گاؤں کو "نغمہ داؤدی" یا "الحانِ داؤد" کہتے ہیں ___ تو اب وہ بلائے تشبیہ،جگر دوزی و جاں گدازی کو بس ہے۔

غرض کوئی شکل مفر کی نہیں ____ **والعیاذ باللّٰہ سبحنه وتعالٰی**(اللہ تعالٰی کی پناہ ت)

[131] نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض فصل الوجہ الخامس مرکز اہلسنت برکات رضا ۴/ ۴۰۳ تا ۴۱۱ الشفاء بتعریف حقوق المصطفٰی القاضی عیاض فصل الوجه الخامس المطبعة الشرکة الصحافیة بیروت ۲ /۲۲۸ تا ۲۳۱

اب **برتقدیر توصیف** چلیے، یعنی ناطق کو تنوین دے کر ____ اس صورت میں من تواصلاً چسپاں نہیں، مگر بہ ارتکابِ تمحل کہ تعلیلیہ ٹھہرائیں اور لاجل کے معنی میں لے کر لناطِق کے قریب لے جائیں۔

بہر حال اس ترکیب میں **النّاله الحدید** کی ضمیر متکلم سے ذاتِ مصنف مراد ہوگی، **کما لایخفٰی** (جیسا کہ پوشیدہ نہیں ت) اور ناطق سے وہی طلبہ ونُظار ____ اور حدید سے مطالب عوصیہ، اور انکی الانت سے ایضاح وابانت ____ حاصل یہ کہ "منطق جدید اُس ناطق کے لیے، جس کے واسطے ہم نے مطالبِ مُشکلہ حل کردیئے"۔

اس معنی میں ناواقف کو کوئی محذور نظر نہ آئے مگر ہیہات۔۔۔ عــــہ ۔۔۔یہاں محذور شدید باقی ہے ____ کلام الٰہی **تعالت عظیمته** (جس کی عظمت بلند ہے۔ت) کا اپنے کلام کے عوض ایسا استعمال شرعاً حرام ووبال ونکال ____ یہاں تک کہ بہت فقہائے کرام نے حکم کفر دیا۔ **والعیاذ بالله سبحنه وتعالٰی** (اور اللہ سبحنہ وتعالٰی کی پناہ۔ت) ____ اور وجہ تحریم ظاہری وواضح۔

ذرا اپنے رب تبارک وتعالٰی کی عظمت پیش نظر رکھ کر خیال کرے کہ النالہ الحدید کس نے فرمایا؟ اور ضمیر نا سے کون سی ذاتِ پاک مراد؟ اور لہ میں کس جلیل القدر کی طرف ضمیر، اور مضمون جملہ کس امر عظیم سے تعبیر؟ ____ اب اُسی کلام کو کون شخص کس طرح اپنے استعمال میں لاتا، اور ضمیر نا سے خدا کے عوض کس ذلیل حقیر کو مراد لیتا۔ اور کنایہ لہ نبی اللہ کے بدلے کس کی طرف پھیرتا۔ اور عزت والی بات کو، جس کی قدر خدا اور رسول ہی خوب جانتے ہیں، کس بے ہودہ بات پر ڈھالتا ہے۔

ع　　حقّا کہ تاج شاہی کناس رانہ زبید

(حق یہ ہے کہ بادشاہ کا تاج جھاڑو پھیرنے والے کے سر پر زیب نہیں دیتا)

یاھذا: حق بات اپنے مقابل کم سمجھ میں آتی ہے کہ نفس آمادہ رفع وانتصار ہوتا ہے۔ دوسروں پر خیال کرکے دیکھ۔ مثلاً زید عمرو کو مالِ کثیر دے کر کہے کہ "اِنَّاۤ اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَؕ" [132] (اے محبوب! ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائے۔ت) کیا نہ کہا جائے گا کہ اس نے خدا و کلام خدا اور رسول خدا کی قدر نہ جانی۔

حاش اللہ کہاں خدا، کہاں زید ____ کجا حضور، کجا عمرو ____ کہاں کوثر، کہاں زر ____!

یا عمرو نے زید کو کہیں بھیجا ____ بکر نے پوچھا کس کے حکم سے گیا تھا؟ ____ عمرو بولا: "اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَاؕ اِنَّا كُنَّا مُرْسِلِیْنَۚ" [133]۔ (ہمارے پاس کے حکم سے بے شک ہم بھیجنے والے ہیں۔ت)

عــــہ: لایبدو وما ھنا فی المخطوطة صافیا ۱۲ محمد احمد)

---

[132] القرآن ۱۰۸/۱

[133] القرآن الکریم ۴۴/۵

وعلٰی ھذا قیاسُ غیر ذٰلک من اراجیف جھلۃ النّاس (اس کے علاوہ جاہل لوگوں کی منگھڑت باتوں کو اسی پر قیاس کرلو۔ت)
ہاں ہاں قطعًا اِس طرح کا استعمال مستلزم کفر واستخفاف۔ پھر جس نے الزام بہ لازم کیا کافر کہا۔ اور محققین نے عدمِ التزام پا کر صرف حرام ٹھہرایا۔

فاتقن ھذا فانہ مفید *وتحقیق المقام یقتضی المزید *وانّ لہ عند العبد الضعیف ÷ یفضل المولٰی القوی اللطیف *تنقیحًا وبسطًا *توضیحًا وضبطًا * یطلب ھو وامثالہ من مجموعنا المبارك ان شاء اللہ تعالٰی *العطایا النبویہ فی الفتاوٰی الرضویہ ـــــ وبھٰذا القدر ،وضع الامر۔وبان الفرق بینہ وبین التضمین ،فانّہ سائغ عند الاکثرین،وان ذھب ناس الی التحریم *واللہ تعالٰی سبحٰنہ بالحق علیم۔	اس کو پختہ کرے کیونکہ یہ مفید ہے۔اس مقام کی تحقیق مزید کا تقاضا کرتی ہے اور اس کے لیے قوت ولطف والے مولٰی تعالٰی کے فضل سے عبدِ ضعیف کے پاس تنقیح وتفصیل اور توضیح و ضبط ہے۔اُس کو اور اس کی مثال کو اِن شاء اللہ تعالٰی ہمارے بابرکت مجموعے "العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ" سے طلب کیا جاسکتا ہے۔اس قدر سے معاملہ کی وضاحت ہو گئی۔اور اس کے درمیان اور تضمین کے درمیان فرق ظاہر ہوگیا کیونکہ اکثر کے نزدیک وہ جائز ہے اگرچہ کچھ لوگ اس کے حرام ہونے کی طرف گئے ہیں۔اور اللہ سبحٰنہ و تعالٰی حق کو خوب جانتا ہے۔(ت)

فتاوٰی ہندیہ میں ہے:

جمع اھل موضع وقال:فجمعنھم جمعًا اوقال:وحشر نٰھم فلم نغادِر منھم احداo کفر [134] اھملتقطًا۔	کسی نے شہر والوں کو جمع کیا اور کہا فجمعنھم جمعًا (تو ہم ان سب کو اکٹھا کرلائیں گے) یا کہا وحشر نٰھم فلم نغادر منھم احدًا اور ہم اُن کو جمع کردیں گے تو ہم ان میں سے کسی کو نہیں چھوڑیں گے) تو وہ کافر ہو گیا اھ التقاط (ت)

اسی میں ہے:

اذا قال لغیرہ خانہ چناں پاک کردہ کہ چوں	جب دوسرے شخص کو کہا کہ گھر کو تُونے ایسا پاک

[134] الفتاوٰی الھندیۃ کتاب السیر الباب التاسع نورانی کتب خانہ پشاور ۲/ ۲۶۷

والسماء والطارق ○قیل یکفر .وقال الامام ابوبکر بن اسحٰق رحمۃ اللہ تعالٰی ان کان القائل جاھلا ، لا یکفر، زوان کان عالما یکفر۔واذقال:قاعًا صفصفا شدہ است فھٰذہ مخاطرۃ عظیمۃ۔واذ قال لباقی القدر: والبٰقیت الصّٰلحٰت۔فھٰذہ مخاطرۃ عظیمۃ،کذا فی الفصول العمادیۃ۔[135]	کر دیا ہے کہ جیسے والسماء والطارق (آسمان کی قسم اور رات کو آنے والے کی) تو کہا گیا ہی کہ کافر ہو جائے گا۔اور امام ابوبکر بن اسحاق علیہ الرحمۃ نے کہا کہ اگر قائل جاہل ہے تو کافر نہ ہوگا اور اگر عاصم ہے تو کافر ہو جائے گا۔اور اگر کہا کہ قاعا صفصفا(کھلا ہموار میدان) ہوگیا ہے تو یہ خود کو عظیم خطرہ میں ڈالنا ہے۔اور جب ہنڈیا کی کھرچن یا بقیہ کے کے بارے میں کہا والباقیات الصالحات (باقی رہنے والے نیک کام) تو یہ خود کو عظیم خطرہ میں ڈالنا ہے۔فصول عماویہ میں یوں ہی ہے۔(ت)

تتمۃالفتاوٰی میں ہے:

من استعمل کلام اللہ تعالٰی فی بدل کلامہ کمن قال فی ازدحام الناس فجمعنٰھم جمعا کفر[136]۔	جس نے اپنے کلام کے بدلے میں اللہ تعالٰی کے کلام کو استعمال کیا تو کافر ہو جائے گا۔جیسے لوگوں کے ہجوم کے بارے میں کہا فجمعنٰھم جمعًا (تو ہم ان سب کو اکٹھا کرلائیں گے۔ت)

محیط میں ہے:

من جمع اھل موضعٍ وقال:وحشر نٰھم فلم نغادر منھم احدا○وقال فجمعنٰھم جمعا○کفر[137]۔	جس نے کسی بستی کے لوگوں کو جمع کیا اور کہا وحشر نٰھم فلم نغادر منھم احدًا (اور ہم ان کو جمع کریں گے تو ان میں سے کسی کو نہیں چھوڑیں گے) یا کہا فجمعنٰھم جمعًا (تو ہم ان سب کو اکٹھا کرلائیں گے) تو کافر ہو جائے گا۔(ت)

فاضل علی بن سلطان محمد مکی اس کی تعلیل میں فرماتے ہیں:

[135] الفتاوٰی الھندیۃ کتاب السیر الباب التاسع نورانی کتب خانہ پشاور ۲ /۲۶۷

[136] منح الروض الازہر شرح الفقہ الاکبر بحوالہ تتمۃ الفتاوٰی فصل فی القراءۃ الصلوۃ مصطفی البابی مصر ص ۱۶۸

[137] منح الروض الازہر شرح الفقہ الاکبر بحوالہ بحوالہ المحیط فصل فی القراءۃ الصلوۃ مصطفی البابی مصر ص ۱۶۸

لانّہ وضع القراٰن فی موضع کلامہ[138]۔	اس لیے اس نے قرآن مجید کو اپنے کلام کی جگہ رکھا۔(ت)

اِعلام میں ہمارے علماء سے کفر اتفاقی میں منقول:

او ملأ قدحا فقال:کاسًا دھاقًا o او فرغ شرابا فقال: فکانت سرابا o او قال بالاستھزاء عندالوزن او الکیل،واذا کالوھم اووزنوھم یخسرون۔[139]الخ	یا پیالہ بھرا اور کہا کاسًا دھاقا (چھلکتا جام) یا شراب کو انڈیلا اور کہا فکانت سرابا (تو ہو جائیں گے جیسے چمکتا رہتا) یا ناپ اور وزن کرتے وقت بطور استہزاء کہا واذا کالوھم اوزنوھم یخسرون (اور جب انہیں دین ناپ کریا تو تول کر گھٹا کر دیں) (ت)

بالجملہ جہاں تک نظر کی جاتی ہے اس نام میں کوئی احتمال قابلِ قبول اربابِ عقول ایسا نہیں جو واضع نام کو ارتکاب گناہ سے بچالے۔اور واقعی ایسی کتاب کو ایسا ہی نام پھبتا تھا۔

"اَلْخَبِیْثٰتُ لِلْخَبِیْثِیْنَ وَالْخَبِیْثُوْنَ لِلْخَبِیْثٰتِ"[140] نسأل مولٰینا العفووالعافیة * والنعمة الوافیة * و الرحمة الکافیة*والھدایة * الشافیة * والعیشة الصافیة*انہ ھو الغفور الرحیم *ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم *وصلی اللہ تعالٰی علٰی سیدنا ومولینا محمدٍ واٰلہ وصحبہ اجمعین اٰمین!	گندیاں گندوں کے لیے اور گندے گندیوں کے لیے۔ ہم اپنے مولٰی سے مانگتے ہیں درگزر اور عافیت، بھرپور نعمت، کفایت کرنے والی رحمت،شافی ہدایت اور ستھری زندگی،بے شک وہی بخشنے والا مہربان ہے۔نہ گناہ سے بچنے کی طاقت اور نہ ہی نیکی کرنے کی قوت ہے مگر بلندی و عظمت والے معبود کی توفیق سے۔اللہ تعالٰی درود نازل فرمائے ہمارے آقا و مولٰی محمد مصطفٰی اور آپ کے تمام آل و اصحاب پر اے اللہ! ہماری دعا قبول فرما۔(ت)

[138] منح الروض الازہر شرح الفقہ الاکبر فصل فی القراءۃ الصلوۃ مصطفی البابی مصر ص ۱۶۸

[139] اعلام بقواطع الاسلام مع سبل النجاۃ الفصل الاول مکتبہ الحقیقۃ دار الشفقۃ استنبول ترکی ص ۳۶۹

[140] القرآن الکریم ۲۴/۲۶

تنبیہ النّبیہ (عظیم الشان تنبیہ)

اِعلَم ،اکرمنی الله تعالٰی وایّاک،ووقانا جمیعا مواقع الھلاک،انّ ھٰذاالکلام النفیس الموجزکان متعلقا بنفس الاقول *والاٰن اٰن ان نتکلم علی المتکلم الردی الحال،**فاقول**:وعلی الله الوُکول بان لك ممّا بیّنا انّ اقوال زید وان لم تخرج بحذا فیرھا عن دائرۃالاکفار واشدّ البوار ،لادقّھا ولاجلّھا ولاکُثرھا ولا قُلّھا۔فما منھا من قال ولا قیل *اِلّا و للکفرالیه سبیل *لکنّھا فی تنوّع الموارد *اذلم یکن نسجھا علٰی منوالٍ واحدٍ*۔

فمنھا ماتنازعَت فیه اٰراء العلماء ویرد مورده کفر لایعطیه منطوق المقال وانما یتطرق الیه من جھة الزوم کالّذی الزمناہ علی القول السابع من خلوم الکافر المتلبس بکفرہ فی الجنّة۔فھٰذا مما یتوار دعلیه النفی والاثبات *من الائمة الاثبات____فمن الزمه بموجب کلامه اکفر،ومن لافلا ___کما فی الشفاء للامام نسیم الریاض،من قال(من

تُو جان لے اللہ تعالٰی مجھے اور تجھے عزت عطا فرمائے اور ہمیں ہلاکت کی جگہون سے بچائے کہ بیشک یہ عمدہ مختصر کلام نفس اقوال سے متعلق ہے،اب وقت آگیا ہے کہ ہم ردی حال والے متکلم پر گفتگو کریں۔چنانچہ **میں کہتا ہوں** اور اللہ تعالٰی ہی پر بھروسہ ہے،ہمارے بیان سے تجھ پر عیاں ہوگیا کہ اگر زید کے چھوٹے،بڑے،کثیر و قلیل تمام اقوال دائرہ تکفیر اور شدید ترین ہلاکت سے خارج نہیں،ان میں کوئی قیل و قال ایسی نہیں جس کا کفر کی طرف راستہ نہ ہو لیکن ان کے مواضع استعمال مختلف انواع کے ہیں کیونکہ اُن کو ایک ہی سانچے پر نہیں بُنا گیا۔ان میں سے بعض ایسے اقوال ہیں جن میں علماء کی آراء باہم مختلف ہیں۔ان پر نفس کلام سے کفر وارد نہیں ہوتا مگر اس سے کفر لازم آتا ہی جیسے ہم نے قول ہفتم پر اُسی الزام دیا کہ اس سے کافر کا کفر کے ساتھ ملبس ہوتی ہوئے ہمیشہ جنت میں رہنا لازم آتا ہے۔یہ ان اقوال میں سے ہے جن پر متبحر ائمہ اکرام سے کفر کی نفی واثبات دونوں وارد ہیں۔چنانچہ جس نے اس کو کلام کے موجب سے الزام دیا اور جس نے ایسا نہیں کیا،اُس نے کافر قرار نہیں دیا جیسا کہ امام قاضی عیاض کی تصنیف الشفاء اور اس کی شرح

اهل السنة)بالمآل لما یؤدیه الیه قوله کفرّه ___ فکانهم صرّحوا(عندالمکفّر لهم)بما اَدّٰی الیه قولهم ___ ومن لم یر اخذهم بمآل قولهم لم یرا کفار هم (لشمول معنی الایمان لهم بحسب الظاهر)قال لانهم اذاوُقفوا علٰی هذا قالوا نحن ننتفی من القول الذی الزمتموہ لنا ونعتقدنحن وانتم انه کفر ___ بل نقول انّ قولنا لایؤول الیه علی ما اصلناه. فعلٰی هٰذین المأخذین اختلف الناس(من علماء الملّة واهل السنّة)فی اکفار اهل التاویل ___ والصواب (عند المحقّقین)ترك اکفار هم لٰکن یغلّظ علیهم بوجیع الادب،وشدید الزجروالهجر،حتی یرجعوا عن بِدَعِهم ___ وهٰذه کانت سیرة الصدر الاوّل (من الصحابة والتابعین ومن قرب منهم)فیهم، ماازاحوالهم قبرًا،ولا قطعوا لهم میراثًا،لکنّهم هجروهم وادّبوهم بالضرب والنه القتل علٰی قدر احوالهم،لانهم فساق ضُلاّل(اهل بدع،والله المُوفّقُ اهملتقطا[141]۔

نسیم الریاض میں ہے،اہل سنت میں سے جس نے اس کے کلام کے مآل کو دیکھا اس نے اسے کافر قرار دے دیا انہوں نے (تکفیر کرنے والے کے نزدیک)اُس مآل کی تصریح کی جس کی طرف قائلین کا کلام پہنچاتا ہے۔اور جس نے مآل کلام کی بنیاد پر مؤاخذہ کو روانہ سمجھا اس نے ان کی تکفیر نہ کی (کیونکہ بظاہر معنی ایمان انہیں شامل ہے)اس نے کہا عدم تکفیر کی وجہ یہ ہے کہ جب انہیں مآلِ کلام سے آگاہ کیا جائے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم اس قول سے انکاری ہیں جس کا الزام تم نے ہمیں دیا۔اور ہم اور تم اُس کو کفر جانتے ہیں،بلکہ ہم یہ کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے قول کی جو بنیاد رکھی ہے اُس اعتبار سے ہمارے قول کا مآل وہ نہیں(جو تم نے بتایا)ان دو مآخذوں کی بنیاد پر لوگوں(یعنی علماء ملت و اہلسنت)میں اہل تاویل کی تکفیر میں اختلاف واقع ہوا۔اور (محققین کے نزدیک)درست یہ ہے ان کی تکفیر نہ کی جائے لیکن مار پیٹ، سخت ڈانٹ ڈپٹ اور بائیکاٹ کے ذریعے ان کو سزا دی جائے یہاں تک کہ وہ اپنی بدعتوں سے رجوع کرلیں۔یہ طریقہ ان کے بارے میں صدر اول(عہد صحابہ و تابعین و تبع تابعین میں تھا۔صدر اوّل کے مسلمانوں نے اہل تاویل کو نہ تو قبروں سے محروم کیا اور نہ ہی میراث سے منقطع کیا لیکن ان سے قطع تعلق کیا اور انکے حالات کے مطابق مار پیٹ،جلاوطنی اور قتل کے ذریعے انہیں سزائیں دیں کیونکہ وہ فاسق، گمراہ اور اہل بدعت ہیں۔اور اللہ تعالٰی ہی توفیق دینے والا ہے اھ۔التقاد(ت)

141 الشفا بتعریف حقوق المصطفٰی ۲/ ۲۷۷۔۲۷۸ ونسیم الریاض برکات رضا گجرات ہند ۴/ ۵۲۸تا۵۳۱

ومنہامالا امتراء فی کونہ کفرا ــــــ لکن نشافی مطاوی المقال ما اخرجہ عن حدّ الافصاح ÷ ووقع بہ التجاذب فی إعطاء الکفر البواح ÷ کلفظۃ "عندھم" فی القول السادس ــــــ فربما جاء للتبری، وان کان الظاھر ثمّہ خلاف ذٰلک، عند العارف باسالیب الکلام ــــــ وھٰذان القسمان لا اکفار بھما عند المحققین۔ **امّا الثانی**: فواضح، لان من یشھد بالشھادتین فقد ثبت اسلامہ بیقین، والیقین لایزول بالشک ــــــ[142] وقد روی ذٰلك عن ائمتنا، کما فی حاشیۃ السید احمد الطحطاوی عن البحر الرائق عن جامع الفصولین عن الامام الطحاوی عن الاجلۃ الاصحاب رضی اللہ تعالٰی عنھم۔ **واما الاول** فلما صرّح الائمۃ الاثبات ان التکفیر امر عظیم، وخطر الاثبات ان التکفیر امر عظیم، و خطر جسیم کلحم جمل غثّہ علٰی راس جبل وعر، لا سھل فیرتقی، ولا سمین فینتقی ــــــ مسالکہ عسیرۃ و مھالکہ کثیرۃ ــــــ فالذی	اور بعض اقوال ایسے ہیں جن کے کفر ہونے میں کوئی شک نہیں، لیکن اثناء کلام میں کوئی ایسا قرینہ پایا گیا جو اس کو کفر صریحی کی حد سے خارج کردیتا ہے۔اور اس کی وجہ سے قائل پر ظاہری کفر کا حکم لگانے میں باہم کشمکش واقع ہوجاتی ہے جیسے قول ششم میں لفظ "عندھم" بسا اوقات یہ لفظ براءت کے لیے آتا ہے، اگرچہ اسالیب کلام کے ماہر کے نزدیک وہاں بظاہر اس کے خلاف ہے۔ان دونوں قسموں پر محققین کے نزدیک تکفیر نہیں کی جاتی۔ **قسم ثانی** تو واضح ہے کیونکہ جو توحید و رسالت کی شہادت دے دے اس کا اسلام یقینی طور پر ثابت ہوجاتا ہے۔اور یقین شک کے ساتھ زائل نہیں ہوتا۔ تحقیق ہمارے آئمہ کرام سے یہی مروی ہے جیسا کہ سید احمد طحطاوی کے حاشیہ میں البحر الرائق سے بحوالہ جامع الفصولین مذکور ہے، جامع الفصولین نے امام طحاوی سے اور انہیں جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم سے روایت کیا ہے۔ رہی **قسم اول** تو وہ اس لیے کہ متبحر ائمہ کرام نے تصریح فرمائی ہے کہ بے شک تکفیر ایک عظیم اور بہت زیادہ ہلاکت میں ڈالنے والا معاملہ ہے۔ جیسے لاغر اونٹ کا گوشت دشوار گزار پہاڑ کی چوٹی پر پڑا ہو، نہ راستہ آسان کہ چڑھا جائے اور نہ ہی وہ گوشت طاقتور کہ اس کے لیے مشقت اٹھائی جائے، اس کے

[142] الاشباہ والنظائر الفن الاول القاعدۃ الثالثۃ ادارۃ القرآن کراچی ۱/۸۴

یحتاط لدینه لایتجاسر علیه الابدلائل کشموس بل اَجلٰی، حتّٰی انّ المسئلة ان کانت لھا وِجھة الی الاسلام وتسع وتسعون وجھة الی الکفر فعلی المفتی ان یمیل الی الوِجھة الاولٰی، فانّ الاسلام یَعلو ولا یُعلٰی ـــــ و ان کان ھذا لاینفع القائل عند الله تعالٰی ان کان ارادوِجھةً اُخرٰی۔ وقد قال المولٰی العلامة زین بن نُجَیم المصری فی البحر، والذی نحرّر انه لایُفتٰی بتکفیر مسلمٍ امکن حمل کلامه علی محمل حسن، اوکان فی کفره اختلاف ولو روایة ضعیفة ـــــ قال رحمة الله تعالٰی ـــــ فعلٰی ھذا اکثر الفاظ التکفیر المذکورة لایفتٰی بالتکفیر بھا، ولقدالزمت نفسی ان لا افتی بشیئ منھا اھ[143] قال الحِبر الخیر االرمل، اقول: ولو کانت الروایة لغیر مذھبنا، ویدلّ علٰی ذلك اشتراط کون مایوجب الکفر مجمعًا علیه۔[144] اھ تابعه علیه	راستے دشوار اور اس کی ہلاکتیں کثیر ہیں۔جو شخص اپنے دین میں محتاط ہے وہ تکفیر پر جسارت نہیں کرتا۔جب تک سورج کی مثل بلکہ اس سے بھی زیادہ روشن دلائل موجود نہ ہوں، یہاں تک کہ اگر کسی مسئلہ میں ایک جہت اسلام کی اور ننانویں جہتیں کفر کی نکلتی ہوں تو مفتی پر لازم ہے کہ وہ پہلی جہت کی طرف میلان کرے کیونکہ اسلام غالب ہوتا ہے مغلوب نہیں ہوتا اگرچہ یہ قائل کے لیے عنداللہ نافع نہیں اگراس نے دوسری جہت یعنی جہتِ کفر کاارادہ کیا ہے۔ مولانا علامہ زین بن نجیم مصری نے البحر الرائق میں فرمایا اور وہ جسے ہم تحریر کرتے ہیں یہ ہے کہ کسی ایسے مسلمان کی تکفیر کا فتوی نہ دیا جائے جس کے کلام کو اچھے معنی پر محمول کرنا ممکن ہو یا جس کے کفر میں اختلاف پائے جائے۔اگرچہ ضعیف روایت کی وجہ سے ہو۔علامہ مصری علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ اسی وجہ سے مذکورہ الفاظ تکفیر میں سے اکثر پر تکفیر کا فتوی نہیں دیا جاسکتا اور میں نے خود پر لازم کرلیا ہے کہ ان میں سے کسی کے ساتھ کفر کا فتوی نہیں دوں گا اھ) عالم صالح خیر الدین رملی نے فرمایا، میں کہتا ہوں اگرچہ وہ روایت ہمارے مذہب کے غیر کی ہو،اور موجب کفر کے متفق علیہ ہونے کی شرط لگانا۔اس پر دلالت کرتا ہے۔اھ ابوالسعود نے

[143] البحر الرائق کتاب السیر باب احکام المرتدین ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۵ /۱۲۵

[144] ردالمحتار کتاب الجهاد باب المرتد دار احیاء التراث العربی بیروت ۳ /۲۸۹

ابو السعود فی شرح الاشباہ۔

وقد فصّل الکلام فی ھٰذا المرام تاج المحققین، سراج المدققین، سیّدنا الوالد قُدّس سِرُّہٗ الماجد فی بعض فتاواہ التی شدد فیھا النکیر علٰی بعض اعلامہ عصرہ فلم یردّو شیئًا، وکانوا لہ مُذعنین۔

ومنھا وھو الاکثر ما لاعذر فیہ لِزیدٍ ولا مھلا ولا رویدٍ، کالاقوال الاربعۃ الاول وغیرھا، فانہ قد ناضل فیھا ضروریات الدین، وخلع من رقبتہ ربقۃ الیقین واتٰی بما لا تغسلہ البحار ولا تساعد الحیل والاعذار ــــ وقد علمت انہ اذا کان عن علم وعمدٍ وطوعٍ ــــ ولاریب فی وجودھا فھنا فلا تنفع العزائم ولا تمنع التمائم، ولا حول ولا قوۃ باللہ العلی العظیم۔

واعلم اَنّ العبد الضعیف لطفَ بہ المولی اللطیف لما وصل الی ھذا المقام * وحان اوان الحکم علی المتکلم بذالك الکلام، تعرضّت لہ، حشمۃ کلمۃ الاسلام، فاستعظم الجزم بالاکفار

شرح اشباہ میں اس کی متابعت کی ہے۔

تحقیق اس مقصد میں کلام کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے میرے والد ماجد قدس سرہ، نے جو محققین کے تاج اور مدققین کے چراغ ہیں اپنے اُن بعض فتاوٰی میں جن میں آپ نے اپنے ہمعصر مشاہیر پر سخت تنقید کی تو انہوں نے کوئی جواب نہ دیا اور وہ آپ کی اطاعت کرنے والے تھے۔

اور بعض اقوال جو کہ اکثر ہیں ایسے ہیں کہ ان میں زید کے لیے عذر نہیں، نہ ان میں کوئی مہلت ہے نہ ڈھیل جیسے پہلے چار اقوال وغیرہا کیونکہ ان میں اس نے ضرویات دین پر تیر اندازی کی اور یقین کا پھندا اپنی گردن سے اتار پھینکا اور ایسے غلیظ کلمات واقوال لایا کہ انہیں کئی سمندر بھی نہیں دھو سکتے اور نہ ہی حیلے بہانے اس کی مواقفت کرتے ہیں۔ تحقیق تُو جان چکا ہے کہ اگر وہ اقوال جانتے بوجھتے بخوشی کہے گئے جیسا کہ یہاں ان امور کی موجودگی میں کوئی شک نہیں تو نہ ارادے نفع دے سکتے ہیں اور نہ ہی تعویذات دفاع کر سکتے ہیں۔اور نہیں ہے برائی سے بچنے کی طاقت اور نہ ہی نیکی کرنے کی قوت مگر بلندی وعظمت والے معبود کی توفیق سے۔

تُو جان لے کہ عبدِ ضعیف(اس پر مہربان مولیٰ مہربانی فرمائے۔جب اس مقام پر پہنچا اور اس کلام کی وجہ سے متکلم پر حکم لگانی کا وقت آیا تو اُسی کلمہ اسلام کی عظمت و جلالت دامنگیر ہوئی، چنانچہ اس نے تکفیر کو بہت ہی عظیم معاملہ سمجھا اس بات کا خوف

ايّمَا استعظام * فرقًا من ان تكون هناك دقيقة عميقة لم يصلها فهمى، او شاذة فاذّة لم يحط بها علمى * فاستخرت المولٰى سبحٰنه وتعالٰى و جعلت اراجع الكتب واقلب الاوراق * حتى اكملت الجد وانهيت الجهد حسب مايطاق * وصرفت فيه يومين كاملين * فلم ارشيئا تقرُّ به العين * بل كلمّا توغلّت فى تتبع الاسفار * تتابع الاقوال تؤيد الاكفار * الى ان وقفت على معظم المسائل * وعامة الفروع فى كتاب الاماثل * من اصحابنا الحنفية * وعمائد الشافعية * وزعائم المالكية * والذى تيسر من كلمات الحنبلية * فاذاهى جمعا كما هى عليحدة * كانها ترمى عن قوس واحدة * فايقنت ان ليس للرّجل محيص * ولا عن الحكم بالاكفار مفيص * اللهم الا حكاية ضعيفةً عن بعض علمائنا فى الجامع الاصغر * انّ عقد الخَلد هو المعتبر * اوردها ثم ردّها ثم ردها_ ولكن زدتُّ بها تلعثما * و ودِدت الوقوف هناك تاثُّما علمًا منى بان الخلاف وان كان ضعيفا ههنا كافٍ__ فامعنت النظر وانعمت

کرتے ہوئے کہ ہو سکتا ہے یہاں گہرا باریک علمی نکتہ ہو جس تک میری دانش نہ پہنچی ہو یا کوئی الگ تھلگ، علمی بات جس کو میرا علم حاوی نہ ہوا ہو، تو میں نے مولیٰ سبحنہ، وتعالیٰ سے استخارہ کیا اور کتابوں کی طرف مراجعت اور ورق گردانی کرنے لگا، یہاں تک کہ میں نے اپنی پوری کوشش کرلی اور مقدور بھر انتہائی محنت ومشقت کو بروئے کار لایا۔اور اس میں پورے دو دن صرف کردیئے۔اس کے باوجود میں نے کوئی ایسی شے نہ پائی جس سے آنکھ ٹھنڈی ہوتی بلکہ جب بھی کتابوں کی تلاش میں منہمک ہوا، پے درپے تکفیر کے مؤید اقوال ہی پائے۔یہاں تک میں نے حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی فقہاء کرام اور علماء عظام کی کتب میں بہت سے عظیم مسائل اور عام فروع پر واقفیت حاصل کی تو وہ مجموعی طور پر بھی ایسے ہی ہیں جیسے الگ الگ گویا کہ وہ سب ایک ہی کمان سے تیر اندازی کرتے ہیں۔چنانچہ میں نے یقین کرلیا کہ اُس شخص کے لیے کوئی جائے فرار نہیں اور نہ ہی حکم تکفیر سے ہٹنے کی گنجائش ہے۔اے اللہ ! مگر ایک ضعیف روایت جو ہمارے بعض علماء سے جامع اصغر میں منقول ہے وہ یہ کہ ارادہ قلبی معتبر ہے، جامع اصغر میں اس کو وارد کیا پھر اُس کا خوب رَد کیا۔لیکن میں نے اُس میں زیادہ سوچ بچار کی اور گناہ سے بچنے کے لیے توقف کو پسند کیا یہ سمجھتے ہوئے کہ مخالفت اگرچہ کمزور ہے مگر یہاں کافی ہے۔چنانچہ میں نے گہری نظر ڈالی اور فکر میں

الفکر * حتی فتح المولیٰ تبارك و تعالیٰ ان الا کفار علیه الاجماع* و انما وقع فی الکفر النزاع* فلا شك ولا ارتیاب ان من تکلم بکلمة الکفر طائعًا عالمًا عامدًا صاحیًا فھو کافر عندنا قطعًا لاینتطح فیه عنزان، و نجری علیه احکام الردة ویحرم علیٰ امراته ان یمکنه من نفسها، ویجوز لها ان تنکح من دون طلاقٍ من تشاء والقائل نحبسه ثلاثاندبا عـــه ونمهله لیرزق توبا، فان تاب و الا قتل ورمی بجیفة کجیفة الکلاب، من دون غسل ولا کفن* ولا صلوة ولا دفن* وقطعنا میراثه عن مورثیه المسلمین * و جعلنا کسب ردّته فیئًا لجمیع المؤمنین، الیٰ غیر ذلك من الاحکام المشرحة فی الکتب الفقهیة۔	مبالغہ کیا یہاں تک کہ مولیٰ تبارک و تعالیٰ نے مجھ پر آشکارا فرمادیا کہ تکفیر پر اجماع ہے، نزاع تو فقط کفر میں ہے۔اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ جس نے بخوشی جان بوجھ کر بقائمی ہوش وحواس کلمہ کفر بولا وہ ہمارے نزدیک قطعی طور پر کافر ہے۔اس میں دو بکریاں سینگ نہیں لڑائیں گی۔ہم اُس پر مرتد ہونے کے احکام جاری کریں گے۔اُس کی بیوی پر حرام ہوگا کہ وہ خود کو اس کے قابو میں دے اور اس کے لیے جائز ہوگا۔بغیر طلاق جس کے ساتھ چاہے نکاح کرلے اور کلمہ کفر کہنے والی کو ہم بطور استحباب تین دن محبوس رکھیں گے اور اُس کو مہلت دیں گے تاکہ اُسے توبہ کی توفیق ملے۔اگر اس نی توبہ کرلی تو ٹھیک ورنہ قتل کرکے اس کے لاش کو کتے کے لاش کی طرح غسل، کفن، نماز جنازہ اور دفن کے بغیر پھینک دیں گے مسلمان مورثوں سے اس کی میراث منقطع کردیں گے۔اور اس کی حالتِ ارتداد کی کمائی کو تمام مسلمانوں کے لیے غنیمت بنادیں گے۔اسی طرح اس کے علاوہ دیگر احکام جاری کریں گے جو کتب فقہ میں تفصیل کے ساتھ مذکور ہیں۔
امّا انه ھل یکفر بذلك فیما بینه وبین ربّه تبارك وتعالیٰ فقیل، مالم یعقد الضمیر علیه، لانّ التصدیق	رہا یہ مسئلہ کہ کیا وہ اس کلمہ کے ساتھ عنداللہ کافر ہوجائے گا یا نہیں، تو ایک قول یہ ہے کہ نہیں ہوگا جب ولی ارادہ نہ پایا جائے کیونکہ تصدیق کا

عـــه: الا اذا استمھل فیجب فی ظاھر الروایة ۱۲ منه۔

مگر جب وہ مہلت طلب کرے تو پھر ظاہر الروایہ میں واجب ہے ۱۲ منہ (ت)۔

محله القلب وهذه هی الحکایة التی اشرنا الیها، وقال عامة العلماء و جمهور الامناء، نعم، وان لم یعقد، لانّه متلاعب بالدّین، وهو کفر بیقین وقد قضی الله تعالٰی انّ مثل ذٰلك لایقدم علیه الامن نزع الله الایمان من قلبه، عوذا به سبحٰنه وتعالٰی،

قال تعالٰی: "وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ ؕ قُلْ اَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ ؕ"[145]۔

وهذا هوا لصحیح الرجیح المذیل بطراز التصحیح فهنالك عملت فی ذلك رسالةً جلیلةً وعجالةً جمیلةً تشتمل علٰی غرر الفوائد والدُّرر الفرائد، سمّیتها البارقة اللمعا فی سوء من نطق بکفرٍ طوعا لیکون العلم علمًا علی التاریخ کرسالتنا هذه التی نحن الان مفیضون فیها سمینا ها "مقامع الحدید علٰی خدّا المنطق الجدید ۱۳۰۴ھ"۔

محل دل ہے یہی وہ حکایت ہے جس کی طرف ہم نے اشارہ کیا ہے جب کہ عام علماء کرام اور جمہور اامنا نے کہا ہے کہ وہ کافر ہو جائے گا اگرچہ دلی طور پر عزم نہ پایا جائے کیونکہ وہ دین کے ساتھ کھیلنے والا ہے۔اور یہ یقینا کفر ہے۔ تحقیق اللہ تعالٰی نے فیصلہ فرمادیا ہے کہ اس جیسے فعل کاارتکاب صرف وہی کرے گا جس کے دل سے اللہ تعالٰی ایمان سلب کرلیتا ہے،اللہ سبحنہ وتعالٰی کی پناہ۔

اللہ تعالٰی نے فرمایا: اور اے محبوب اگر تم ان سے پوچھو تو کہیں گے کہ ہم نے یونہی ہنسی کھیل میں تھے تم فرماؤ کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ہنستے ہو، بہانے نہ بناؤ تم کافر ہوچکے ہو مسلمان ہو کر۔

اور یہی صحیح وراجح ہے جو تصحیح کے نقش ونگار سے مزین ہے، تو یہاں سے ہی میں نے ایک خوبصورت جلیل القدر رسالہ بنا دیا جو چمک دار فوائد اور بڑے بڑے موتیوں پر مشتمل ہے میں نے اس کا نام البارقة اللمعافی سوء من نطق بکفر طوعا (۱۳۰۴ھ) رکھا تاکہ نام سے رسالہ کی تاریخ تصنیف کا علم ہو جائے ہمارے اس رسالے کی طرح جس میں اب ہم مشغول ہونے والے ہیں اُس کا نام ہم نے مقامع الحدید علٰی خدالمنطق الجدید رکھا۔

---

[145] القرآن الکریم ۹/ ۶۵۔۶۶

فعلیک(عہ) بھا فانی حققت فیھا اَنَّ اکفار الطائع ھو الاجماع من دون نزاعٍ واقمت علٰی ذلك دلائل ساطعة لاترام * وبراھین قاطعة لاتضام * فسکن الصدر * و استقر الامر * وبان الصواب * وانکشف الحجاب * و الحمد ﷲ رب العلمین۔	تجھ پر اُس رسالہ (البارقۃ اللمعا) کا مطالعہ لازم ہے کیونکہ میں نے اس میں تحقیق کی ہے کہ برضا ورغبت کفریہ کلمہ بولنے والے کی تکفیر پر اجماع ہے اُس میں کوئی نزاع نہیں، میں نے اس پر ایسے بلند دلائل قائم کیے ہیں جنہیں جھکایا نہیں جاسکتا۔ اور ایسے قطعی براہین قائم کیے ہیں جن میں کمی نہیں کی جاسکتی۔ دل مطمئن معاملہ ثابت، درستگی ظاہر اور حجاب منکشف ہوگیا۔ اور تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو پروردگار ہے تمام جہانوں کا (ت)

بالجملہ حکم اخیر یہ ہے:

کہ زید کے اقوال مذکورہ بعض حرام وگناہ ____ اور بعض بدعت وضلالت ____ اور اکثر خاص کلماتِ کفر والعیاذ باللہ تعالٰی (اور اللہ تعالٰی کی پناہ۔ت)

اور زید بہ حکم شرع فاسق، فاجر، مرتکب کبائر، بدعتی خاسر، گمراہ غادر ____ اس قدر پر تو اعلٰی درجہ کا یقین اس کے سوا اس پر حکم کفروارتداد سے بھی کوئی مانع نظر نہیں آتا ____ حنفیہ، شافعیہ، مالکیہ، حنبلیہ سب کے کلمات ____ بلکہ صحابہ وتابعین سے لے کر اِس زمانہ تک کے افتاء وقضیات، بالاتفاق یہی افادہ کرتے ہیں ____ کما بیّنا فی "البارقة اللمعا" (جیسا کہ اس کو ہم نے البارقۃ اللمعا میں بیان کردیا۔ت)

بالفرض اگر بہ ہزار دِقت کوئی بچتی ہوئی صورت نکل بھی سکی تو یہ بالجزم بین ومبین وصریح وظاہر کہ وہ اپنے ان اقوال کے سبب عامہ علمائے دین وجماہیر آئمہ کاملین کے نزدیک کافر، اور اس پر احکامِ ارتداد جاری اور بے توبہ مرے تو جہنمی ناری۔ والعیاذ باللہ القدیر الباری (اور اللہ کی پناہ جو قدرت والا پیدا کرنے والا ہے۔ت)

العظمة ﷲ! (بڑائی اللہ کے لیے ہے، ت) اس قدر کیا کم ہے۔

عــــہ: الضمیر یرجع الی "البارقة اللمعا" فانھا التی اشبع فیھا الکلام حول ذاالموضوع ۱۲ محمد احمد)

اعلام میں فرماتے ہیں۔

لوتشبّہ بالمعلمین فاخذ خشبۃ وجلس القوم حولہ کالصبیان فضحکوا واستھزاء واکفر ،زاد فی الروضۃ، الصواب لا ،ولا یغترّ بذلک فانہ یصیر مرتدّا علٰی قولِ جماعۃ،وکفٰی بھذا خسارًا وتفریطا اھ ملتقطًا[146]	اگر کوئی معلّمین کی مشابہت اختیار کرتے ہوئے تخت پر بیٹھا اور لوگ مثل بچوں کے اس کے ارد گرد بیٹھ گئے اور ہنسی مذاق کرنے لگے تو وہ کافر ہوجائیں گا۔روضہ میں یہ اضافہ کیا کہ درست بات یہ ہے کہ کافر نہ ہوگا۔اور تجھے یہ بات دھوکے میں نہ ڈالے اس لیے کہ ایک بڑی جماعت کے قول پر وہ مرتد ہوجائے گا،اور اُسے یہ خسارہ و نقصان کافی ہے اھ التقاط (ت)

مع ہذا،شفا شریف سے،اوپر منقول ہوا کہ: بعض اقوال اگرچہ فی نفسہ کفر نہیں مگر بار بار بہ تکرار اُن کا صدقہ دلیل ہوتا ہے کہ قائل کے قلب میں اسلام کی عظمت نہیں۔اُس وقت اس کے کفر میں زنہار شک نہ ہوگا۔[147]

سُبحٰن اللہ ! پھر کفریاتِ خالصہ کا بہ ایں زور و شور،صُدور کیونکر کفرِ قائل پر بُرہان کامل نہ ہوگا!_____ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العزیز الحکیم۔

زید پر ہر فرض سے بڑھ کر از سرِ نور مسلمان ہو اور ان کفریات و ضلالات سے علی الاعلان توبہ کرے،اور صرف بہ طورِ عادت کلمہ شہادت زبان پر لانا ہر گز کافی نہ ہوگا کہ اس قدر تو وہ قبل از توبہ بھی بجالاتا تھا۔بلکہ اس کے ساتھ تصریح کرے کہ وہ کلمات کفریہ تھے اور میں نے ان سے توبہ کی۔اُس وقت اہل اسلام کے نزدیک اُس کی توبہ صحیح ہوگی_____ اور ایمان لائے کہ اللہ جل جلالہ کے سوا کوئی خالق نہیں،نہ اس کا غیر قدم کے لائق_____ اور ایمان لائے کہ وہ تمام عالم کا مدبر اور ہر چیز پر قادر ہے۔اور عقول مختر ر فلاسفہ باطل_____ الی غیر ذلک ممّا یظھر بالمراجعۃ الی ماقدمنا من المسائل (اس کے علاوہ جو کچھ ظاہر ہے اُن مسائل کی طرف رجوع کرنے سے جن کو ماقبل میں ہم نے بیان کیا ہے۔ت) بحر الرائق میں ہے:

اتٰی بالشھادتین علٰی وجہِ العادۃ	بطورِ عادت شہادتیں کو لایا۔(کلمہ شہادت پڑھا) تو

[146] اعلام بقواطع الاسلام مع سبل النجاۃ الفصل الاوّل مکتبۃ الحقیقۃ دار الشفقۃ ترکی ص ۳۶۲

[147] الشفا بتعریف حقوق المصطفٰی فصل واما من تکلم من سقط الخ المکتبۃ الشرکۃ الصحافیۃ ۲/ ۲۸۳

ینفعه مالم یرجع عمّا قال اذلا یرتفع بهما کفره، کذا فی البزازیة وجامع الفصولین اھ[148]۔	اُس کو نفع نہ دے گا جب تک اپنے قول سے رجوع نہ کیونکہ اتیانِ شہادتین سے اُس کا کفر مرتفع نہ ہوگا بزازیہ اور جامع الفصولین میں یونہی ہے اھ (ت)

اور ضرور ہے کہ جس طرح کتاب چھاپ کران کفریات وضلالات کی اشاعت کی یوں ہی اِن سے تبّری اور اپنی توبہ کا اعلان کرے کہ آشکار اگناہ کی توبہ بھی آشکارا ہوتی ہے۔ امام احمد کتاب الزہد، اور طبرانی معجم کبیر میں سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، حضور سید نا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اذا عملت سیّئة فاحدث عندها توبة، السّر بالسّر والعلانیة بالعلانیة[149] **قلتُ:** واسناده حسن علٰی اصول الحنیفة۔	جب تو کوئی گناہ کرے تو فورًا توبہ بجالا، پوشیدہ کی پوشیدہ اور ظاہر کی ظاہر۔ **میں کہتا ہوں** اصولِ حنیفہ کے مطابق اس کا اسناد حسن ہے۔ (ت)

اور اِس کتاب تباہ خراب کی نسبت میں وہ نہیں کہتا جو بعض علمائے حنیفہ وشافعیہ کتب منطقیہ کی نسبت فرماتے ہیں کہ ان کے جو ورق نامِ خدا ورسول اللہ سے خالی ہوں ان سے استنجاء روا۔ شرح فقہ اکبر میں ہے:

لوکان الکتاب فی المنطق ونحوه، تجوزا اهانته فی الشریعة، حتّٰی افتٰی بعض الحنفیة وکذا بعض الشافعیة بجواز الاستنجاء به اذا کان خالیا عن ذکر الله تعالٰی مع الاتفاق علٰی عدم جواز الاستنجاء بالورق الابیض الخالی عن الکتابة اھ[150] مُلَخَّصًا	اگر منطق وغیرہ میں کوئی کتاب ہو تو شریعت میں اس کی توہین کرنا جائز ہے یہاں تک کہ بعض حنفیوں نے یوں ہی بعض شافیوں نے اس کے ساتھ استنجاء کے جواز کا فتوی دیا ہے بشرطیکہ وہ اللہ تعالٰی کے ذکر سے خالی ہو باوجود یہ کہ کتاب سے خالی سفید کاغذ کے ساتھ استنجاء کے عدمِ جواز پر اتفاق ہے اھ تلخیص (ت)

---

[148] البحر الرائق کتاب السیر باب احکام المرتدین ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۵ /۱۲۸

[149] الزہد الامام احمد بن حنبل حدیث ۱۴۱ دار الکتاب العربی بیروت ص ۴۹، المعجم الکبیر عن معاذ بن جبل حدیث ۲۳۱ المکتبة الفیصلیة بیروت ۲۰ /۱۵۹

[150] منح الروض الازہر شرح الفقہ الاکبر فصل فی العلم والعلماء مصطفٰی البابی مصر ص ۱۷۴

ہاں اتنا ضرور کہوں گا کہ اب اس کی اشاعت سے باز رہے۔ اور جس قدر جلدیں باقی ہوں، جلادے اور حتی الوسع اُس کے اِخمادِ نار و اِماتتِ اذکار میں سعی کرے کہ منکر باطل اسی کے قابل، قال اللہ تعالٰی:

" اِنَّ الَّذِیۡنَ یُحِبُّوۡنَ اَنۡ تَشِیۡعَ الۡفَاحِشَۃُ فِی الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَہُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ ۙ فِی الدُّنۡیَا وَ الۡاٰخِرَۃِ ؕ وَ اللّٰہُ یَعۡلَمُ وَ اَنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۱۹﴾ " [151]	بے شک جو لوگ چاہتے ہیں کہ بے حیائی پھیلے مسلمانوں میں، اُن کے لیے دکھ کی مار ہے دنیا و آخرت میں اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

سُبحٰن اللہ! اشاعتِ فاحشہ پر یہ ہائل وعید ــــ پھر اشاعتِ کفر کس قدر شدید ــــ والعیاذ باللہ العلی الحمید (بلندی والے سراہے ہوئے معبود کی پناہ۔ت)

خاتمہ رزقنا اللہ حُسنھا (اللہ تعالٰی ہمیں اچھا خاتمہ عطا فرمائے۔ت) **چند تنبیہات زاکیات میں**

تنبیہ اوّل: اے عزیز! آدمی کو اس کی اَنانیت نے ہلاک کیا، گناہ کرتا ہے، اور جب اس سے کہا جائے توبہ کر، تو اپنی کسر شانِ سمجھتا ہے۔ عقل رکھتا تو اصرار میں زیادہ ذلّت و خواری جانتا۔

یا ھٰذا۔ ہر گز منصبِ علم کے منافی نہیں کہ حق کی طرف رجوع کیجئے۔ بلکہ یہ عین مقتضائے علم ہے اور سخن پروری ہر جہل سے بدتر جہل ــــ وہ بھی کاہے میں؟ کفریات میں۔ والعیاذ باللہ (اللہ کی پناہ۔ت)

یا ھٰذا صغیرہ پر اصرار اُسی کبیرہ کر دیتا ہے ــــ کفریات پر اصرار کس قعر نار میں پہنچائے گا۔

یا ھٰذا تیرا رب ایک شخص کی مذمت کرتا ہے:

" وَ اِذَا قِیۡلَ لَہُ اتَّقِ اللّٰہَ اَخَذَتۡہُ الۡعِزَّۃُ بِالۡاِثۡمِ فَحَسۡبُہٗ جَہَنَّمُ ؕ وَ لَبِئۡسَ الۡمِہَادُ ﴿۲۰۶﴾ " [152]	یعنی جب اس سے کہا جائے خدا سے ڈر، تو اُسے غرور کے مارے گناہ کی ضد چڑھتی ہے۔ سو کافی ہے اُسے جہنم اور بے شک کیا بُرا ٹھکانا ہے۔

للہ! اپنی جان پر رحم کر، اور اس شخص کا شریک حال نہ ہو۔

یا ھٰذا تیرا مالک ایک قوم پر رَد فرماتا ہے:

" وَ اِذَا قِیۡلَ لَہُمۡ تَعَالَوۡا یَسۡتَغۡفِرۡ لَکُمۡ رَسُوۡلُ اللّٰہِ لَوَّوۡا رُءُوۡسَہُمۡ وَ	جب اُن سے کہا جائے آؤ تمہارے لیے بخشش خدا کا رسول، تو اپنے سر پھیر لیتے ہیں تو انہیں

[151] القرآن الکریم ۲۴/ ۱۹

[152] القرآن الکریم ۲/ ۲۰۶

رَاَیْتَهُمْ یَصُدُّوْنَ وَهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ۝ "[153]	دیکھے کہ باز رہتے ہیں تکبر کرتے ہوئے۔

ہاں بھی تجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی طرف بلاتا ہوں، خدا کو مان، اور منہ نہ پھیر۔

یاھٰذا تو سمجھتا ہے، اگر میں تسلیم کرلوں گا تو لوگوں کی نگاہ میں میری قدر گھٹ جائے گی اور میرے علم فلسفی میں بٹا لگے۔ حالانکہ یہ محض وسوسہ شیطان ہے۔ لاحول پڑھ، اور خدا کی طرف جھک، کہ اس سے اللہ تعالٰی کے یہاں تیری عزت ہوگی۔ اور خلق میں بے قدری بھی بھی غلط، بلکہ تجھے منصف و حق پسند جانیں گے اور نہ مانے گا تو متکبر و شریر ولوند۔

یاھٰذا کیا یہ ڈرتا ہے کہ مان جاؤں گا تو اِس مجیب کا علم مجھ سے زیادہ ٹھہرے گا؟ ــــــ حاش للہ! واللہ کہ اگر کوئی بندہ خدا میرے ذریعہ سے ہدایت پائے تو اس میں میری آنکھ کی ٹھنڈک اُس سے ہزار درجہ زائد ہے کہ میرا علم کسی سے زیادہ ٹھہرے۔

ہاں! ہاں!! اگر تو اعلان توبہ کرے تو میں اپنے جہل اور تیرے فضل کا نوشتہ لکھ دوں۔

یاھٰذا اِک ذرا تعصب سے الگ اور تنہائی میں بیٹھ کر سوچ کہ کفریات پر اصرار کی شامت تیرے حق میں بہتر ہے یا بعدِ رجوع و توبہ بعض جُہّال کی تحقیر وملامت؟

ھیہات، ھیہات، اللہ کا عذاب بہت سخت ہے ــــ وَاِنَّہٗ لَاٰتٍ (اور وہ بلاشبہہ آنے والا ہے۔ت) میں تیرے بھلے کی کہتا ہوں، عار پر نار کو اختیار نہ کرنا۔

الٰہی! میرے بیان میں اثر بخش! اور اپنے اس بندہ کو ہدایت دے اور ہمارے قلوب دین حق پر قائم رکھ۔

یاواجد، یاماجد، لاتزل عنی لعمۃ نعمتھا علیّ، بجاہ من ارسلتہ رحمۃ للعٰلمین، واقمتہ شفیعا المذنبین المتلوثین الخطّائین الھالکین، صلی اللہ تعالٰی علیہ و علٰی اٰلہ وصحبہ اجمعین، امین۔	اے محب! اے کمال بزرگی والے! جو نعمت تُو نے مجھے عطا فرمائی ہے وہ مجھ سے سلب نہ فرما، اس کے صدقے میں جسے تُو نے تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ اور تُو نے اُسے ہلاکت میں پڑنے والے خطاکاروں اور لتھڑے ہوئے گنہگاروں کے لیے شفیع بنایا ہے۔ اللہ تعالٰی آپ پر، آپ کی آل پر اور آپ کے تمام اصحاب پر رحمت نازل فرمائے۔ (آمین) (ت)

[153] القرآن الکریم ۶۳/ ۵

تنبیہ دوم: مبادا اگر رگِ تعصب جوش میں آئے۔ اور خدا ایسا نہ کرے، تو اِس قدر یاد رہے کہ عقائد اسلام وسنت کے مقابل ہم پر فلاں ہندی و بہمانِ سندی کسی کا قول سند نہیں ــــ نہ احکامِ شرعیہ شخص دون شخص سے خاص ــــ اَلعِزَّۃُ للہ (عزت اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔ت) ــــ شرح سب پر حجت ہے ــــ وہ کون ہے جو شرع پر حجت ہوسکے؟ ــــ اس قسم کی حرکت جس سے صادر ہو گئی، وہ بقدر اپنے سیئہ کے حکم کا مستحق ہوگا، کسے باشد کائنًا مَّن کانَ (جو بھی ہو۔ت) ــــ

اِین وآں، سے ہمیں موافقت اُسی وقت تک ہے جب تک وہ دینِ حق سے جدا نہیں۔ اور اس کے بعد، عیاذاً باللہ (اللہ کی پناہ۔ت) ع۔

سایہ اش دور باد از ما دُور

(اس کا سایہ ہم سے دُور ہو۔ت)

جس کا قول ہم اسلام وسنّت کے موافق پائیں گے تسلیم کریں گے۔ نہ اس لیے کہ اُس کا قول ہے۔ بلکہ اس لیے کہ صراطِ مستقیم سے مطابق ہے ــــ اور جس کی بات خلاف پائیں گے۔ زید ہو یا عمرو، خالد ہو یا بکر، دیوار سے مار کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رِکاب سے لپٹ جائیں گے ــــ اللہ ان کا دامن ہم سے نہ چھڑائے دنیا میں نہ عقبٰی میں ــــ آمین! الٰہی امین۔

محمد عربی کہ آبروئے ہر دوسرا ست کسے کہ خاک درش نیست خاک بر سرِ اُو

(محمد عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دونوں جہانوں کی آبرو ہیں، جو انکے درِاقدس کی خاک نہیں ہے اس کے سر پر خاک ہو۔ت)

تنبیہ سوم: واجِبُ المُلاحظۃ نافِعُ الطَّلبہ (جس کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے وہ طلبہ کے لیے نفع بخش ہے۔ت)

اِن اعصار واُمصار کے طلبہ علم چشمِ عبرت کھولیں اور تُوغل فلسفہ کیا آفت جان گزا غور سے دیکھیں زید کہ جس کے اقوال سے سوال ہے آخر اس حال کو کاہے کی بدولت پہنچا۔ اور فلسفہ کی دبی آگ نے بی خبری میں بہ تدریج سُلگ کر دفعۃً بھڑکی تو کہاں تک پھونکا؟

اے عزیز! شیطان اول دھوکا دیتا ہے کہ مقصود بالذات تو علم دین ہے ــــ اور علوم عقلیہ وسیلہ وآلہ ــــ پھر ان میں اشتغال کس لیے بے جا؟

ھیھات! اگر یہ امر اپنے اطلاق پر مسلم بھی ہو تو اب اپنے حالات پر غور کرو کہ آلہ ومقصود کی شان ہوتی ہے؟ شب وروز آلہ میں غرق ہوگئے۔ مقصود کا نام تک زبان پر نہ آیا۔ اچھا توسّل ہے۔

اور اچھا قصد

بوقتِ صبح شود ہمچو روز معلومت

کہ باکہ باختہ عشق درشب دیجور

صبح کے وقت تجھے روزِ روشن کی طرح معلوم ہو جائے گا کہ تاریک رات میں تُو نے کس کے ساتھ عشق بازی کی ہے۔ت)

عزیزو! اگر علم آخرت کے لیے سیکھتے ہو تو واللہ کہ فلسفہ آخرت میں مضر___اور دنیا کے لیے تو یہاں وہ بھی بخیر___اس سے تو بہتر کہ مڈل پاس کرو کہ دس روپیہ کی نوکری پا سکو۔

عزیزو! للہ انصاف! مصطفی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی حدیث میں علم کو تنزکیہ انبیاء اور علماء کو ان کا وارث فرمادیا۔ ذرا دیکھو تو وہ علم یہی ہے جس میں تم سراپا منہمک، یا وہ جسے تم بایں بے پرواہی، واستغنا تارک؟___بھلا ایمان کے دل پر ہاتھ رکھ کر دیکھو کہ مصطفی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا وارث بننا اچھا، یا ابن سینا و فارابی کا فضلہ خوار؟ ع

بین تفاوتِ رہ از کجاست تا بہ کجا

(ان دونوں میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔ت)

عزیزو! شیطان اس قوم کے کان میں پھونک دیتا ہے کہ عمر صرف کرنے کے قابل یہی علوم فلسفیہ ہیں اگر ان کے مدارک عمیق اور مسالک دقیق، جب یہ آگئے تو علومِ دنیہ کیا ہیں۔ ادنٰی توجہ میں پانی ہو جائیں گے۔

حالانکہ واللہ محض غلط___تمہیں ان علومِ ربانیہ کا مزہ ہی نہیں پڑے___ورنہ جانتے کہ علم یہی ہیں۔ اور جو غموض ودِقت و لطف و نزاکت ان میں ہے ان کا ہزارواں حصہ وہاں نہیں___مگر کیا کیجئے کہ۔ ع

اَلنَّاسُ اَعْدَاءٌ لِمَا جَهِلُوْا

(لوگ اُس چیز کے دشمن ہوتے ہیں جس سے وہ جاہل ہوتے ہیں۔(ت)

اچھا نہ سہی___مگر کیا نفیس تدقیق، عمدہ تحقیق ہے کہ ہزاران برس گزرے آج تک کوئی بات منقح نہ ہوئی___لوگ کہتے ہیں تلاحق آراء، سے علم نضج پاتے ہیں___وہاں اس کے خلاف۔ ع

شد پریشاں، خوابِ شاں از کثرت تعبیرہا

(زیادہ تعبیروں کی وجہ سے ان کا خواب پریشان ہو گیا۔ت)

سَلف خَلف میں جسے دیکھئے کیا چمک چمک کر تقریریں کرتا ہے گویا حقِ ناصح اس کی بغل سے نکل کر کہیں گیا ہی نہیں___جب دوسرا آیا اُس نے نئی ہانک سنائی، اگلے کی عقل اوندھی بتائی___یوں ہی یہ سلسلہ بے تمیزی لَاتَقِفُ عِندَحَدٍّ قبل یوم القیمۃ (قیامت سے پہلے یہ سلسلہ کسی حد پر نہیں

رُکے گا۔ت) چلا جاتا ہے اور چلا جائے گا۔ کچھ محقق ہو سکا نہ ہر گز ہو۔ ع

ہر کہ آمد عمارتے نو ساخت رفت و منزل بہ دیگرے پر داخت [154]

(جو بھی آیا اس نے نئی عمارت بنائی، چلا گیا اور عمارت دوسرے کے حوالے کر دی۔ت)

کہیے پھر اس "کاو، کاو" کا کیا محصّل نکلا؟ اور کون سا نتیجہ دامن میں آیا؟____ دمِ مرگ جب دیکھئے تو ہاتھ خالی۔
جہل تھا جو کچھ کہ سیکھا، جو پڑھا افسانہ تھا ایک فلسفی نزع میں ہاتھ ملتا اور کہتا تھا، عمر کھوئی کچھ تحقیق نہ ہو پایا، سوا اس کے کہ، ہر ممکن محتاج ہے اور امکان امرِ عدمی____ دُنیا سے چلا اور کچھ نہ ملا۔

اور دوسرا امر، یعنی علومِ دینیہ اس کے ذریعہ سے خود آجانا____ ایسا باطل فضیح ہے جس کی واقعیت تمہارے اذہان کے سوا کہیں نہ ملے گی____ حاش للہ! کام پڑے دام کھلتے ہیں____ دس مسائل دینی پوچھے جائیں، اور کوئی فلسفی صاحب اپنے تفلسُف کے روز سے ٹھیک جواب دے دیں تو جانیں____ یوں تو زبان کے آگے بارہ ہل چلتے ہیں۔ ع

کس نگوید کہ دُوغِ من تُرش است

(اپنی لسّی کو کھٹّا کوئی نہیں کہتا۔ت)

عزیزو! یہ درس کہ اِن بلاد میں رائج، احمق اسے منتہائے علم سمجھتے ہیں۔ حاشا کہ وہ ابتدائی علم بھی نہیں۔ اس سے استعداد آنا منظور ہے ____ رہا علم!____ ہیہات ہیہات! ہنوز دلی دور ہے۔ ع

بسیار سفر باید تا پختہ شود خامے

(بہت سفر چاہیے تاکہ کچا پکا ہو جائے۔ت)

طالب علم بے چارہ شِفا، اشارات سب لپیٹ گیا اور یہ بھی نہ جانا کہ "اصولِ دین" کو کیونکر سمجھوں! اور خدا اور رسول کی جناب میں کیا اعتقاد رکھوں!____ اگر کچھ معلوم ہے تو سُنی سنائی تقلیدی____ پھر حلال و حرام کا تو دوسرا درجہ ہے۔
افسوس واضع درس نے کتب دینیہ گنتی کی رکھیں کہ طلبہ خوض و غور کے عادی ہو جائیں اور ازاں جا کر

---

[154] گلستان سعدی، در سبب تالیف، مکتبۃ اویسیہ بہاولپور ص ۱۳

ابھی عقل پختہ نہیں، لہٰذا ایسی چیز میں مشق ہو جس کی اُلٹ پلٹ نقصان نہ دے ___ مگر وہ ہو رہی اُلٹی ___ کہ انہیں لِمَ ولا نسلم (کیوں ؟ اور ہم نہیں مانتے۔ت) کی آفت چر گئی ___ اور جز تسلیمی پر کہ مدار ایمان سے قیامت گزر گئی۔

عزیزو! احمد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن حِبان، حاکم بیہقی، عبد بن حمید بغوی باسانید، صحیحہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان العبد اذا اخطأ خطیئۃً نکتت فی قلبہ نکتۃ سوداء فان ھو نزع واستغفر وتاب صقل قلبہ، وان عاد زید فیھا حتّٰی تعلو علی قلبہ، وھو الرّان الذی ذکر اللہ تعالٰی کلا بل ران علی قلوبھم ماکانوا یکسبون [155]۔	جب بندہ کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل میں ایک سیاہ دھبّا پڑ جاتا ہے، پس اگر وہ اس سے جُدا ہو گیا اور توبہ استغفار کی تو اس کی دل پر صیقل ہو جاتی ہے۔اور اگر دوبارہ کیا تو سیاہی بڑھتی ہے یہاں تک کہ اُس کے دل پر چڑھ جاتی ہے۔اور یہی ہے وہ زنگ جس کا اللہ تعالٰی نے ذکر فرمایا کہ: یوں نہیں بلکہ زنگ چڑھادی ہے اُن کے دلوں پر انکے گناہوں نے کہ وہ کرتے تھے۔

دیکھو ایسا نہ ہو کہ یہ فلسفۂ مزخرفہ تمہارے دلوں پر زنگ جمادے کہ پھر علوم حقّہ صادقہ ربّانیہ کی گنجائش نہ رہے گی۔کہتے یہ ہو کہ،اس کے آنے سے وہ خود آجائیں گے۔حاشا! جب یہ دل میں پیر گیا وہ ہرگز سایہ تک نہ ڈالیں گے کہ وہ محض نور ہیں۔اور نور نہیں چمکتا مگر صاف آئینہ میں۔

عزیزو! اسی زنگ کا ثمرہ ہے کہ منہمکانِ تفلسف علوم دینیہ کو حقیر جانتے،اور علمائے دین سے استہزاء کرتے۔بلکہ انہیں جاہل اور لقب علم اپنے ہی لیے خاص سمجھتے ہیں۔

اگر آئینہ دل روشن ہوتا تو جانتے کہ وہ مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے وارث و نائب ہیں۔وہ کیسی نفیس دولت کے حامل وصاحبِ ہیں جس کے لیے خدا نے کتابیں اتاریں،انبیاء نے تفہیم میں عمریں درازیں ___ وہ اسلام کے رکن ہیں ___ وہ جنت کے عماد ہیں ___ وہ خدا کے محبوب ہیں ___

[155] کنز العمال برمز حم ت ہ حب ن ھب عن ابی ھریرہ حدیث ۱۰۱۸۹ موستہ الرسالہ بیرت ۴ /۲۱۰، جامع الترمذی ابواب التفسیر سورۃ ویل للمطففین امین کمپنی دہلی ۲ /۱۶۸ و ۱۶۹، مواد والظمآن کتاب التفسیر سورۃ ویل للمطففین حدیث ۱۷۷۰ المکتبۃ السلفیہ ص ۴۳۹، موادوالظمآن کتاب التوبہ باب ماجاء فی الذنوب حدیث ۲۴۴۸ المکتبۃ السلفیہ ص ۶۰۷

وہ جانِ رشاد ہیں____ رہا اُن کے ساتھ استہزاءاُس کا مزہ آج نہ کھلا تو کل قریب ہے___ "وَسَیَعۡلَمُ الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡۤا اَیَّ مُنۡقَلَبٍ یَّنۡقَلِبُوۡنَ﴿۲۲۷﴾ "[156]۔(اور اب وہ جانا چاہتے ہیں ظالم کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے۔ت)

عزیزو! نفس خودی پسند آزادانہ اَقُولُ کامزہ پاکر پھول گیا____ اور قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں جو دل کا سرور اور آنکھوں کا نُور ہے اُسے بھول گیا۔

ہیہات! کہاں وہ فن جس میں کہا جائے " میں کہتا ہوں" یا نقل بھی ہو تو ابن سینا گفت(ابن سینا نے کہا ت۔) اور وہ فن جس میں کہا جائے "خدا فرماتا ہے۔ مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں"۔

جتنا میں اور مصطفٰی میں فرق ہے اُتنا ہی اس اقول و قال اور دونوں علموں میں۔ کیا خوب فرمایا عالم قریشی سیدنا امام شافعی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے۔

کل العلوم سوی القراٰن مشغلة　　الا الحدیث والاّ الفقه فی الدین

العلمُ ماکان فیه قال حدثنا　　وماسوٰی فوسواس الشیاطین [157]

(قرآن کے علاوہ تمام علوم ایک مشغلہ ہیں سوائے حدیث کے اور سوائے حدیث کے اور سوائے فقہ کے دین میں۔
علم تو وہ ہے جس میں کوئی شخص کہے کہ ہمیں حدیث بیان کی اور اس کے ماسوا شیطانوں کا وسوسہ ہے۔(ت)

انچہ قال اللہ ونے قال الرسول
فُضلہ باشد، فضلہ می خواں اے فضول

(وہ کہ اللہ نے فرمایا نہ رسول نے، فضلہ ہوگا فضلہ پڑھتا ہے، اے فضول ت)

عزیزو! خدارا غور کرو، قبر میں حشر میں تم سے یہ سوال ہوگا کہ عقائد کیا تھے اور اعمال کیسے؟ یا یہ کہ وہ کلی طبعی خارج میں موجود ہے یا معدوم؟ اور زمانہ غیر قار و حرکۃ بمعنی القطع کائن فی الاعیان ہیں یا آنِ سیّال و حرکت بمعنی التوسط سے موہوم۔

عزیزو! میں نہیں کہتا کہ منطقِ اسلامیاں___ ریاضی، ہندسہ وغیرہا اجزائے جائزہ فلسفہ____ نہ پڑھو۔ پڑھو، مگر بقدر ضرورت___ پھر ان میں انہماک ہر گز نہ کرو___ بلکہ اصل کار علوم دینیہ سے رکھو۔راہ یہ ہے ___ اور آئندہ کسی پر جبر نہیں۔ "وَاللّٰہُ یَہۡدِیۡ مَنۡ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسۡتَقِیۡمٍ﴿۲۱۳﴾ "[158]۔(اور اللہ تعالٰی جسے چاہے سیدھی راہ

---

[156] القرآن الکریم ۲۶/ ۲۲۷

[157] ابجد العلوم المقدمة فی بیان اسماء العلوم الخ المکتبة القدوسیه لاہور ۲/ ۸

[158] القرآن الکریم ۲/ ۲۱۳

"رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَ هَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۝" [159] وقع الفراغ من تسوید هٰذه الاوراق لسبعٍ عــہ خلون من الشهر السابع، من العام الرابع، من المائة الرابعة، من الالف الثانی من هجرة سراج الافق، امام الخلق، نبی الرفق، ذی العلم الحق، الحکیم الربانی، صلوات الله تعالٰی وسلامه علیه وعلٰی اٰله وصحبه وکل مشتاق الیه، برحمتك یا ارحم الراحمین، والحمد لله ربّ العٰلمین، والله تعالٰی اعلم، وعلمه جلّ مَجدہ اتم واحکم۔	دکھائے۔ت) اے رب ہمارے دل ٹیڑھے نہ کر کہ تُو نے ہمیں ہدایت دی اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا کر بے شک تُو ہی بڑا دینے والا ہے(ت) ان اوراق کے مسودہ سے فراغت ماہِ ہفتم کی سات تاریخ کو ہوئی جب کہ تمام جہانوں کے سورج، تمام مخلوق کے امام، نرمی والے نبی، علمِ حق رکھنے والے حکیم ربانی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی ہجرت اقدس کو تیرہ سو چار سال گزر چکے ہیں۔(یعنی ۷ رجب ۱۳۰۴ھ) اللہ تعالٰی کی رحمتیں اور سلام ہو آپ پر، آپ کی آل پر، آپ کے صحابہ پر اور ہر ایسے شخص پر جو حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا مشتاق ہے۔ تیری رحمت کے ساتھ اے بہترین رحم فرمانے والے۔ اور تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو سب جہانوں کو پالنے والا ہے۔ اور اللہ تعالٰی خوب جانتا ہے اور اس کا علم تام و مستحکم ہے۔(ت)

عــــہ: یعنی ہفتم شہر رجب ۱۳۰۴ ہجریہ علٰی صاحبہا الصلوۃ والتحیۃ ۱۲، سلطان احمد خان عفاعنہ اللہ تعالٰی۔

کتبه عبده المذنب احمد رضا البریلوی
عفی عنه بمحمدن المصطفٰی النبی الامی
صلی الله تعالٰی علیه وسلم

---

[159] القرآن الکریم ۳/۸

لله در المجیب حیث اتی بتحقیق انیق نمقه العبد المذنب الاوّاہ محمد لطف اللہ	بلاشبہ مضامینِ رسالہ منطق الجدید جو مجیب مصیب نے نقل کیے اس پر خلاف شرع شریف اور مخالف عقائد حقہ اہل اسلام سلفاً وخلفاً ہیں۔اور مجیب مصیب نے قباحتیں اور شناعتیں اس کی بہ وجہ احسن بیان فرمائیں۔ جزاہ اللہ سبحنه عن المسلمین احسن الجزاء